الشعراء تلامذ الرحمٰن

کلیّات نظام

یعنی کلام معجز نظام نظام الدولہ منتظم الملک نواب محمد مرد علیخان

بہادر تخت قائم جنگ سابق دیوان ملک مارواڑ موسوم بنام تاریخی اعنی

کلیات دیوان نواب نظام الدولہ بہادر

ماہ دسمبر ۱۸۸۵ء

مطبع نامی منشی نول کشور میں مقام لکھنؤ طبع ہوا

تقریظ از جانب مطبع

اس کلیات کا مشہور نام - **کلیات نظام** - اور تاریخی نام -
کلیات دیوان نواب نظام الدولہ بہادر ہے یہ کلیات
جناب نظام الدولہ منتظم الملک نواب محمد مردان علیخان بہادر تخت
قائم جنگ سابق دیوان و وزیر اعظم ملک مارواڑ کا ہے -
آپ کے اور تالیف و تصنیف کا نام بھی تاریخی ہے مثلاً -

۱- تاریخ البلاد - - - - - تاریخ میں
۲- تواریخ راج مارواڑ (۱۲۷۶ھ، ۱۸۶۹ء) - تاریخ ملک مارواڑ جسکا دارالامارۃ جودھپور ہے
۳- ظل ناصری - - - - - علم جفر میں جو بنام شاہ ایران موسوم ہے*
۴- غنچہ راگ (۱۲۸۱ھ) - - - - - علم موسیقی میں*
۵- طلسم نظر (۱۲۷۹ھ) - - - - - علم مسمریزم میں*
۶- ضبط عشق (۱۲۸۹ھ) - - - - - واسوخت مشمولہ کلیات ہذا*

سوا انکے اور چند کتب زیر تالیف ہیں - ابتدا میں آپ کا تخلص مضطر تھا پھر **رعنا** اور اب باعتبار خطاب کے **نظام** ہے جو آپ کی رباعی سے ظاہر ہے

رباعی

آغاز سخنوری میں مضطر تھا نام
رعنا تھا شباب شاعری کے ہنگام
پھر زیر نگیں جو کشور نظم تو اب
نواب خطاب اور تخلص ہے **نظام**

تلمذ آپ کو نواب میرزا اسد اللہ خان - غالب مرحوم دہلوی سے تھا
اور بعد ترتیب کلام کے دبیر الدولہ منشی مظفر علیخان صاحب اسیر
لکھنوی نے اصلاح دی - کچھ حصہ آپ کے کلام کا دستیاب ہوا اور ایک
مدت سے بسبب کثرت اشتغال منصبی وغیرہ کے کہنا ترک کردیا اور اکثر
نظم آپ نے اپنے نام سے مشہور نہین کی جسقدر بہم پہونچا اوسکو دو جلدین
ترتیب دیکر طبع کیا ہے ✤

جلد دوم متفرقات ہر قسم	جلد اول غزلیات
[illegible]	[illegible]

شمار مین کل شعر صحت ملحوظ شعر ہین اگر ایک دلچسپ نظم اسمین شامل کیجاتی
تو اوسکے ساڑھے تین ہزار شعر ملاکر کل شعر تخمیناً قریب دس ہزار کے
ہوتے مگر آپ نے اوسکو مستثنیٰ رکھا - کلام عارفانہ اور شاعرانہ و عاشقانہ
ہر قسم کا ہے اکثر مضمون بھی عالی اور نئے - زبان شستہ طبیعت مین
چوچلا - اور واسوخت کا نیا طرز سب سے نرالا ہے جسکے [illegible] بند
ہمعدد عشا ہین اور اوسمین پانچ سراپا اور سب نئی صورت کے ہین
اور وہ باعتبار حالات شاعرانہ و عاشقانہ کے محض قال ہی قال ہے
نہ کہ حال - بقول حضرت (آخر مصرعہ واسوخت [illegible] مصرعہ)
حال اس قال کو سمجھین نہ مگر دانشمند ✤ فارسی قصیدہ و غزل اور کلام نعت
و مناقب وغیرہ بنام مہر نبوت بھی اسی مین شامل ہے جس مطلع ترجیع بند
نعت کے صلہ مین اوسی شب کو آپ زیارت بترکات آن حضرت صلعم
سے بعالم رویا مشرف ہوئے اوسکو مقبول بارگاہ رسول صلعم کہنا چاہیے
اسلیے وہ تبرکاً بیان لکھا جاتا ہے ✤ وہو ہذا -

بجسم خلق از آن دم کہ جان دمید خدا	کسیکہ مظہر ذاتش نبود ندید خدا
بجسم گوہر پاک تو چون رسید خدا	عیان ز صنعت از جای خود رسید خدا

بصورت تونگارے نہ آفرید خدا	تراکشیدہ و درست از قلم کشید خدا

آپ رئیس مرادآباد کے ہین یہ شہر ملک روہیلکھنڈ مین لطافت آب و ہوا اور مردم خیزی مین مشہور ہے – قوم سے آپ افغان یوسف زئی ہین مگر جدہ آپ کی سیادہ تھین تا سن تمیز آپنے عربی فارسی گھر مین پڑھی زان بعد اکثر سیر کتب کا شغل اور شوق رہتا ہے مزاج مین تحقیق سے ہے چنانچہ پنجاب مین بعہد ملازمت گورنمنٹ آپ نے چند مفید چیزین نکالین ✤

۱ – لعاب مصری – – – کوہ مری مین یہ پہاڑ قریب اور سرحد کشمیر پر واقع ہے جہان لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب گرما مین تشریف رکھتے ہین ✤

۲ – روغن داد – – – جو داد اور اکثر جلدی وغیرہ امراض کیواسطے اکسیر ہے اندروے دریاے اٹک سے ✤

۳ – بنفشہ عمدہ – – – ایضاً ایضاً

۴ – خشک چوب شب چراغ – ایضاً ایضاً

۵ – سومیائی – قریب برسانی ندی رشی نام واقع علاقہ پنڈی کھیب ضلع راول پنڈی سے ✤

۶ – موسیائی سنگی – – – کنارہ ندی متصل کھوٹہ ✤
ضلع ایضاً – اندرون کوہ سے – (وہ اشیا جو مارواڑ مین تحقیق کیے) ✤

۷ – سنگ غربال – – – جسکے ظرف مین پانی از خود چھن جاتا ہے خاص جودہ پور سے ✤

۸ – سنگ طبع – – – جسپر کاغذ چھپ جاتا ہے خاص جودہ پور سے ✤

۹ – تا ۱۲ کانہاے – – – سرب – مس – آہن – نقرہ – خاص جودہ پور وغیرہ اضلاع مارواڑ سے ✤

ان معدنیات کی بابت آپ نے جو رباعیان لکھی ہین وہ یہ ہین ✤

رباعی

آبحیوان بظلمت اسکندر یافت	جمشید بدور سلطنت ساغر یافت
از کندن کوه کہ بر آید بیکن	اقبال نظام بین کہ کان زر یافت

دیگر

ہرکس کہ بہ بحر غوطہ زد گوہر یافت	چون کند زمین وکوہ ہمہ زر یافت
تحقیق بہ مارٹ وارڈ چون کرد نظام	سیم ومس وآہن وسرب زر زر یافت

حسن مطلع قصیدہ ناتمام

سیم آہن ومس وسرب آورد م از جبال	ہم سنگ پارس آمدہ کہسار مارٹ وارڈ

۱۸۵۰ء عیسوی مین حسب الطلب آپ پنجاب گئے اور سر انجام خدمات مالی وملکی وسرحدی وغیرہ مین آپ نام آور و مورد تحسین حکام و اسناد وانعام رہے جسطرح گورنمنٹ مین آپکا اعزاز و اعتبار تھا اسیطرح ملک مین بلکہ سرحدی ممالک باغی امرندی وصوات وستہانہ وغیرہ مین رعب داب تھا اور حسن خلق اور راستبازی کے باعث سے آپ ہر دل عزیز تھے آپکا کام انتظام نظیر اور دستورالعمل ہوتا تھا جفاکشی اور محنت اور دلسوزی حد سے متجاوز تھی - غدر ۱۸۵۷ء عیسوی کے نازک اور مشکل وقت مین اول آپ نے ہی کار نمایان اور انتظام کمال خیر خواہی اور دانائی سے اوس ملک مین کیا جہان قریب کی چھاونیون مین تخمیناً آٹھ ہزار فوج ہندوستانی تھی اگر ذرا بھی دیر اور سوء تدبیری ہوتی تو یقیناً کل باغی اور روس بغاوت سے طول فساد عظیم کا ہوجاتا اور بغاوت کوہستان کو خود دفع کیا اور سرحدی اور اندرونی انتظام کی تدابیر عمدہ ایسی کین کہ پتہ نہ ہلا نہ کسی رعایا کا بال بانکا ہوا

یہان کل کام اور انتظام کی تفصیل طول سے ہے ۱۸۵۵ عیسوی مین آپ نے استعفا دیا اور بعدہ ہندوستانی ریاستون مین کار فرما رہے اور ان مین بھی مشکل کام آپکے استقلال اور حسن تدبیر اور رسائی سے بآسانی انجام پذیر ہوے ۱۸۶۷ عیسوی سے آپ باصرار ملک مارواڑ مین طلب ہوکر اول نائب دیوان اور بعدہٗ دیوان کل یعنے وزیر اعظم مقرر ہوے جہان کا حسن انتظام اور ترقی آمدنی ہر صیغہ اور نیز دیانت اور خلق اور سلوک آپکا ضرب المثل ہے جو مشکل کام اور انتظام اور انسداد فساد قبائل ملکی وغیرہ آپ نے استقلال عقل و ہمت سے کیے جب کہ ملک ابتر اور والی ملک مضطر تھے اونکی تفصیل طول ہے مجملہ خدمات مین آپ کو ایک عمدہ جاگیر اور طلائی تمغہ اور خطاب نوابی مع نقارہ و نشان و نوبت و گھڑیال اور قرب و تعظیم اول درجہ کے سرداران ملک کی دربار مملکت مارواڑ سے عطا ہوی آپ کو انتظام مالی و ملکی اور افزونی پیداوار علی الخصوص معاملات پولٹیکل مین ایک ملکہ اور تجربہ ہے اور دیانت اور محنت اور استقلال سے آپ کو کامیابی ہوتی ہے اگرچہ تمام اوقات عزیز آپ کی انجام امور منصبی مین صرف ہوتے ہین مگر جو وقت بچتا ہے وہ سیر کتب و تالیف و تصنیف مین گذرتا ہے آپ کا قول ہے کہ وقت اور تندرستی ہی یہ دو بیہودہ نعمت خداداد ہین دونون جہان کے کام انجام ہو سکتے ہین طبیعت حکیمانہ جبر و کسر نفسی عادت اے متین جفاکش پاک طینت بے طمع مستقل راستباز خوش معاملہ آزاد منش تجرد پسند ہین مروت اور سخاوت کے سوا شجاعت بھی خداداد ہے چنانچہ اتفاقات سے کئی بار فیل مست اور شیر اور خنزیر اور مسلح خونی اشتہاریون سے سر میدان مقابلہ ہوا اور آگ اور دریا مین کام پڑا مگر فضل الٰہی سے ہر جگہ آپ ثابت قدم اور غالب رہے۔ واقعی جوانمردی مین بھی آپ اسم بامسمے ہین ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند * یارون کے یار شاطر ملنسار بے ریا ایسے کم دیکھے ہین آپ فرزین بھی اعلےٰ درجہ کے ہین

آپکا بیان ہے کہ اسمین مذہب اور اکل و شرب اور جن اور شیطان اور سحر وغیرہ کو کچھ بھی علاقہ نہین ہے موحد اور اہل کتاب ہونے کی شرط سے ثابت ہے کہ اگر آدمی عمل کرے تو انسان کے واسطے یہ ایک بہتر طریقہ ہے یہ طریقہ عہد حضرت سلیمان علیہ السلام سے جاری ہے انشا سے راز نا مجاز ہے مگر جو بات نہین ہے اوسکا انکار کرسکتا ہے ورنہ آدمی اوسکے انشا پر قادر ہے یہ محض غلط مشہور ہے کہ سحر یا جن کے تسلط سے آدمی اظہار سے مجبور ہوتا ہے مسمریزم مین بھی آپکو دستگاہ ہے ابتدا سے آپکو ورد و وظائف سے بھی ذوق رہا اکثر چلہ کشی اور زکات بھی دی اور اوراد بھی معمول ہین چنانچہ اونکی برکت سے ماہ رمضان مین ۲۴ تاریخ کو رات کے دو بجے شب قدر دیکھی اور ایکبار خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو خواب مین نقش عطا فرمایا اوسکی صبح کو ایک کتب فروش آپکے پاس نکلا دیوان خواجہ صاحب فروخت کر گیا جو کتب اکبر شاہی کتب خانہ کا تھا جسپر مہر فیضی وابو الفضل ثبت تھین یہ گویا اول تعبیر تھی مگر در اصل وہ دیوان بشارت عمدہ دیوان تھا جسکے بعد آپ دیوان مار و اڑ ہوے - ایکبار حضرت خالد بن الولید صحابی کو چاشت کے وقت خواب مین ایک سفر مین اپنا رفیق طریق دیکھا - ایکبار جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو مع حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے نور کی صورت مین دیکھا ایکبار قبل مغرب روز روشن مین جناب علی علیہ السلام کو اسپ عربی پر مسلح سوار جاگتے مین دیکھا حضرت نے آپکو تردد لاحقہ مین تسلی فرمائی خواب مین کئی بار مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی اور ایکبار کربلاء معلی اور ضریح مبارک کی زیارت سے مشرف ہوے اور چار مرتبہ زیارت جناب رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف یاب ہوے ایکبار آپ سے آنحضرت صلعم نے پانی طلب فرمایا اور آپ نے چاہ سے بھر کر پلایا دو بار آنحضرت صلعم کے ساتھ نماز جماعت مین حضرت خلیفہ اول و دوم کو بھی

بلکیا ایکبار امامت جناب رسالت مآب صلعم مین ان ہر دو صحابہ کرام کی جماعت
مین خود بھی نماز صبح کے آپ شریک جماعت ہوے اور اوسوقت آپ نے
جو دعا مانگی جسکی امید منقطع تھی مگر اعجاز نبوی سے اوسی دن غیب سے اوسکا
ظہور ہوگیا ایکبار آپ نے جناب باری تعالے شانہ کو بہت بڑی قوی اور جسیم
انسان کے خوب صورت مین بعالم رویا دیکھا اور تعظیم بجا لائے۔ ان اللہ
خلق آدم علی صورتہ اس خواب کے حسب حال ہے اگرچہ آپ کو ابھی کسی سے
بیعت نہین مگر تمنا ہے اور بعض فقراء سالک ومجذوب کی عنایت بھی آپکے
حال پر رہی ہے یہ سب شرف خداداد صرف افضال ایزدی سے حاصل ہوا
جو نتیجہ حسن عمل اور صفائی قلب کا ہے امسال آپکا عزم بالجزم حج بیت اللہ
وزیارت مدینہ منورہ اور بعدہ زیارات عتبات عالیات کا ہے خدا پورا کرے
اکثر اعلے حکام اور والیان ملک عالیمقام سے بھی آپکا رسم اور مراسلت ہے
اور سب باعزاز والطاف تمام آپ سے پیش آتے ہین یہ نتیجہ بے طمعی
اور صداقت کا ہے آپ نے اکثر مدرسون اور سوسائٹی اور ہر قسم کے کار خیر مین
ہزار ہا روپیہ دیا چنانچہ میو کالج اجمیر مین جو واسطے تعلیم اولاد مہاراجگان
ملک راجستان کے بنایا گیا ہے ایک نہایت عمدہ گھنٹہ آپ کے نام سے ہی
لگیگا جسکے واسطے آپنے ساڑھے تین ہزار روپیہ دیا ہے۔ اکثر شعراء ہند
نے قصائد اردو وفارسی آپکی شان مین کہے اور آپ سے صلہ پایا وہ مجموعہ
بنام مدحیہ نظام بھی چھپ گیا ہے۔ آزاد منشی آپکا شعار ہے اور باہمہ
تعلقات ظاہری دل بیار دست بکار۔ بیان سیرت کے ساتھ مناسب جانکے
سے آپ کی صورت عکسی لیکے شبیہ بھی زیب کتاب کی ہے۔ جسطرح
آپکا وصف انداز بسیار ہے اسیطرح یہ کلیات بھی آپ کی تصانیف
سے یکے از ہزار ہے۔ اللہم زد آمین

فہرست دیوان اول کلیات نظام

فہرست دیوان دوم کلیات نظام

تاریخ ۱۸ دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

۱۰

کرے تعریف حق ہرگز نہین مقدور انسان کا
بتا بتلا سکے خفاش کب مہر درخشان کا

لکھون اک اور مطلع نعت احمد مین وہ دیوان کا
ملک بھیجین درود اور ہے وظیفہ ہر مسلمان کا

سلیمان سی نہین کچہ مرتبہ کم اونکی دربان کا
در دولت کو حاصل پایہ ہے تخت سلیمان کا

صحابہ نے فروغ اوس مہر چرخ دین سے پایا ہے
قمر زہرہ عطارد مشتری مریخ کیوان کا

علی مرتضے وہ عالم علم لدنی ہے
کہ جبریل امین اک طفل ہے اوسکے دبستان کا

عجب رعب شجاعت ہے جناب شاہ مردان کا
کہ زہرہ آب ہوتا ہے یہان شیر نیستان کا

زبان پہ میری نام پنجتن ہر وقت رہتا ہے
مجھے ہے مثل حافظ یہ بھروسہ حفظ قرآن کا

ضیا ہے حب سبطین محمد سے دل روشن
یہی داغ محبت ہے چراغ اپنے شبستان کا

الٰہی خاتمہ بالخیر ہو رعنا کا دنیا مین
محمد شافع عصیان ہو مردان علیخان کا

نظام اک عاشقانہ بھی غزل اس بحر مین لکھو
کہ بحر بیکنار طبع مین ہے جوشش طوفان کا

یہ خطِ کہکشان ہی تارکش مہوش کے دامان کا
گہر سے کم نہین ہر ایک قطرہ چشم گریان کا
نظر آئی اگر موسیٰ کو جلوہ روے تابان کا
نظر آئی جو جلوہ خواب مین بھی چشم جانان کا
پڑا ہی عکس اس سیف لقا کی روے تابان کا
نکلنا چاہ کنعان سی ہی روشن ماہ کنعان کا
اگر چشم عنایت اوسکی مجھ وحشی کی جانب ہو
برات عاشقان بر شاخ آہو دل بگاڑ اوٹھی
غزالون نے خطا پایا شک ہی کی مجھسی بے چشمی
جو دیکھو اسکی کوئی بات حکمت سی نہین خالی
لیاقت عشق کہوتا ہی کسیکا بس نہین چلتا
مری دل کو ہی گلرویون کی الفت عہد طفلی سے
نہ لیتا تیر اسبل جو نہ تھا قصہ ہی سطے ہوتا
گنہگارون کو تیری ہی غم نہین خورشید محشر کا
نکالا ہی ہمین آخر بہشت بزم جانان سے
بچالی نوح کی طوفان سی کشتی یہ سہی لیکن

الٰہی عقد پروین تکمہ ہی کسکے گریبان کا
بعینہ دیدۂ تر مین ہی عالم ابر نیسان کا
تو چھوڑی طور سے آنکھون سے رستہ کوی جانان کا
خطا ہی پھر جو نظارہ کرون چشم غزالان کا
نظر آتا ہی آئینے مین عالم چاہ کنعان کا
ابھرتا ہی نہین ڈوبا ہوا چاہ زنخدان کا
رفو تار نظر سے چاک ہو دل کی گریبان کا
تصور مین جو ہو منظور بوسہ چشم جانان کا
تصور دشت وحشت مین بندھا جب چشم جانان کا
مقرر عشق کو رتبہ دیا ہی حق نے لقمان کا
عیان ہی الفت بلقیس مین قصہ سلیمان کا
سبق برسون پڑھا ہی مین نے مکتب مین گلستان کا
تمام اس جسم کی ہمراہ ہوتا کام اگر جان کا
نہ ہوگا شامیانہ کیا وہان دامان عصیان کا
دراندازی سی غیرون نی لیا ہی کام شیطان کا
جو ہو کشتی مین طوفان کون پھر مانع ہو طوفان کا

شب فرقت ہی آخر وصل کی شب ہو گئی رعنا
تصور یان تلک مجھکو بندھا تصویر جانان کا

لکھا نصیب کا کیا نامہ بر شتاب آیا
گئی جو طفلی تو پھر عالم شباب آیا
مین شوق وصل مین کیا ریل پر شتاب آیا
ہوا حباب بلا مادہ کی طینتون مین تفرق
نہین وہ کعبہ کہ ہو دید حشر پر موقوف

جواب نامہ مرے بعد یہ جواب آیا
گیا شباب تو اب موسم خضاب آیا
کہ صبح ہند مین تھا شام پنج آب آیا
سمجھ گیا کہ بس اب وقت انقلاب آیا
جو کوی یار مین پہونچا وہ کامیاب آیا

چلے براق پہ احمد تو سدرہ تک جبریل — کمال شوق سے تھامی ہوئی رکاب آیا
کٹا تھا روز مصیبت خدا خدا کر کے — یہ رات آئی کہ سر پر مری عذاب آیا
اوتار و جوڑا کھلے بندون شوق سے سوؤ — شب وصال مین کیون آپ کو حجاب آیا
جمال یار لڑکپن مین آفت جان ہے — کنوین جھنکائے گا یوسف اگر شباب آیا
جواب صاف نکیرین کو مین کیا دونگا — نہ اونکے پاس سے گر نامہ بر جواب آیا
کہان ہے دل کو عبث ڈھونڈھتے ہو پہلو مین — تمہارے کوچے مین مدت سے اوسکو داب آیا
کسیکی تیغ تغافل کا مین وہ کشتہ ہون — نہ جاگا نیزے سے یہ سو بار آفتاب آیا
نظر پڑی نہ مری رعب حسن سے رخ پر — اگرچہ سامنے میرے وہ بے نقاب آیا
گیا بہشت مین عصیان بے حساب ہے بین — خدا نہ حشر کے دن بر سر حساب آیا
ہمیشہ صورت انجم کھلی رہین آنکھین — فراق یار مین کس رات مجکو خواب آیا
ہوا یقین کہ زمین پر ہے آج چاند گہن — وہ ماہ چہرہ پہ جب ڈال کر نقاب آیا
ہوئی جو دیدۂ گریان سے اپنے اشک روان — گمان ہوا کہ برستا ہوا سحاب آیا
بنا تصور لیلے بصورت تصویر — کبھی جو قیس کی آنکھون مین شب کو خواب آیا

وہ زود رنج ہے اوسکو نہ چھیڑنا رعنا
ملو گے ہاتھ اگر بر سر عتاب آیا

گر دم قتل بھی دیدار میسر ہوتا — آب حیوان مجھے آب دم خنجر ہوتا
لاکھ معراج سے حق مین مری بہتر ہوتا — کوئے قاتل مین جو نیزے پہ مرا سر ہوتا
عام اگر سلسلۂ زلف معنبر ہوتا — پھر نہ خالی کبھی سودے سے کوئی سر ہوتا
کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا — تجھسا بیرحم زمانہ مین جو دلبر ہوتا
دم گریہ ترے دانتون کا جو کرتا مین خیال — اشک گر کر صدف چشم سے گوہر ہوتا
ای بت پردہ نشین شہرۂ آفاق ہے تو — کیون ترے حسن کا مذکور نہ گھر گھر ہوتا
ہجر محبوب مین کیا کیا نہ اذیت کھینچی — موت آجاتی تو اس زیست سے بہتر ہوتا
دیکھتا صورت آئینہ جو اوسکا نہ جمال — شش جہت مین نہ کبھی آئینہ ششدر ہوتا

رحم آیا نہ اوسے ورنہ مری نالون سے
پانی ہو جاتا وہین کیسا ہی پتھر ہوتا

کافر عشق ہوا ہون جو بت بے دین کا
قول واعظ کا اسی ہی نہین باور ہوتا

چھوڑ کر وصل ترا اون نہ کبھی باغ بہشت
نقد سے وام بدلنا نہین بہتر ہوتا

سنگ اسود کو کبھی منہ نہ لگاتے ہم بن
بوسۂ خال رخ اوسکا جو میسر ہوتا

دیکھ لے زلف پہ ہیرو کو تو قائل ہو جا
جو یہ سمجھا ہے پری کی نہین شہپر ہوتا

کچھ اوس شوخ کا ہر حیلہ ہے کالی کوشون
نامہ بر اوڑ کے پہونچتا جو کبوتر ہوتا

مر گیا ہون شکم صاف پہ پیا تھی یہ بات
سنگ مرمر جو مری قبر کا پتھر ہوتا

قامت یار کہان اور کہان سرو چمن
کہین ہمسر نہین طوبے سی صنوبر ہوتا

شکل گل پھولے نہ جامے مین سماتی بلبل
صحن گلشن مین جو پھولام کا بستر ہوتا

بوسہ اوسکے لب شیرین کا اگر ملجاتا
تلخ کامون کو وہی قند مکرر ہوتا

تو گرفتار غم ہجر نے دی جان آخر
کیون یہ مرتا جو غم درد کا خوگر ہوتا

سنتے مرنے کی خبر سنکے کہا جانان نے
مرض عشق سے کوئی نہین جانبر ہوتا

کوہکن کوہکنی جا کے نکرتا ہرگز
حق مین اوسکی دل شیرین جو نہ پتھر ہوتا

[illegible] رہ نجد نہ لیتا زنہار
قیس نادان کا جو سمجھا کوئی رہبر ہوتا

موتیون کا ہے جبین پر تری جھمکا اسطرح
جسطرح ماہ ہی پروین کے برابر ہوتا

کچھ بسر اور بھی ارمانون مین کرلیتے نظام
عمر بھر مین کبھی اگر وصل میسر ہوتا

وہ سیہ قسمت پہ آتا رہا
مین ہو سے پہر روز جی جاتا رہا

زندگی کی سمجھے مر مر کے بسر
وہ بت ترسا جو ترساتا رہا

واہ بخت نارسا دیکھا تجھے
نامہ بر سے خط کہین جاتا رہا

وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی
رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا

چھوڑ کر جاوے نہ قدت نکلا نہ دل
لاکھ ہر گیسو اوسے لہراتا رہا

راہ تکتے تکتے آخر جان گئی
وہ تغافل کیش بس آتا رہا

دل تو دینے کو دیا پر ہمنشین | ہاتھ مین مل مل کے پچھتاتا رہا
دیکھ اوسکو ہوگیا مین بیخبر | دل یکایک ہاتھ سے جاتا رہا
کیا کہون کس طرح فرقت مین جیا | خونِ دل پیتا تو غم کھاتا رہا
ہمسر بجھ اوس برقوش کی یاد مین | سیل اشک آنکھون سے برساتا رہا
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اوسکو جابجا | دل خدا جانے کدھر جاتا رہا
اوس مسیحا کی امیدِ وصل مین | شام جیتا صبح مرجاتا رہا

عشق کا رعنا مرض ہے لادوا
کب سنا تو نے کہ وہ جاتا رہا

یار شب وصل خفا ہوگیا | غم سے یہان حشر بپا ہوگیا
واجو ترا بند قبا ہوگیا | عقدہ مرے دل کا بھی وا ہوگیا
کس سے کہون گرمیِ داغِ فراق | سینہ جہنم سے سوا ہوگیا
شکوۂ صیاد نکر عندلیب | دام سے یان کون رہا ہوگیا
کوچۂ محبوب کا پایا نشان | نقشِ قدم قبلہ نما ہوگیا
کون کرے دردِ جگر کی دوا | حیف مسیحا ہی خفا ہوگیا
رنگِ شفق روے فلک پر نہین | عکس فگن رنگِ حنا ہوگیا
جان خیالِ رخِ جانان مین دی | خاتمہ بالخیر مرا ہوگیا
کم مجھے برزخ سے نہین زندگی | موت سے آگے ہی فنا ہوگیا
وصل کو تب سمجھے ہواجب وصال | عقدہ یہ حل بعد فنا ہوگیا
یادِ خدا اسنے جو کیا دل مین گھر | خانۂ دل بیت خدا ہوگیا
صید ہین سب ماہ سے ماہی تلک | تیر ترا تیر قضا ہوگیا
کام کیا اوسکی نگہ نے تمام | مین ہدف تیر قضا ہوگیا
موے کمر بھی سے کہین بت عرو | کیا تمھین لاحول ولا ہوگیا
سنتے ہی پازیب کی جھنکار کو | قبر مین اک حشر بپا ہوگیا

وصل کی حسرت مین ہوا ہے جو حال — درد مرے حق مین دوا ہوگیا

تمنے نہ رعنا کی کبھی لی خبر
وہ اسی حسرت مین فنا ہوگیا

حسرت نظارۂ موے کمر داریم ما — بہتر از عنقا شکاری در نظر داریم ما
وقت گریہ جسم صافش در نظر داریم ما — وہ چہ در تار نظر یکتا گہر داریم ما
نیست پروا ایم خدنگ آید اگر تیر سپہر — ہیچو آہ دل خدنگ کارگر داریم ما
باعث رسوائی قاتل بعالم نیستیم — کشتۂ عشقیم و زخم اندر جگر داریم ما

نیست ما را احتیاج شمع بر مرقد نظام
در دل خود داغ آن رشک قمر داریم ما

داغون سے باغ دل مین ہے عالم بہار کا — کیا عشق گل کھلاتا ہے اوس گلعذار کا
حیرت مین آکے مانی و بہزاد رہ گئے — نقشہ کسی سے کھنچ نسکا اوس نگار کا
سیماب ہے خیال رخ آتشین مین ہے — ممکن نہین قرار دل بیقرار کا
نیرنگیٔ جہان سے ہے گہ وصل گہ فراق — کیا رنگ ہے دورنگیٔ لیل و نہار کا
عاشق بعشق سرو قد یار مین ہے محو — سیدھا لیا ہے رستہ مجرم نے دار کا
شیرین کے در کو چھوڑ کے کیا دل مین آگئی — رستہ جو کوہکن نے لیا کوہسار کا
ہاتھون مین ناز کی سے سنبھلتی نہین خنجر — ہے اسمین کیا گناہ ترے جان نثار کا
دنیا سے غیر عشق گیا کون میرے ساتھ — ممنون ہون مزار مین اس یار غار کا
پھولا نہین سماتا ہون شادی سے اسلیے — بوسہ ملا ہے آج کسی گلعذار کا
آئینہ سان خدا نے بنایا ہے دلکو صاف — دل مین ہمارے نام نہین ہے غبار کا
تخت روان سے مجکو سلیمان کی کام کیا — ساکن ہون خاکسار ہون مین کوے یار کا

پھر مرغ دل نے اپنے کیے بال و پر درست
رعنا قریب آیا ہے موسم بہار کا

خاک ہو یون کی بعد مرگ میخانہ بنا — کاسۂ سر بادۂ گلگون کا پیمانہ بنا

روے جانان پر نہ گیسو ہین خال سیہ
مرغ دل کے واسطے وہ دام یہ دانہ بنا

کیا اثر ہے عشق مین معشوق عاشق ہو گیا
وہ بھی دیوانہ ہوا مین جسکا دیوانہ بنا

زندگانی مین نہ سلجھائی ہوئی کاکل نصیب
مر گئے تب استخوان شانہ سے شانہ بنا

کل تلک رعنا سے شرما کر ملاتا تھا نہ آنکھ
آج بہر قتل کیا سفاک جانانہ بنا

چھوٹ کر دام سے گلزار مین ناشاد رہا
روز بلبل کو خیال رخ صیاد رہا

کیا کہون ہجر مین پیر مری کیا کیا گذری
رات بھر مشغلۂ نالہ و فریاد رہا

راست بازی سے گرفتار علائق ہوا
سرو سان مین چمن دہر مین آزاد رہا

جور بھی تونے کیے وعدہ خلافی کے سوا
اک نیا روز ستم اور ستم ایجاد رہا

کاٹ ابرو کا کہان تیغ صفاہانی مین
برق کے سامنے کیا رتبۂ فولاد رہا

لب معشوق ہوے کب تری شیرین نظر
صورت تودہ مشتاب دل ناشاد رہا

زندگانی مین تو اغیار تلک تھے سب یار
پر لحد مین مری ہمراہ نہ ہمزاد رہا

فصل گل ختم ہوئی آئی خزان اے رعنا
اب نہ گلزار مین گلچین ہے نہ صیاد رہا

صبح محفل مین جو ذکر گیسوی جانانہ تھا
پنجۂ خورشید تابان پر گمان شانہ تھا

سحر تھا رقص پری رو نغمہ تھا جادو نما
ہر بشر دیوانخانہ مین غرض دیوانہ تھا

خواب مین سیر کیے عالم نظر آئی مجھے
شہر دیکھا اک عجائب جس جگہ ویرانہ تھا

ایک سو سبزہ مصفا اک طرف آب روان
سجدہ مسجد کہین کعبہ کہین بتخانہ تھا

جاتے جاتے اک طرف دیکھی عجب بزم طرب
جو مہیا اوس جگہ سامان تھا سب شاہانہ تھا

دختر رز کا تھا کہین جلوہ کہین ساغر کا دور
جو بشر تھا محو ذوق بادۂ مستانہ تھا

مجھکو بھی جام صبوحی بھر کے ساقی نے دیا
کیا کہون کیا ذائقہ تھا جس پہ دل دیوانہ تھا

جوش مستی سے گرا جس دم زمین پر یکبیک
ہو گئے اشیا سرن دیکھا وہی ویرانہ تھا

ہمدمو کیا پوچھتے ہو تم بقول اوستاد
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جان پر کھیلا نہ مت کش ہوا اغیار کا
شمع ہمت پہ نظام اک عمر سے پروانہ تھا

دل کو میرے خم خمخانہ بنایا ہوتا
کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا

ہوں فقط عقل کی افراط سے شوریدہ یا رب
اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا

کاش ہوتیں صدف گوہر مری چشم گریاں
دانۂ اشک کو دردانہ بنایا ہوتا

گر سلیمان کا خاتم مجھکو دیا تھا تونے
خانۂ دل کو پریخانہ بنایا ہوتا

آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور
تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا

تیرہ بختی کا جو قسمت میں لکھا تھا سودا
کاش خال رخ جانانہ بنایا ہوتا

خاکساری مجھے ملتی تو بڑی قسمت تھی
خاک کاشانۂ جانانہ بنایا ہوتا

اس غم آباد سے بہتر تھا کہ اے رب جہان
دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

غم دوری سے ہے انگشت بدندان رعنا
غم انتھا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

ہے جگر او وہ ترے ہاتھ میں جانی چھلا
دور سے کے پاس بھی جسکا نہیں ثانی چھلا

کچھ تو تسکین ہو مجھے تم نہیں آتی ہو اگر
بھیجدو بہر خدا جا بدنشانی چھلا

یاد جانان میں شب ہجر گذر جاتی ہے
جی کے بہلانے کو ہے اپنے کہانی چھلا

حرز جان اوسکو کروں تا ہوں انگشت نما
یہ وہ چھلا ہے کہ جسکا نہیں ثانی چھلا

یاد دلوا کے تمہیں روز رلا دیتا ہے
چشم رعنا سے بہا دیتا ہے پانی چھلا

اے اجل ہجر کی شب ہی تجھے آنا ہوگا
ایک دم کے لیے تکلیف اوٹھانا ہوگا

کس ستمگر سے پڑے دیکھیے دل کو پالا
طائر جان کسی ناوک کا نشانا ہوگا

دیکھنا مصر کی بازار میں چرچا کی دھوم
کہہ رہے ہو یوسف ثانی جو روانا ہوگا

سر خرو ہے جو اغیار سے منظور پلا
سر بکف کوچۂ سفاک میں جانا ہوگا

پھر کبھی عیش کے دن وصل کی راتیں ہونگی
یا الٰہی کبھی اپنا بھی زمانا ہوگا

نہ رہینگی یہ پریشانی خاطر جس دن
زلف اک ہاتھ مین کنگہی تمہین شانا ہوگا

وعدۂ وصل کیا ہے وہ نہ آئینگے مگر
کچھ نہ کچھ موت کے آنیکا بہانا ہوگا

ترک عصیان کرو رعنا کہ تمہین روز جزا
دیکھنا نامۂ اعمال دکھانا ہوگا

گھر گھر ہے اب جہان مین فسانا بسنت کا
آیا بہت قریب زمانا بسنت کا

تیری ہنسی سے بزم ہوئی کشت زعفران
یاد آگیا جہان کو فسانا بسنت کا

ہون سر سے پاؤن تک مین تمہارے بغیر زرد
رنج فراق مین ہے بہانا بسنت کا

سیر چمن کو آؤ تو ہم عندلیب سے
سہرا تمہین سنائین سہانا بسنت کا

گر دم ہوا ہون موسم گل مین ترے بغیر
گلدستہ میری قبر پہ لانا بسنت کا

آجاؤ اب بھی ہے کوئی دن موسم بہار
شکوہ اگر ہے تمکو منانا بسنت کا

جوبن کی کیسی چلبلی محرم سے ہے بہار
معمور حسن سے ہے خزانا بسنت کا

باد خزان چلی نہ رہی اب بہار گل
پھر دیکھیے کب آئے زمانا بسنت کا

بزم چمن مین رعد ہے غنچون کو گل کو حال
بلبل سنا رہی ہے ترانا بسنت کا

ملک چمن مین فصل بہاری کا ہے عروج
ہے گلشن جہان مین زمانا بسنت کا

شبنم شراب ناب ہے ساقی نسیم ہے
بلبل کا قہقہہ ہے ترانا بسنت کا

واکاکل ہے سنبل اور ہے شبنم بھی دلربا
وہ مرغ دل کو دام پہ دانا بسنت کا

طوطے شجر ہین روح قدس باغ بوستان
ہے فصل گل کا دور زمانا بسنت کا

گلگشت نوبہار ہو ساتھ اوسکے گر نصیب
رعنا کو کیون نہ بھائے پھر آنا بسنت کا

نام مشہور خاص و عام ہوا
عشق مین خوب میرا نام ہوا

دل مین اب درد کا مقام ہوا
سچ مین کام ہی تمام ہوا

شور محشر بپا نہین قاتل
لاش پر میرے اژدحام ہوا

نجتہ سنغزون پہ تہمت اے ناصح
آپکو کیا خیال خام ہوا

سیلیے رویا مین بوسۂ رخ و زلف
دیکھنا وصل صبح و شام ہوا

خط غلامی کا سب لیجیے صاحب
بوسۂ خط پہ مین غلام ہوا

نہ رہی آرزوے خلد برین
جب سے در پہ ترے مقام ہوا

ہے فصاحت پہ آپ کی صلوات
گالیان آپ کا کلام ہوا

چونک اوٹھے خفتگانِ خوابِ عدم
جب خرامان وہ خوشخرام ہوا

آ گئے خطِ سیہ مین موے سفید
عاقبت موت کا پیام ہوا

دختر رز کا حکم حرمت ہے
مے کا پینا نہین حرام ہوا

ہجر مین دم نکل گیا رعنا
لو یہ قصہ ہی اب تمام ہوا

ترکِ اسلام کیا مذہب و ایمان چھوڑا
حیف اک بت کو نہ مردانِ علیجان چھوڑا

گردشِ چرخ نے اک ایک کو برباد کیا
نہ تو کافر کوئی چھوڑا نہ مسلمان چھوڑا

لاکھ وہ دست و گریبان ہوا لیکن مین نے
مرتے مرتے بھی نہ اوس شوخ کا دامان چھوڑا

وحشتِ عشق کی کچھ خانہ خرابی کو نہ پوچھ
قیس نے ایک نہین دشت و بیابان چھوڑا

بند آنکھین ہوئین پر اوسکا تصور نگیا
خواب مین بھی نہ خیالِ رخِ جانان چھوڑا

زندگی خواب ہے غافل یہ زمانہ ہے خیال
تو نے اس پر بھی نہ اب تک اوسے نادان چھوڑا

دستِ گستاخ نے کیا کام کیا ہے شبِ وصل
کہ کسیطرح نہ اوس شوخ کا دامان چھوڑا

نذر مین پہلے ہی دیتا تھا تجھے طائرِ جان
تو نے کیون میری طرف ناوکِ مژگان چھوڑا

خام تھا عشق زلیخا کا کہ خلوت تھی نصیب
اوس نے یوسف سے پریزاد کا دامان چھوڑا

اوٹھ گیا محفلِ عشاق سے وہ آفتِ جان
کوئی نالان کوئی حیران کوئی بیجان چھوڑا

ترکِ دنیا کو کیا ایک بقول رعنا
تجھکو دنیا نے نہ مردانِ علیجان چھوڑا

جلوہ ہر رنگ مین دیکھا ترا ہر سو پیدا
ہر گل باغ جہان سے ہے تری بو پیدا

جب ہوا زلف کو اوٹھنے سے وہ ابرو پیدا
مین یہ سمجھا کہ ہوا مار سے بچھو پیدا

غارت ملک دل و دین پہ کمر باندھی ہے
کیا ہوئی میرے لیے تم بھی ہلاکو پیدا

تمکو دیوانے اگر ہمسے ہزارون ہین تو خیر
ہم بھی کر لین گے کوئی تمسا پریرو پیدا

شاید اوس پردہ نشین تک بھی رسائی ہو جائے
پہلے دربان سے دلا ربط تو کر تو پیدا

تمنے آئینے کو گلزار بنا یا دم زیب
عکس عارض سے ہے گل زلف سے شبو پیدا

صورت معنی و لفظ اوسکی عجب شان ہے واہ
آپ پنہان ہے مگر جلوہ ہے ہر سو پیدا

دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر
دانۂ خال نہ ہوتا نہ گیسو پیدا

جلوۂ برق کی ہمراہ برستا ہے سحاب
درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا

بال باندھا کمر یار کا لکھون مضمون
تا نہ اشعار مین فرق سر مو پیدا

نہوا حشر مین بھی بار گران تھا اتنا
میرے عصیان کے لیے کوئی ترازو پیدا

قطع کب تک نکرون دل سے امید وصلت
حیلہ کرتا ہے نیا روز جفا جو پیدا

ماہ اوس مہر لقا سے تجھے کیا نسبت ہے
منہ بنا کر ابھی خال و خط و ابرو پیدا

الفت چشم کا باقی ہے موئے پر بھی اثر
ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا

حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہے فرق
کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا

طرفہ تاثیر ہے مجنون کی سیہ بختی مین
قبر لیلی سے ہوے ہین گل شبو پیدا

کعبی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری
واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا

بات کچھ ہو گی شگفتہ کرو اے غنچہ دہن
گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہے خوشبو پیدا

پھینکدی مے وہین ساقی نے سمجھکر کف یار
جام مے مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا

ای خدا تنگ ہے جینے سے نہایت رعنا
اس سے بہتر تھا کہ کرتا نہ اسے تو پیدا

آزماتا ہے اونکو خنجر کا
درد جاتا رہے گا اب سر کا

آئینہ داری اونکی سوجھی ہے
دیکھنا منہ ذرا سکندر کا

رنگیا راہ کوے جانان مین
دل نہ گھر کا ہوا نہ باہر کا

نکہت کاکل معنبر سے
درد کافور ہو گیا سر کا

چاہیے مجھکو شربت دیدار　　کون پیاسا ہے آب کوثر کا

تھا وہ بچپن سے سخت سنگین دل　　سینہ نکلا اسی سے پتھر کا

دل بھر آتا ہے یاد ساقی مین　　دیکھتا ہون جو دور ساغر کا

رو سے انکے رخسار پر دم گلگشت　　صاف دھوکا ہوا گل تر کا

عاشقون کے حضور وہ دم ذبح　　کھول دیتے ہین پر کبوتر کا

غیر کیا ہو گئے رقیب اپنے　　سایہ تک سب ہے عدو برابر کا

زلف سے زلف بل کی لیتی ہے　　کب گوارا ہے کبر ہمسر کا

صبحدم اونکو دیکھکر لب بام　　تھا گمان آفتاب محشر کا

نقد جان تک جہان نہ ہو سودا　　کام کیا خاک سے دہان زر کا

جسکو کہتے ہین نوح کا طوفان　　شور ہے میرے دیدۂ تر کا

جیسے دریا سمائے کوزہ مین　　اب یہ عالم ہے دیدۂ تر کا

خواب مین شب کو یار آیا تھا　　رنگ بدلا ہوا ہے بستر کا

مر کے پایا جواب نامۂ یار　　غیر لکھا ہے مقدر کا

نظر آؤن گا اونکو مشکل سے　　ضعف سے تن ہے تار بستر کا

شاہ خوبان کو لکھون نامۂ شوق　　ہو قلم گر ہما کے شہپر کا

نعشِ رعنا تک آ سجادم
کام یان ہے بس ایک ٹھوکر کا

مہربان مجھپہ وہ عیسی جو کسی دم ہوتا　　لاش پر میری نہ زنہار یہ ماتم ہوتا

نہ تو وحشت مجھی ہوتی نہ پہنتا زنجیر　　سیرے ہاتھون مین جو وہ گیسوے پر خم ہوتا

دھوم عالم مین پس مرگ مری ہو جاتی　　آپ آتے تو عجب لاش کا عالم ہوتا

گو نہ آتے وہ مگر غیر کا فرماتے نہ عذر　　درد ہوتا تو مرے دل مین مگر کم ہوتا

لطف او سوقت وصال گل و بلبل کا تھا　　جسم پر گل کی نہ پیراہن شبنم ہوتا

آبرو ابر کی سب خاک مین ہی مل جاتی　　مائل گریہ اگر دیدۂ پرنم ہوتا

زہر بار آہ رقیبون نے کیا اونکا اوگال
کھاتا رعنا کو میسر جو کہین سم ہوتا

دیر سے ہین حرم مین جا نکلا
بتکدہ خانۂ خدا نکلا

سنکے بیمار آملا وہ مسیح
درد حق مین مرسے دوا نکلا

دیکھا کثرت مین جلوۂ وحدت
جسکو سمجھے تھے بت خدا نکلا

دل کا عقدہ نہ ایک بھی کھولا
نارسا گیسوے رسا نکلا

عندلیبو فروغ رنگ چمن
اثر معجز صبا نکلا

جلوہ گر رات بھر رہا محبوب
بدر کامل وہ مہ لقا نکلا

ہم گئے تھے سمجھ کے اوسکو چمن
کوچہ قاتل کا کربلا نکلا

خضر رہ ہو گیا دل وحشی
راہ گم کردہ رہنما نکلا

جام کو جم بنا کے سمجھایا
دل جو جام جہان نما نکلا

شام سے صبح تک نہین سلجھا
گیسوے یار اک بلا نکلا

سفر لایا غریق رحمت ہو
ق بحر الفت کا آشنا نکلا

واہ کیا پاکباز تھا فرہاد
پارسی شخص پارسا نکلا

حسن دلکش مین دلربا کی نظام
اثر جذب کہربا نکلا

ردیف جیم عجمیہ

کس پہ پیرو کا انتظار ہے آج
دل مرا سخت بیقرار ہے آج

جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج
بلبلو باغ مین بہار ہے آج

آہ کی برق کوند جاتی ہے
ابر تر چشم اشکبار ہے آج

شوق سے آ ادھر کمان ابرو
مرغ روح روان شکار ہے آج

تیرے آتے ہی دیکھہ حسرت جان
چین ہے صبر ہے قرار ہے آج

وصل گل و سے عیش باغ مین ہے — باغیون کو کمال خار ہے آج
فخر تھا گل تو مجھسے ملنے کا — کیلیے تمکو ننگ وعار ہے آج
دھیان ہے کاکل پریشان کا — اسلیے دل کو انتشار ہے آج
قتل گہ مین جو خاک اوڑتی ہے — گرم رو کوئی شہسوار ہے آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر — تودۂ دل کے صاف پار ہے آج
کہنا قاصد کہ اوسکے جینے کا — وعدۂ وصل پر مدار ہے آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین — غیر سے یار ہمکنار ہے آج
ہجر گل و مین سیر باغ کہان — نکہت گل بھی ناگوار ہے آج
ہنس لیو مت تمام ناز سے یہ — غیرت گل گلے کا ہار ہے آج
مین نہین ہجر یار مین تنہا — غم دلدار غمگسار ہے آج

دھیان مین کسکے چشم میگون کی
کہو رعنا تمہین خمار ہے آج

ردیف حاء مہملہ

پیدا ہے یون جہان مین جو جان جہان روح — پنہان ہے جس طرح سے بدن مین نشان روح
فرشتا نہین جب قلیل ہے راز نہان روح — کیا خاک پھر ستاؤن تجھے داستان روح
کثرت مین یون ہے جلوۂ وحدت کہ جسطرح — بو بوستان مین جسم مین جیسے نشان روح
اس مظہر اتم مین بھی ارض و سما ہو دیکھ — دل ہے اگر زمین تو دماغ آسمان روح
اگر بدن مین روح کا رتبہ گھٹا نہین — روح القدس سے بھی ہے کہین بڑھ کے شان روح
تھا حسن علم روح نہ ہم مین تو اسلیے — ڈھونڈا جہان مین لیک نہ پایا نشان روح
جسم کثیف جو پوست ہے تو مغز روح جسم — گر روح جسم علم ہے تو علم جان روح
ہے جسم مین کہ عالم ارواح مین مکین — رہتا نہین جہان مین راز نہان روح
ہے روح کی حدوث و قدم کا یہ ماجرا — گر ہے مکان وجود عدم لامکان روح

ادراک و علم خاصۂ روح ہے نظام
حسن عشق کے ہاتھ مین ہے یہ عنان روح

ردیف دال مہملہ

ہے آج گل در گلشن پہ پاسبان صیاد
عبث ہوا ہے ہمارا عدوے جان صیاد

ابھی سے توڑ رہا ہے یہ عنادل کو
ستم دکھائیگا ہوگا اگر جوان صیاد

نکل کے جا نہ سکے گی قفس سے او بلبل
قفس پہ ہے سر دم نگاہبان صیاد

دکھا دے چل کے اسیرون کو سیر پھولونکی
بہار باغ مگر مفت رائگان صیاد

اثر سے ہوگئی بیخود تمام بزم چمن
سنا جا ترانۂ بلبل سنے وہ سہان صیاد

نہ آئی تھی ابھی سیر چمن کی بھی نوبت
کہ آپڑا اسیر بلبل پہ ناگہان صیاد

فسانۂ گل و بلبل ہے یادگار چمن
رہیگی فصل خزان تک یہ داستان صیاد

نہ ہو نہین طوطے سندھ اور نہ بلبل شیراز
مین وہ ہون جسکا ہے جنت مین آشیان صیاد

مین ہون اوسی چمن لازوال کا بلبل
کہ جس چمن مین نہ آئی کبھی خزان صیاد

بلا سے گو ترے دل مین نہین ہے کچھ تاثیر
خدا تو سنتا ہے آخر مری فغان صیاد

نہ آئی چاک قفس سے بھی تا ہوائی چمن
قفس مین اور لگاتا ہے تیلیان صیاد

خدا کی شان ہے دو دن مین ہوگیا مانوس
قفس پہ رکھتا ہے پھولونکی بدھیان صیاد

نہ اب وہ ذوق چمن ہے نہ شوق غنچہ و گل
ہوئی ہے نکہت گل بھی مجھے گران صیاد

نہ دل پہ جبر کا قابو کہ ترک باغ کرون
نہ اختیار مین ہے صبر کی عنان صیاد

نہ ہے وہ نغمۂ بلبل نہ آج خندۂ گل
مگر میان چمن آگئی خزان صیاد

نہ ہمصفیرون کی صحبت نہ گل کا نظارہ
نہ وہ بہار نہ گلشن نہ باغبان صیاد

قفس مین کرتی تھی بلبل یہ عشق کا مذکور
یہ وہ زمین ہے نہین جسکا آسمان صیاد

رہا کر اسکو قفس سے کرلے یہ راہ چمن
ہے عندلیب کی صحبت اگر گران صیاد

بہار قید قفس مین کٹی عنادل کو
رہے گا تجھپہ مقرر وبال جان صیاد

سبھون مین دام ہی کسطرح ساتھ مرے
پھرے جو گھات مین تیر و سایہ سان صیاد

کرشمۂ اثر صحبت عنادل سے ہے
وگرنہ ماتم بلبل کہان کہان صیاد

جو سنبل دام سے چھوٹون تو پھر یہ آفت ہے
لگائے تیر مجھے کھینچکر کمان صیاد

تمام صحن گلستان مین خندۂ گل سے
ہے تختہ تختۂ گل کشت زعفران صیاد

رہائی دے مجھے لے اسکو کر خدا ترسی
قفس کی قید مین ہون سخت ناتوان صیاد

دکھا دے چہرۂ گل اب تو اک نظر اسکو
اخیر وقت ہے بلبل ہے نیم جان صیاد

ق

یہ جذب الفت گل ہے ہوا ہے بلبل کو
نصیب بعد فنا گل کا سائبان صیاد

کفن ملا ہے عنادل کو دامن گل کا
چمن مین دفن ہے وہ زیر آشیان صیاد

قیامت آئیگی شاید کہ جان بلبل پر
چمن مین ہو گئی گلچین باغبان صیاد

تری ستم سے چمن کربلا ہے اے گلچین
ملول دیکھ کے ہے حال کشتگان صیاد

الٰہی ہو نہ زر گل نصیب گلچین کو
پھرے ذلیل بھٹکتا دکان دکان صیاد

تماشا دیکھنا گل کی عوض بروز جزا
مین کیسی لیتا ہون گلچین کی دھجیان صیاد

چمن ہے چرخ ثوابت تو گل ستارے ہین
ضرور ہے یہ روش باغ کہکشان صیاد

اب آشیان مین بھی بچنا محال ہے بلبل
کہ ہر شجر یہ لگاتا ہے نردبان صیاد

جو پیر سنبلے ہین تو کچھ ڈر نہین ہوا ہے جم
نہ باندہ پاسے عنادل مین ریسمان صیاد

خدا کا خوف نہ کچھ باغبان کا کھٹکا ہے
چمن مین پھرتا ہے کیا مطلق العنان صیاد

چمن مین یوسف گل کی اب آمد آمد ہے
چلا ہے باد بہاری کا کاروان صیاد

ہزار مرتبہ مر مر کے مین جیا لیکن
نہ غم سے باغ جہان مین ملی امان صیاد

لکھی ہے تازہ قوافی مین وہ غزل رعنا
کہ رند کا تجھے کہتا ہے ہمزبان صیاد

ردیف راء مہملہ

شاخ گل پر کب چہکتی ہین مرغان بہار
شکر کرتے ہین گلستان مین نغمہ خوان بہار

گل کھلے ہین موسم گل مین ہو سامان بہار
عندلیبون کو ہی لازم ہے شکر احسان بہار

چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
طشت گل مین دھرکے شبنم پائے مہمان بہار

گل ہو ساغر بادہ ہو شبنم تو ساقی ہے صبا
میکدہ ہو صحن گلشن بہر مستان بہار

جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہ ہون
نشتر فصاد کا سنے بہر مرغان بہار

رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہو چمن
نرگس و گل کا لقب ہو حور و غلمان بہار

ہر روش گلدستۂ گل سے ہین آراستہ
تختۂ گلزار ہے اورنگ سلطان بہار

برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار تک رنگین
کشور گلزار مین جاری ہے فرمان بہار

عندلیبون کو گلون سے ہے ہم آغوشی نصیب
وصل اب ہین واسطہ ہو بہر مرغان بہار

فصل گل مین توبۂ مل سے ہے رعنا تو الم
سبو و ساقی سے ہے سب برباد سامان بہار

ہے خال پہ رخسارۂ جانان کے برابر
تارا ہے کوئی ماہ تابان کے برابر

روتا ہون کھڑا مین در جانان کے برابر
ہے نہر روان روضۂ رضوان کے برابر

افشان ہے ادھر زلف مین ہنسی مین ادھر داغ
اک اور چراغان ہے چراغان کے برابر

پیراہن یوسف کا ہو یعقوب کو مژدہ
آ پہونچا ہے اب قافلۂ کنعان کے برابر

کاکل کا تصور نہین زنجیر سے کچھ کم
خلوت ہے ہمین خانۂ زندان کے برابر

رعنا کوئی تدبیر کرو جوش جنون کی
آ پہونچا ہے اب ہاتھ گریبان کے برابر

بلبلو آ گئی چمن مین بہار
لائی باد صبا وطن مین بہار

پھول اونکی ہنسی مین جھڑتے ہین
نظر آتی ہے کیا سخن مین بہار

یہ تو گلشن ہے یاد رکھ گلچین
جا ہے وہ گل تو آئی بن مین بہار

بنگیا صاف غنچۂ سوسن
ہے مسی سے عجب دہن مین بہار

چشم بد دور سبزۂ خط سے
تازہ تر ہے چہ ذقن مین بہار

رخ چمکتا ہے شکل آئینہ
ہے عجب زلف پرشکن مین بہار

شجرِ شمع سے گرتے یہ گل
شب کو رعنا رہی لگن مین بہار

ندیا شربتِ وصلت بہت ترسا ہوکر
خوب بیمار کو اچھا کیا عیسیٰ ہوکر

کھوکے ناموس ہوا وصل صنم ہمکو نصیب
پہونچے ہم منزلِ مقصود کو رسوا ہوکر

پھر سے عشق مین آشوب کا طوفان دیکھو
دل اب آنکھون سے بہا جاتا ہے دریا ہوکر

عشقِ صادق مین نہین نام کو ننگ کا کام
چھوڑ دے دامنِ یوسف کو زلیخا ہوکر

ڈھونڈھ لا نالۂ شبگیر کو شاید دل
آسمان پہونچا ہے وہ گنبدِ مینا ہوکر

شعلۂ آہ مرا دردِ جگر کی ہمراہ
اب تو سینے سے نکلتا ہے غبارا ہوکر

رات کو اوس دُرِ دندان کا تصور جو بندھا
چرخ پر مجھکو نظر آ گیا تارا ہوکر

اوسکے رخسارے مین جو شے سی نکلتا ہے سخن
چیرتا ہے دلِ عشاق کو آرا ہوکر

اب گیسو کے بندھا ہے مجھے ابرو کا خیال
خانۂ کعبہ مین پہونچا ہون کلیسا ہوکر

شوخ چشمی تری اے ساحر چشم بد دور
پتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہوکر

خیر ہو تیر م سے وہ آفتِ جان اوٹھتا ہے
فتنہ کر دے نہ قیامت کہین برپا ہوکر

قتل کرتے ہو کر شوق سے ہان ہم بھی ہم
پھر کبھی دیتے ہین نچتاؤ کے سوا ہوکر

وعدۂ وصل کو ایفا کر ترسا و نہین
وہم نہ دو بہرِ خدا ہمکو مسیحا ہوکر

دیتا کبھی نہ رقیبان کیلئے ہو اے حضرتِ دل
کیسے نادان بنے جاتی ہو دانا ہوکر

ہے تعجب کہ مرے پاؤن کو لغزش ہے شہا
دستگیری نہ کرے آپ سا مولا ہوکر

یہ دل آزار تو ہین نام سکے دلدار فقط
دل حسینون کو دیے دیتے ہو رعنا ہوکر

دامنِ صحرا لیا دامانِ دربان چھوڑکر
جیسے آیا قیس ناحق کوی جانان چھوڑکر

سیج و غم درد و قلق حرمان و حسرت پاس تک
جان عاشق کیون نکل آئی یہ مہمان چھوڑکر

کر دیا عالم تہ و بالا سمندِ ناز نے
خاک اوڑایا جیسے گورِ غریبان چھوڑکر

جذبۂ الفت لے گیا یوسف کو زندانِ مصر مین
بادشاہی کے لیے جاتا وہ کنعان چھوڑکر

مجھے کیا عشق گیسو عشق ابرو کرکے ترک / دیر کب جاتی ہین کعبے کو مسلمان چھوڑ کر

لیگئی قسمت بیابان مجھکو کوے یار سے / ورنہ بلبل بھی کہین جاتی ہے بستان چھوڑ کر

بزم جانان مین مجھے لایا مرا بخت رسا / جائیگی بلبل کہان اب گل کا دامان چھوڑ کر

پاکر فرصت خانہ محبوب مین جاؤن ابھی / جا کے دم بھر بھی در جانان جو دربان چھوڑ کر

درد و غم تشریف لائے آپ رحلت کر چلے / حضرت دل کوئی بھی جاتا ہے مہمان چھوڑ کر

ہے بیابان کوچہ محبوب کی آگے بہشت / کون جاتا ہے بیابان کو گلستان چھوڑ کر

واسطے بس روح کا ہے ورنہ دیکھو بعد مرگ / جاتی ہین کیون قبر مین انسان کو انسان چھوڑ کر

کارخانہ تھا جو دنیا کا نہایت بے ثبات
چل دیے نواب مردان علیخان چھوڑ کر

ردیف شین معجمہ

اوس سے آباد اب ہے خانہ عیش / مین ہون اور وہ ہے اور زمانہ عیش

خندہ گل ہے شادیانہ عیش / قلقل شیشہ ہے ترانہ عیش

دھوم سے آئی ہے بہار چمن / شور گلبانگ ہے ترانہ عیش

ہے رقیبون کی جان پر نوبت / یان جو بجتا ہے شادیانہ عیش

شب فرقت کہین سحر بھی ہو / پھر سناؤن ولا ترانہ عیش

عید زاہد ہے مسئلہ شرعی / چاہیے کچھ نہ کچھ بہانہ عیش

دولت حسن خوب لوٹی رات / ہاتھ آیا مرے خزانہ عیش

در میخانہ کھول دے ساقی / رہے آباد تیرا خانہ عیش

میلے سے عیش باغ کی ہر سال / لکھنؤ ہے نگار خانہ عیش

یار سے ہے روش گل بھی ہے / ابر و سبزہ ہے شامیانہ عیش

وصل ہے عیش باغ مین اونسے / چاہیے اب پڑھو لے دوگانہ عیش

آنکھ جھپکی کہ کٹ گئی شب وصل / عالم خواب تھا زمانہ عیش

بس کرو ہو چکی خدارا لوگ / چل کے آباد کیجیے خانہ عیش

لکھنؤ سے چلو اب اے رعنا
اوٹھ گیا یان سے آب و دانۂ عیش

ردیف طاے مہملہ

نہ بھول عیش پہ ہے سو رہِ زوال فقط
زمانہ خواب ہی اور عمر ہے خیال فقط

کمال کہتے ہین جسکو وہ ہے زوال فقط
شرف کا ماہ کی انجام ہے وبال فقط

ہے یون تو حسن خداداد ہر بشر مین
پر انتخاب جہان ہے ترا جمال فقط

طمع سے دانے کے آتا ہے دام مین طائر
پھنسائیگا ہمین آفت مین عشق خال فقط

وہ چشم مست وہ گردن ہی دیدہ کی قابل
یہی ہے جام و صراحی مین قیل و قال فقط

لبون پہ جان ہے رعنا کی درد فرقت سے
دوا ہے اسکی ترا شربت وصال فقط

جا کے قاصد نے جو کی یار سے تقریر غلط
ہو گئی وصل کی تقدیر سے تدبیر غلط

خود غلط ہی جو کبھی ہوتی ہے تقدیر غلط
کہین قسمت کی بھی ہو سکتی ہے تحریر غلط

زلزلہ عرش کو آتا تھا مرے نالون سے
اب ہوا کیا کہ ہوئی آہ کی تاثیر غلط

روبرو اوسکے مہ مصر کا کیا رتبہ ہے
سامنے مہر کے ہے ماہ کی تنویر غلط

لب معشوق نہون نشتر کیون اونکا
قادر انداز کے ہوتے ہین کہین تیر غلط

رہبری خاک مریدون کی ہو ممکن اوس سے
کجروی سے جو نہ راست کرے پیر غلط

ماہ و انجم کی عوض مصر کا زندان دیکھا
خواب یوسف کی مگر ہو گئی تعبیر غلط

دخل اغیار کا ممکن نہین اونکے گھر مین
ہون رقیبون سے کبھی وہ شکر و شیر غلط

حاشیہ مصحف رخ سے قلم انداز کرو
دیکھو قرآن کی نہین چاہیے تفسیر غلط

رہنما خضر ہو ہمدم ہو مسیحا اپنا
پھر ہو کس راہ سے راہ در شبیر غلط

جذب الفت کا تماشا اوسے دکھلا دیتا
کر گیا راہ مگر نالۂ شبگیر غلط

چھوڑ کر نجد کو صحرا تک وہ پھرا آوارہ
ہوئی مجنون سے رہِ خانۂ زنجیر غلط

پیر میخانہ سے ہو رندونکو بیعت زاہد
افترا ہے جو وہ نہین کہتے ہین بے پیر غلط

قبر میں بات بھی مجھسے نہ نکیرین سنے کی
دھیان میں یار کی کی مین نے جو تقریر غلط

سحر ہے یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہے
یار کے سامنے تاثیر مرا سینہ غلط

محفل یار میں موقع نہ ملا اب رعنا
آپ کو ہے ہوس عزت و توقیر غلط

ردیف غین معجمہ

سب ہے مراد وصل حاصل کیجیو روشن چراغ
چاہیے امشب سحر کوچہ و برزن چراغ

ہے برا سے کشتن پروانہ کیا پرفن چراغ
دل جلے عاشق کو دکھلاتا ہے کیا جوبن چراغ

زلف کے آگے فروغ روی روشن کیونکہ ہو
سامنے کالی کے ہوتا ہے نہیں روشن چراغ

تل بھلا وجہ فروغ روی روشن کیوں نہ ہو
بزم عالم میں کہیں جلتا ہے بے روغن چراغ

سوزش داغ فراق شمعرو میں ہمدمو
آہ دود شمع ہے دل شمع ہے اور تن چراغ

مشتعل رہتی ہے آہ آتشیں مثل گیاہ
سینۂ عشاق میں جلتا ہے بے روغن چراغ

مثل پروانہ ہے بزم دہر میں گر عندلیب
صورت گلگیر گلچیں ہے گل گلشن چراغ

جلوہ گاہ شمعرو میں حاجت مشعل نہیں
کب ہوا ہے بزم کو مطلوب تا روشن چراغ

مثل پروانہ جلایا شمعرویوں نے مجھے
چاہیے تربت پہ بھی میری پس مردن چراغ

پاکدامانی پہ مرتے ہیں یہ پروانے عبث
بزم عالم میں رہا کرتا ہے تر دامن چراغ

ہے ترے گھر کا اجالا دخت رز پیر مغان
شمع محفل کی طرح گھر کے لیے ہے زن چراغ

اختلاط شعلہ رویوں سے ضرر ہے جان کا
سوز پروانہ سے رہتا ہے کہیں ایمن چراغ

ہے فقط لیکا جلانے کا جو پروانہ کو شمع
رات بھر محفل میں رکھتا ہے یہی قدغن چراغ

واسطے ہیں شمعرو کیوں روے روشن پر نقاب
چھپ نہیں سکتا کسی صورت سے چلمن میں چراغ

اشتعال حسن دیتا ہے فقط بہر جفا
ہے فروغ نور سے پروانہ کا دشمن چراغ

ہے بجا زلف سیہ پہلو سے روی شمعرو
ہے مثل نیچے اندھیرا ہو جو ہو روشن چراغ

ہے بجا گر تمکو شمع بزم عالم ہم کہیں
جبہ در دو شمع سے گر ہے رخ روشن چراغ

ہے چراغ صبح رعنا اب پیری میں زیست
واقعی رہتا نہیں ہے صبحدم روشن چراغ

ردیف کاف فارسی

بہ رنگ غنچہ ہوں اس باغ دہر میں دلتنگ
نہ نکلی نکہت گل کی روش سے دل کی امنگ

ہے آخرت کا سفر سر پہ اور یہ او سپہ درنگ
نفس ہے بانگ جرس کر چکا ہے اب آہنگ

حیا کا پاس ہے جب تک تو عشق ہے بس خام
مقام عشق میں رہتا نہیں ہے ناموس و ننگ

نگاہ و ابروے قاتل کے اک اشارہ سے
اوڑا دئے سر و تن و جان جگر کے ہیں [illegible]

تپاک آپکا مجھسے فقط دغا سے ہے
کہ بھیجے غیر کو آئے مجھے خط بیرنگ

ستارہ ہے طالع منحوس میں مرے مریخ
میں اوس سے صلح کا خواہاں وہ مجھسے [illegible]

قضا کی طرح سے کیا جلد آتی ہے شب ہجر
شب وصال میں اللہ اکبر ایسی درنگ

ادا ہے ناز ہے شوخی ہے حسن دلکش ہے
تمام اوس میں ہے عاشق کو بار رکھنے کو [illegible]

نہ پایا ہے مری جان جہان کا اے قاصد
کشادہ سینہ ہے پتلی کمر دہن ہے تنگ

وہ سنگ دل نہو عاشق مزاج کیا معنے
نہان ہے رہتی ہے آتش درون سینۂ سنگ

نہ چھوٹا زلف چلیپا سے یہ دل وحشی
ہوئی محبت گیسو سے یار قید فرنگ

بڑھے گا رشتۂ الفت کبھی گر رشک سے غیر
نظام روز لڑاتا ہے اوس پری سے پتنگ

ردیف لام

کیونکر نہ بار عشق کو تنہا اوٹھائے دل
غمخوار غم کا کون ہے آخر سوائے دل

دلبر اگر جدا ہو تو اوسکو ملائے دل
ہو رہنما جو عشق تو ہو شوق پائے دل

ناچار ہو تو جبر کیا ہے اختیار
اپنی بھی ہے رضا وہی جو ہے رضائے دل

پوچھے اسے عزیز جا کے زلیخا سے دل کی قدر
زر ہے بہائے یوسف و یوسف بہائے دل

رنج فراق و درد و قلق فرط شوق و عشق
طاقت ہے اتنی بوجھ کہ تنہا اوٹھائے دل

ہے خواب ہے جو زینت آغوش وہ قمر
مثل کتان ہے چاک ہماری [illegible]

وصل اس بہار مین ہو جو اوس گل سے باغ مین
کھلا خوشی سے بر مین نہ میری سماے دل

بیجا نہین ہے اسکو جو عرش خدا کہون
کرسی سے بھی بلند ہے الحق بناے دل

شورش تھی اور اسپہ تماشا ہے بعد مرگ
ڈھونڈا تو کچھ غبار سا نکلا بجاے دل

ہے مظہر جمال الٰہی یہ بالیقین
سینہ ہے طور شمع تجلی ضیاے دل

منظور دل لگی ہے تو دل کو لگا کے دیکھ
ارمان دل نکال لے کر دل مین جاے دل

تصویر کھینچ لی ہے تصور سے یار کی
او تری پری ہے شیشہ مین یہ ہے صفاے دل

اوس دلربا کے کوچے مین ہنگامہ ہے بپا
دل باختہ پکارتے ہین ہاے ہاے دل

ہے عشق دلرباؤن کا ہر دل عزیز ہے
دل دادہ اوسکو رکھتے ہین بر مین بجاے دل

دل باختہ ہے پوچھ نہ عاشق کا ماجرا
دل کھو گیا ہے اسلیے کہتا ہے ہاے دل

مین دل سے بے نیاز ہون دل مجھسے بے نیاز
دل میرا آشنا ہے نہ مین آشناے دل

رعنا نگاہ نہ سینے سے دست نگار دیکھ
دزد حنا نہ آنکھ بچا کر چرا لے دل

ہوگیا وصل کی حسرت مین زوال بلبل
خانہ جا ہو چکی ہے اللہ رے کمال بلبل

موسم گل ہے اگر عہد کمال بلبل
باغبان فصل خزان مین ہے زوال بلبل

گل ہی ساغر تو سبو غنچہ ہے مے ہی شبنم
آج کیا گل سے ہے سامان وصال بلبل

وصل ہوتا ہی میسر جو کبھی اوس گل سے
ہمصفیرو مجھے آتا ہے خیال بلبل

گفتگو آج ہے کچھ وصل کی شاید گلچین
کان مین گل کے صبا کہتی ہے حال بلبل

باغبان ہی نہین صیاد ہو یا گلچین ہو
سب یہ ٹہرا گیا گلشن مین وبال بلبل

پھول پھولون نے کیے باد صبا نے ماتم
نہوا کسکو نہین مرگ ملال بلبل

مانع وصل رہا گل کو مگر حسن و غرور
مر گئے پہ نہوا گل سے وصال بلبل

دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا گذر
ہوگا محشر مین یہ رضوان سے سوال بلبل

نکلا پھر اپکی بس قرعہ بنام صیاد
دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فال بلبل

باغ مین اوس سے مزاحم نہو گلچین سے کہو
دخل بے حکم کرے تھی یہ مجال بلبل

کیسے ناکام گئے باغ جہان سے ہیہات — مجکو رہ رہ کے یہ آتا ہے خیال بلبل

چتر گل سر پہ ہے اور تختۂ گلشن ہے چبوترا — چشم بد دور ہے کیا جاہ و جلال بلبل

داغ لالہ کو عبث سمجھی ہے سنگ اسود — کعبہ گلشن ہے یہ ہے خام خیال بلبل

ورید رخاک بسر دونون ہین گلچین صیاد — باغبان پڑتا ہے یون دیکھ وبال بلبل

گلشن دہر مین رعنا شعرا دیتے ہین
گل کو معشوق سے عاشق سے مثال بلبل

داغون سے باغ باغ ہے بستان سرائے دل — کیا بیخزان بہار ہے گلچین فضائے دل

مرجائے بھول کر نہ کسی سے لگائے دل — یارب کسی بشبہ کا کسی پر نہ آئے دل

قسمت سے نقش پائے صنم کو جو پائے دل — سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جائے دل

لوٹا جو کبسے یار سے ہونگا فدائے دل — لونگا قدم مین آنکھون سے جو ہونگا پائے دل

سکیگی گانٹ مجسے اگر ماجرائے دل — جائے کہین نہ ہاتھون سے بیٹھے بٹھائے دل

بر مین وہ گل جو آئے تو گل ہو قبائے دل — گل کی طرح خوشی سے نہ پھولا سمائے دل

بوسہ دہان یار کا بے منہ کی کھائے دل — اور فرط شوق سے نہ کہین منہ کو آئے دل

دیکھے نظر دل آئے ہے عین خطائے دل — پامال عشق مین ہو یہی ہے سزائے دل

ناصح خطا معاف کسی پر نہ آئے دل — جی چھوٹ جائے ہاتھ سے جسوقت جائے دل

وسعت یہ ہے نہ کون و مکان تک سمائے دل — حسرت سے تنگ بلبہ ترا تنگنائے دل

درمان ہے درد ہے غم جانان دوائے دل — عاشق کو عشق کا ہے مرض ہے شفائے دل

دل مین ندا ہے غم ہے تو غم مین صدائے دل — دل غم نگار تا ہے تو غم ہائے ہائے دل

دلدار کام کرتی ہے آہ رسائے دل — نادان نہ دل شکستون کی لے بد دعائے دل

آنکھین بھی رو کے پھوٹ گئین کیا علاج — شامل رہا نہ درد مین کوئی سوائے دل

ردیف میم

طرفہ شوریست کہ در دور نگاہت بہم — فتنہ و شر ز سما تا بہ سمک [illegible]

حال حجاج بد و نیک آخر پیداست ۔ سنگ اسود بجدا سنگ محک می بینم
شور و شر نیست چو در ذات نمک پرورده ۔ ہر نمک خوار چرا کور نمک می بینم
گشت برگشته و فاسد چه عقائد در دین ۔ قلب ارباب یقین قالب شک می بینم
گردش چرخ نظر کن که سلیمان بر مور ۔ روی آورده و محتاج کمک می بینم
بیخرد مست مئے عیش و خردمندان را ۔ باده خون جگر و دل چو گزک می بینم
تخته باغ شد از لشکر صرصر تاراج ۔ عوض سنبل و گل خار و خسک می بینم

سبب برہمی عالم و آدم رعنا
ہمه از شعبده بازی فلک می بینم

یاد آن روز که در کوے تو گریان رفتم ۔ به گلستان صفت ابر بہاران رفتم
ساختم سجده بمحراب در میخانه ۔ از خرابات جہان صاحب ایمان رفتم
قشقهٔ ناصیه گردید نشان سجده ۔ آمدم کافر و صد شکر مسلمان رفتم
سر بکف آه بدل بار ندامت بر دوش ۔ بر در جان جہان وه چه بسامان رفتم
داد از رنج و غم و غصه که دیدم در ہجر ۔ یاد آن روز که در بزم تو خندان رفتم

وحشتم برد سوے دشت ز کویش رعنا
یار در خانه و من سوے بیابان رفتم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم ۔ پہونچے آغاز محبت میں ہی انجام کو ہم
لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سن کر ۔ دیکھتے روز ہیں آ آ کے تری بام کو ہم
بیخود الفت عارض تھے اور اب بندهٔ زلف ۔ صبح کی بھولے ہوے آئے مگر شام کو ہم
خوب انصاف ہے سرکار میں ماشاء اللہ ۔ مہربانی کے لیے غیر ہیں دشنام کو ہم
مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہیں ۔ توڑ کر صاف نکل جائینگے اس دام کو ہم
جلوهٔ کثرت و وحدت ہے حقیقت میں ایک ۔ خاص کو عام کہیں خاص کہیں عام کو ہم

دیر میں یار ملا کفر ہوا دین رعنا
کیوں سلام اب نہ کریں کعبهٔ اسلام کو ہم

ردیف نون

کھینچا ہی عکس قلب کی فوٹو گراف مین
شیشہ مین ہی شبیہ پری کوہ قاف مین

دو سرے دوپہر رات کو سو یا لیٹ کے خوب
دونا مذاق وصل کا اوٹھا لحاف مین

گھونگھٹ مین مجکو ابروئے قاتل نظر پڑا
شمشیر برہنہ نظر آئی غلاف مین

ای بحر حسن پھیر سے دل کی خبر بھی لے
ڈوبا چہ ذقن مین کہ گرداب ناف مین

بنتی نہین ہی آج جب اوس شوخ تنگ سے
عاشق سے کیا عجب ہی جو بگڑی زفاف مین

رعنا دوئی کو چھوڑ دے اور محو ذات ہو
پھر کفر اور دین سے کے نہ تو اختلاف مین

مجکو فقط شکایت مستور نہان نہین
ہے کون رنگ عشق جو رخ سی عیان نہین

خانہ خراب عشق نے کیا کیا کیا ذلیل
رسوا کہان کہان دل بیچا نمان نہین

آہون کا قافلہ نظر آیا تو کیا کرین
یوسف ہمارا جسمین ہو وہ کاروان نہین

وصلت بھی ہو نصیب تو باتون کا ذکر کیا
اونکے دہان نہین مرے منھ مین زبان نہین

حسرت مین نکلی سامنے اونکے نہ منہ سے بات
جیسے دہان زخم مین گویا زبان نہین

جو ہم پیالہ تھے وہی ہمسے نفور ہین
جب اون سے لطف حضرت پیر مغان نہین

رعنا نہ پوچھ وسعت دشت جنون کا عشق
یہ وہ زمین ہی جسکا کہین آسمان نہین

نہین جبدن سے یار پہلو مین
دل کو ہے اضطرار پہلو مین

نخل امید یہ ثمر لایا
ہے وہ رشک بہار پہلو مین

کسنے پھینکا ادھر خدنگ نظر
دل ہوا ہے شکار پہلو مین

دل مشبک ہے تیر مژگان سے
زخم ہین بیشمار پہلو مین

نہین ممکن کہ اب پتا بھی ملے
ڈھونڈیے دل ہزار پہلو مین

دل و جان و جگر شب وصلت
ہوئے تینون نثار پہلو مین

دل کو واروں مین جان نثار کرون
آ لگو گر اب کی بار پہلو مین

سوے جنت نہ پھر سکے یون کروٹ
ہو جو وہ گلعذار پہلو مین

جام جم دیدۂ جہان بین ہے
دل ہے آئینہ دار پہلو مین

قبر بلبل پہ گل چڑھاؤن نظام
آئے گر گلعذار پہلو مین

وہ پری وش بشر ہے حور نہین
یہ ذرا غور سے قصور نہین

بال اوسکی کمر کو کہتے ہین
شاعرون کو مگر شعور نہین

تیری تیغ نظر ہے آفت جان
قتل عشاق تجھسے دور نہین

جلوۂ حق بتون مین ہے الحق
نار مین کیا ظہور نور نہین

ہمکو واعظ عذاب سے ڈرا
نام خالق کا کیا غفور نہین

یہ بیان قدسیون کے جلتے ہین
قصر جانان ہے کوہ طور نہین

نہ اوٹھو خفتگان خواب عدم
میرا نالہ ہے نفخ صور نہین

عشق گیسو کا ہون مین سودائی
سر مین سرسام ہے سرور نہین

جلوہ گر ہین وہ ماہتابی پر
ماہ مین اس سے آج نور نہین

اوسکا کوچہ ہے گلشن جنت
کون کہتا ہے اوسکو حور نہین

غم نہین یار ہو نظر سے نہان
دل سے جو پاس ہے وہ دور نہین

یار پر ہے شباب کا عالم
نشے مین چشم مست چور نہین

ہاتھ پر رکھ لیا ہے غیرون نے
قتل مین آپ کا قصور نہین

ارنی کیون نہ بھول جائین کلیم
روے جانان ہے شمع طور نہین

ترک نخوت ضرور ہے رعنا
نشۂ کبر مین سرور نہین

آہ دنیا سے مین اب خاک بسر جاتا ہون
کر کے ارمانون مین اک عمر بسر جاتا ہون

وعدہ ہر روز یہی دل سے مین کر جاتا ہون
لو مین آتا ہون اوس شوخ کے گھر جاتا ہون

شوق دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون ‌‌ یار آسنے نہین پاتا ہی کہ مر جاتا ہون
حال دل کرتا ہون اورونکی فسانون مین بیان ‌‌ نام جب پوچھتی ہین صاف مکر جاتا ہون
روح آتی ہے شہیدون کی پئے استقبال ‌‌ سر بکف کوچۂ قاتل مین اگر جاتا ہون
موت آجائے تو جانون کہ ہوا آج وصال ‌‌ کیا شب ہجر کے آنے سے مین ڈر جاتا ہون
کربلا کوچۂ سفاک سے ہے قاصد نہ پھرا ‌‌ سر بکف آپ مین لینے کو خبر جاتا ہون
نملا مجکو کہین عالم امکان مین پتا ‌‌ اب عدم ڈھونڈھنے کو اونکی کمر جاتا ہون
ہین وہ عیار تو مین بھی نہین اونسی کچھ کم ‌‌ بوسہ لیلیتا ہون اور صاف مکر جاتا ہون
بزم اغیار مین جب وہ نہین ہوتی دو چار ‌‌ خود مین ہمچشمون کی نظرون سے اوتر جاتا ہون
رخ کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون ‌‌ کوچۂ یار مین ہر شام و سحر جاتا ہون
قیس و فرہاد مرا ساتھ بھلا کیا دینگی ‌‌ منزل عشق مین مین اونسی گذر جاتا ہون
جا کے کرتا ہون کبھی پیر مغان سے بیعت ‌‌ توبہ واعظ کے کبھی سامنے کر جاتا ہون

شب معراج مجھے ہوتی ہی رعنا شب ہجر
روے جانان کے تصور مین جو مر جاتا ہون

کاکل و رخ کو ترے یاد کیا کرتے ہین ‌‌ رات دن ہجر مین فریاد کیا کرتے ہین
دل تصور سے ترے شاد کیا کرتے ہین ‌‌ اپنے ویرانہ کو آباد کیا کرتے ہین
تیغ ابرو کی ہے جانباز کو جنبش کافی ‌‌ قتل بیرحمی سے جلاد کیا کرتے ہین
وہ تو انسان ہین پر انسان یہ دیوانے ہین ‌‌ اونکو مشہور پریزاد کیا کرتے ہین
مشق کرتے ہین نئی سیکھتے ہین جور نئے ‌‌ روز طرز ستم ایجاد کیا کرتے ہین
ایکدل ہجر مین تڑپاتے ہین ترساتی ہین ‌‌ جور کیا کیا ستم ایجاد کیا کرتے ہین
اونکی آنکھون کے جو منظور نظر ہین ہمسون ‌‌ اپنے اشعار پہ خود صاد کیا کرتے ہین
سنگدل سحر بیانی سے کیے ہین تسخیر ‌‌ موم ہم بات مین فولاد کیا کرتے ہین
کوہ و صحرا مین مرے نالون کا سن کر شور ‌‌ قیس و فرہاد بھی فریاد کیا کرتے ہین
غنچۂ گل کو گلستان مین اگر دیکھتے ہین ‌‌ دہن یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین

اونکا سن آتے ہین ہم دیر وحرم مین کور
شادیون خاطر ناشاد کیا کرتے ہین

ناتوان قید جدائی سے کبھی تو ہون رہا
وہ کرو کام جو صیاد کیا کرتے ہین

شاہباز نگہ ناز پری ہے رعنا
طائر سدرہ کو آزاد کیا کرتے ہین

خیال وخواب یہ لیل ونہار جانتے ہین
ہم اپنی زیست فقط مستعار جانتے ہین

بدن مین زخم نہین پھیان ہین پھولونکی
ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین

خطا سی جائین ختن کو تو تم ہو چین بجبین
تمہاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین

جو شاہباز ہی ای ترک چشم تیری نظر
تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین

اوڑے گی خاک سر قبر میری بعد فنا
تمہاری شوخیان اے شہسوار جانتے ہین

رضا قضا پہ ہے رعنا قدر پہ ہے تسلیم
ہم اپنے واسطے معراج وار جانتے ہین

خزان چمن سے گئی فصل گل کی آئے دن
خدا نے پھر یہ ہمین باغبان دکھائی دن

خزان چمن مین ہے بلبل قفس مین نالان ہے
خدا کسی کے نہ دشمن کو یہ دکھائے دن

فراق یار مین دن ہوگیا ہے روز قیام
بلا سے عمر گھٹی پر خدا گھٹائے دن

دعا سے بھی نہین ہوتی شب وصال نصیب
فراق یار کے آتے ہین بن بلائے دن

جمال یار نہین خواب مین بھی انکو نصیب
فلک نے کیسے الہی ہمین دکھائے دن

نہ پوچھ حال شب و روز ہجر رعنا کا
بلا کا سامنا رہتا ہے جسکو آئے دن

بوسہ ہونٹون کا شب وصل وہ کیا دیتے ہین
ذائقہ قند مکرر کا چکھا دیتے ہین

ملک الموت ہین عشاق کی حق مین یہ حسین
جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین

کام کرتے ہین دم رقص مسیحائی کا
ایک ٹھوکر سے وہ کشتہ کو جلا دیتے ہین

کشتۂ تیغ نگہ تک نہ سکین پھر کی نگاہ
خون بہا مانگین تو وہ خون بہا دیتے ہین

نہ رسائی ہوئی گو زلف رسا تک رعنا

شام جب ہوتی ہے ہم اونکو دعا دیتے ہین

ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین
کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین

ڈھونڈھتے ہین پر نشان بی نشان ملتا نہین
جان جسپر دیتا ہی وہ جان جہان ملتا نہین

عشق لاتا ہے جو شبخون غارت دل کی پیے
جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین

آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان
عذر ہے معقول مین آ مہربان ملتا نہین

باہمہ رفعت تصدق روز ہی ہر صبح و شام
کون کہتا ہی زمین سی آسمان ملتا نہین

جان شیرین کا مجھی دینا بہت آسان تھا پر
ڈوب مرنے کو زنخدان سا کنوان ملتا نہین

جوش گل سے دل ہین کیا گلشن ہین جاتی نہین
عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین

روز مجھ ہی سنگینہ پر تیز ہوتی سے چھری
بوالہوس کیا تمکو پہر امتحان ملتا نہین

ڈھیر پر آتا ہے ناحق خاکسارون کی ہما
خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین

دختر رز پیر جو فصل گل ہین ہی رنگ شباب
اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین

دشت وحشت مین ہون اک مدت ہی سرگرم تلاش
جسمین یوسف ہو مرا وہ کاروان ملتا نہین

واہ ری قسمت کھلی قاتل کو جوہر تیغ کا
کیسے کہتی ہین رعنا سا جوان ملتا نہین

نزاکت پر وہ میری قتل کا بیڑا اوٹھاتی ہین
نصیب اللہ اکبر زیر خنجر آزماتے ہین

مکر جاتے ہین اور اوسپر بھی وہ منہ ہم پر آتی ہین
سوال بوسہ پر بار ادنسی منہ کی کھاتے ہین

بہت روئے مگر دیکھی نہ کوئی صورت مہلت
اب آخر سے تجھے اے طالع خفتہ جگاتی ہین

خیال یار آئے بے تکلف خانۂ دل مین
بجائی فرش آنکھین راستی مین ہم بچھاتی ہین

جو عالی ظرف دریا دل ہین پی جاتی ہین غصی کو
نرا سے ہین نہین کوزہ وہ نہین اور دریا سماتی ہین

حباب آسا ہی ثابت بے ثباتی بحر عالم کی
یہ غافل ہے محل آب روان پر گھر بناتی ہین

کیا ہی ذبح مرغ نامہ برکو اوسنی کہتے ہین
رقیبون سی خدا سمجھے جو پر کی اوڑاتی ہین

مریض عشق پر درد سر اعجاز کیا معنے
بھلا ای حضرت عیسی کہین ہم دم مین آتی ہین

لبھانے کو دل عاشق کی کیا کیا پیچ کرتی ہین
یہ گیسوئی کی لٹین ہین حسین جب پہ چڑھاتی ہین

پھنسے طائر دل کو مقرر وہ پھنسا ئنگی
جو دام زلف مشکین تل کی دانی پر بچھاتی ہین

خوشامد سے نہ رہ شیرین بانو گی کبھی غافل
یہ شیرینی مین گویا زہر قاتل کو ملاتے ہین

بہانے سے چلی جاتی ہین اوٹھکر میرے پہلو سے
رقیبون پر عنایت ہے قیامت مجھپہ ڈھاتی ہین

نہین دیتے جواب صاف تک پیغام وصلت کا
کبھی خاموش رہجاتی ہین گاہے مسکراتے ہین

بجے سفاک پر چیون ہے کیونکہ جان بسمل کی
جو آنکھین خونبہا تو دم مین پھر وہ خون بہاتی ہین

گلون کی شاخ گویا اونکے حق مین تار برقی ہے
کہ پیغام عنادل آشیان سے گل کو جاتے ہین

چمن مین دھوم ہے اب آمد فصل بہاری کی
عنادل آشنائی آج کل گلشن مین چھاتی ہین

نکوبے یہ نہین بعد فنا گور غریبان پر
مگر ان قافلی ارواح کے دنیا سے جاتی ہین

مستی ہے لب پہ ہاتھون مین حنا رخسار پر غازہ
خدارا کیسی نیرنگی سے رنگ اپنا جماتے ہین

خدارا بہر استقبال جلد اسے جان باہر آ
عیادت کو مری جان جہان تشریف لاتی ہین

زر گل کی ہے بازار جہان مین گرم بازاری
ہوا نان چمن اب خوب گلچھرے اوڑاتی ہین

گلستان آج کشت زعفران ہے کم نہین گلچین
جو گل کھل کھل کے ہنستے ہین تو غنچے مسکراتی ہین

نظر پھر جاتی ہے جسوقت اوس خوش چشم کی رعنا
تو پھر مجھسے مرے ہم چشم بھی آنکھین چراتی ہین

تو نہائے اگر اسے رشک چمن پانی مین
اوڑ کے مرغان چمن آئین سقا پانی مین

آپڑی زلف دم غسل جو اوسکے رخ پر
مین یہ سمجھا کہ ہوا چاند گہن پانی مین

دم رقت جو بندھا گوہر دندان کا خیال
آگیا صاف نظر در عدن پانی مین

فرط گریہ سے ہون اسطرح غریق رحمت
مردم چشم کا ہے جیسے وطن پانی مین

موج ہر موجہ بوئے گل تر آب گلاب
ہو جو وہ غیرت گل عکس فگن پانی مین

چاہیے لوٹ سے یونس کیطرح دہن کب
گو رہے نام کو اک عمر وطن پانی مین

پوچھ دریا سے تجسس مین ہے کسکے بیتاب
آبلے موج کے پا مین ہین شکن پانی مین

بلبلہ پانی مین اوٹھتی ہین بجای بلبل
پھونک دیتا ہے جو وہ غنچہ دہن پانی مین

خون فرہاد مگر گردن خسرو پہ رہا
اشک شیرین سے بہی جو ہے لبن پانی مین

خوردبین سے ہے عجب قدرت خالق ظاہر
اک جہان کا نظر آتا ہے وطن پانی مین

گل پہ شبنم نہیں آغوش میں بلبل کی مگر
عرق شرم میں ڈوبی ہے وہ تن پانی میں

ضبط گریہ سے نمود اسکی ہے رعنا ورنہ
غرق ہو جائے ابھی چرخ کہن پانی میں

اُمڈے ہیں اشک مردمک چشم حور میں
دیکھو پری نہاتی ہے دریائے نور میں

شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہے
ایسے مزے کہاں ہیں شراب طہور میں

یہ سرد مہریاں شب تنہائی کی ہیں آہ
کاٹی ہیں کانپ کانپ کر راتیں سمور میں

بھڑکی ہے آگ دل میں رواں چشم سے ہیں اشک
پیدا ہوا ہے نوح کا طوفان تنور میں

غیبت میں حال دل نہیں ممکن کہ کہہ سکوں
سُن لیجئے بلا کے سب اپنے حضور میں

ہیں نے کیا وہ کام جو مشاطہ سے نہ ہو
سویا لپیٹ وہ نشہ مے کے سرور میں

رویا میں بھی جمال سے محروم ہی رکھا
یہ لن ترانیاں تھیں فقط بزم طور میں

پاس نکو ضمیر صحبت اغیار میں کہاں
ارض و سما کا فرق ہے نزدیک و دور میں

ہے گرم ناز گور غریباں پہ وہ حسین
باقی رہا ہے حشر کے اب کیا ظہور میں

اندیشہ نفوس میں کسطرح چین آئے
ہر دم صدائے حشر ہے اس نفخ صور میں

سچ پوچھیے تو زندہ ہے درگور اب نظام
جان ہے حریم کعبہ میں تن جودہ پور میں

غم سوا عشق کا مآل نہیں
کون دل ہے جو پائمال نہیں

حسن پہ آپ ہیں عبث مغرور
کون شے ہے جسے زوال نہیں

حسن میں بال کا نہیں ہے فرق
کمر یار دیکھے بھال نہیں

خواب میں بھی نظر نہیں آتے
اونکو مطلق مرا خیال نہیں

غنچہ کے منہ سے بات کیا نکلے
لال ہے طاقت مقال نہیں

غم سے افسردہ ہو گیا یاں تک
آرزوئے شب وصال نہیں

رشک سے غنچہ کو جلاتا ہے
وصل کا آپ سے سوال نہیں

سمجھے ہیں ہو گیا وصال نظام

ہجر کیونکر کہون وصال نہین

اس دور مین بچا ہی رنج و الم سی کون
افلاک کے رہا ہے خالی ستم سی کون

اک سر ہزار سودا اسی دل و یکی جان
او بھلا سکے دل کو اپنے گیسو کے خم سی کون

دھم تجر ترپ گھر رہتا نہین تو شب
کود اٹھا گھر مین صاحب آخر یہ دھم سے کون

تو ہی بتا صنم گر انصاف سے ذرا
بہتر ہے بعضون مین میرے صنم سی کون

ابرو کے یہ اشارے کشتہ کرین نہ کیون
جان بر ہوے ہین قاتل تیغ دو دم سی کون

ست جا بہین خاک ہوکر معراج ہی یہی
سر یار کے اوٹھاتے نقش قدم سے کون

تشنہ کا ہوا ہے سرسبز کھیت کب
پھولا پھلا ہے ظالم جور و ستم سے کون

ہی چار دن غنیمت رعنا جہان مین زیست
جاکر پھرا ہے ورنہ ملک عدم سے کون

حضور آج تو تم سے دوچار ہم بھی ہین
تمہارے تیر نظر کے شکار ہم بھی ہین

کبھی ہمین بھی ہو مثل رقیب وصل نصیب
تری خدائی مین پروردگار ہم بھی ہین

جو ذرہ خاک در بوتراب کا ہے مہر
تو مرتضے کی گلی کے غبار ہم بھی ہین

سمند ناز کو اسقدر نہ گرم عنان
تری رکاب مین ای شہسوار ہم بھی ہین

صفات چشم مین جادو نگاریان کی ہین
جو سحر ہی وہ نظر سحر کار ہم بھی ہین

چمن مین آمد فصل بہار سے گلچین
صبا سے کہدو ذرا ہوشیار ہم بھی ہین

تمہارے گیسوے مشکین پہ وہ روشن ہیر
نثار صورت بلبل و شہسار ہم بھی ہین

وصال ہجر مین رعنا کا ہوگیا آخر
لبون پہ جان ہے اور بے قرار ہم بھی ہین

دل کو پسند سیر ریاض جہان نہین
جسکی ہوا ہو سر مین یہ وہ بوستان نہین

وہ دل نہین ہے جسمین خیال بتان نہین
ہو جس جگہ نہ کوئی مکین وہ مکان نہین

آئے ہین ایک رونکو کی تلاش مین
کچھ بے سبب ورود ہمارا یہان نہین

شام و سحر فراق مین ہے زلف و رخ کی یاد
کس وقت ذکر خیر یہ ورد زبان نہین

سنا کمال کا قصہ ہجر کی شب سنکے آئی نیند
کیا کہیے قصہ گو کو کہ جادو بیان نہین

تازہ رہین گے داغ جگر اپنے عمر بھر
یہ وہ سدا بہار ہے جسکو خزان نہین

دل ہم بھی کر چکے اوسی سفاک پر فدا
عالم کو جسکے تیر نگہ سے امان نہین

صدمے اوٹھائین صبر کرین راہ عشق مین
لازم یہ آہ و نالہ و شور و فغان نہین

وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہے
ہے سودا ایسے سودے مین ہرگز زیان نہین

اوس گلبدن کے ہجر مین داغ ملال ہین
پھولون کی سیر پر یہ سینے پہ یہ بدھیان نہین

جاؤن گا ساتھ ناقۂ لیلی کے تا تلک
کچھ قیس کی طرح سے تو مین ناتوان نہین

اوس مین کر دکھاتے ہم الفت کی انتہا
خوبون مین کیا کرین کہ کوئی قدردان نہین

جو نامور تھے صفحۂ ہستی مین اے نظام
افسوس اونکا نام کو باقی نشان نہین

سمایا ہے خیال روی جانان یون مرے دل مین
جہان چشم جہان بین کو در آئے جیسے اک تل مین

ہمین پروا نہین ہے گو بلائین وہ نہ محفل مین
خیال اونکا تو رہتا ہے ہمارے خانۂ دل مین

کھلی ہے وجہ خال روی انور بعد مدت کے
کہ نسبت ہے مقرر دیکھیو کافور و فلفل مین

گرا گر دل مرا چاہ ذقن مین کیا تعجب ہے
فرشتے آج تک ہین قید دیکھو چاہ بابل مین

مزا روح روان نے جسم سے کچھ شرہ کے پایا ہے
نئے انداز کے جوہر تھے رعنا تیغ قاتل مین

پھرے ہی سر کی جو جہان سے نظر کو دیکھتے ہین
ہم آج طبع مبارک مین شر کو دیکھتے ہین

جو کاکل و رخ رشک قمر کو دیکھتے ہین
ہم وہ جلوۂ شام و سحر کو دیکھتے ہین

کمال تنگ ہین وہ میری سخت جانی سے
کبھی کلائی کو گاہے تبر کو دیکھتے ہین

کہان ہین خضر نشان کاروان کا ہے کس جا
طریق عشق مین ہم راہبر کو دیکھتے ہین

عجیب صبح شب وصل یار کا ہے سمان
ہم اونکے منہ کو وہ روے سحر کو دیکھتے ہین

حریم دل مین بسے ہین بت خدا کی قدرت ہے
کبھی صنم کبھی خالق کے گھر کو دیکھتے ہین

مکان غیر کے دھوکے [illegible]
کبھی وہ مجھکو کبھی میرے گھر کو دیکھتے ہین

شب وصال مین ہے آج نور کا عالم
زیادہ طور سے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہین

بہار مین ہین رعنا دل سے بدگمان صیاد
قفس کو تاڑتے ہین بال و پر کو دیکھتے ہین

مجھے یہ ڈر ہے کلائی مین خم نہ ہو گیا ہو
حضور کیون مرے چاک جگر کو دیکھتے ہین

شمیم لاتی ہے کب گیسوے معنبر کی
مدام راہ نسیم سحر کو دیکھتے ہین

مقابلہ لب و دندان کا آئینہ مین ہے
ملا ملا کے وہ لعل و گہر کو دیکھتے ہین

سوال وصل نہو دل مین یہی دھڑکا ہے
کبھی وہ خط کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہین

فلک ستم نہین کرتا ہے جو سمجھے کرے
خدنگ آہ کے ہم کبھی اثر کو دیکھتے ہین

شبیہ یار مین فرق اصل سے نہین سر مو
وہ بدگمان ہین جو موے کمر کو دیکھتے ہین

جو عیب بین ہین ہنر پہ نظر نہین کرتے
ہنر پسند بشر کے ہنر کو دیکھتے ہین

نہین ہے اسلیے غم خشک و تر کا اے رعنا
شفیع اپنا شہ بحر و بر کو دیکھتے ہین

یاد آئینہ رو مین حیران ہین
دھیان مین زلف کے پریشان ہین

اپنے مطلب کے کیسے ہین دانا
میرے مطلب کے وقت نادان ہین

چشم مخمور و زلف و عارض یار
دشمن جان و دین و ایمان ہین

وجہ گلبانگ ہے یہ اے گلچین
حال بلبل پہ پھول خندان ہین

عشقبازی ہمارا مشرب ہے
ہم نہ ہندو ہین نے مسلمان ہین

بادہ پیر رکھ لیا ہے غیرون نے
قتل عاشق کے آج سامان ہین

وصل حاصل ہے اوس پری رو سے
آج رعنا غرض سلیمان ہین

بہار آلو یہ آتی ہے مشام روح بستے ہین
ہوا یہ چلتی ہے بجلی کوندتی ہے مینہ برستے ہین

رہ جنگل نہین کم کوچہ گیسو سے [illegible]
جو آہو [illegible] گلستان آہو کے رستے ہین

[illegible] بلبلون کے تماشے پر کیا [illegible]
[illegible]

گل خندان ہے سب کشت زعفرانی سے
[illegible] ہنستے ہین

نقاب ابر اٹھتی ہی نہیں خورشید کے رخ سے
اوڑا کرتے ہیں شہپر ان کو زرتشتی ترستی ہیں

نکل سکتے نہیں زنجیر موج ابر رحمت سے
فرشتے بھی جب آ کر سلسلہ میں پانو کے پھنستے ہیں

تفاوت اسقدر ہے کوہ آبو اور جنت میں
وہ آدم کا ہے مسکن اور یہاں غلمان بستے ہیں

ہوا چلتی ہیں آندھی ہے تو مینہ بارش میں طوفان ہے
الٰہی پھٹ پڑا ہے آسمان یا مینہ برستے ہیں

سبب ہے کثرت برسات کا یہ کوہ آبو پر
کہ بادل کوہ سے ٹکراتی ہیں جنگل میں پھنستے ہیں

مگر رونا او نہیں فرہاد کی ہے جان شیرین پر
بہانہ ہے جو دل کو کھو لکر بادل برستے ہیں

بھلا فصل بہاری کس روش پھولی سمائیگی
بدن میں جامۂ گل تنگ بہار گل میں پھنستے ہیں

چلی ہے نکہت گل آج استقبال کو کس کے
کمر کو موجۂ باد صبا سے پھول کستے ہیں

ہجوم و کثرت فصل بہاری کی توافل سے
کہاں جاتا ہے پیک فکر نسیم آبو کو رستے ہیں

مچلکہ لکھ دیا اوراق گل پر عندلیبوں نے
اسی باعث ارم ہے آ کے وہ آبو پہ بستے ہیں

قلم ہیں شاخ گل اور ہیں دواتین فیض کے چشمے
لپیٹے پوٹ ہیں کھیتوں کی یا پھولوں ہی کے بستے ہیں

بہار باغ رضوان لوٹتے ہیں مفت دنیا میں
یہ گلکاریں ارم ہیں جو یہاں آ کے بستے ہیں

جناب بخت سنگہ آئے ہیں جنکی عظمت سے
ابھی آگئی ہیں دریا اور زمیں میں کوہ دھنستے ہیں

بہار باغ جنت سبزہ بیگانہ ہے رعنا
مشام جان قدسی نکہت آبو سے بستے ہیں

ردیف واو

کر دیا زار غم عشق نے ایسا مجکو
موت آئی بھی تو بستر پہ نہ پایا مجکو

یاد آجاتی ہے جب زلف چلیپا مجکو
صاف ہوتا ہے شب ہجر کا دھوکا مجکو

کبھی جنگل کبھی بستی میں پھرایا مجکو
آہ کیا کیا نہ کیا عشق نے رسوا مجکو

دشمن جان ہوا در پردہ مرا جذبۂ عشق
منہ چھپانے لگے وہ جان کے شیدا مجکو

کون سے گرم رہ وادیٔ وحشت سمجھا
آہوؤں نے کبھی صحرا میں نہ پایا مجکو

روز روشن ہو نہ کیونکر مری آنکھوں میں سیاہ
ہے تری گیسوی شب رنگ کا سودا مجکو

دانۂ خال نے مسخر کیا طائر جان
دام نے کاکل پیچاں کے پھنسایا مجکو

چھین اسلام مین بھی کفر سے چھٹ کر نہ ملا
کوئی کہتا ہے برا اَور کوئی اچھا مجھکو

اک پری رو کی محبت کا مین ہون دیوانہ
نہ پری کا نہ کسی جن کا ہے سایا مجھکو

لیلۃ القدر مجھے ہوگئی آخر شب ہجر
دھیان اوس روے منور کا جو آیا مجھکو

مرض مہلک ہجران ہی ابھی صحت ہو
رخ دکھا جاے جو وہ رشک مسیحا مجھکو

بخت بیدار ہوے وصل کی شب تھی شب ہجر
سبب وصل ہوا عالم رویا مجھکو

واعظا دوزخ و جنت کی نہین بیم و رجا
عشق اور حسن کا بس بھاتا ہی چرچا مجھکو

روبرو تمکو خدا کی بھی کرون گا قائل
لے لیا دل نہ دیا آپنے بوسا مجھکو

وادیِ دل ہوا اندیشۂ غم سے ایمن
خواب مین جب نظر آیا رخ زیبا مجھکو

روز و شب شوخ نے کیا کیا نہ دکھائی نیرنگ
رخ دکھایا کبھی گیسو سے چھپایا مجھکو

دن پھلے آئے تو اعدا سبب خیر ہوے
بد دعا نے کیا اغیار کے اچھا مجھکو

فخر سے شرم بتان مین وہ کہا کرتے ہین
پیار کچھ روز سے اب کرتے ہین رعنا مجھکو

شکوہ ہے پنہان تجھسے سے ستمگارون کو
آنے دینا تھا نہ میخانے مین ہشیارون کو

غیرت عشق نے کانٹون مین گھسیٹا مجھکو
لیگئے غیر گلی سے جو تری یارون کو

نا امید اہل خرابات نہین رحمت سے
بخشدے گا وہ کریم اپنے گنہگارون کو

تمکو غیرون سے ہی صحبت جو شب و روز تو پھر
پیار کرلین گے کہین ہم بھی طرحدارون کو

نخل قامت ہے نخل ہے تو گیسو شاخین
منہ کو غنچہ کہین اور گل تری رخسارون کو

دھیان مین رخ کے نظر رکھتی ہین بھر سوز مہر
یاد دندان مین گنا کرتے ہین ہم تارون کو

گھر ترا گلشن فردوس ہی اسے رشک چمن
حور و غلمان کہین کیونکہ پرستارون کو

کیجے صیاد کی بیرحمی کا شکوہ کس سے
موسم گل ہی مین بے پر کیا پردارون کو

نقد دل لیکے وہ ہوجائین نہ کیون بی پروا
کبر مفلس سے ہوا کرتا ہے زردارون کو

قصد اوس یوسف ثانی کا ہی اب جانب مصر
دو خبر یوسف کنعان کی خریدارون کو

ابرو آنچل مین دوپٹے کے چھپاتا ہے بجا
ترک کیا میان مین رکھتی نہین تلوارون کو

ہے جرم تو آنکھوں کا مگر دیکھیے رعنا
آفت میں گرفتار ہے دل اور بری آنکھ

ردیف یای

اوٹھایا اوسنے سر قتل کا کچھ دل میں ٹھانا ہے
چھپانا یاں کا بھی خون بہانے کا بہانا ہے

زمانے میں زبان زد ہر بشر کے یہ فسانا ہے
ہیں یکتا عشق میں وہ حسن و خوبی میں یگانا ہے

جسے سب گور کہتے ہیں وہ اپنا کنج تربت ہے
اجل لیا ہیں ناخنوں سے گویا منہ چھپانا ہے

نہیں ہے بام کچھ کم طور سینا سے
مقرر ہیں ترانی سے جو اوس بت کا ترانا ہے

اس آتشین سے کام اپنا قاصد کا لیتے ہیں
صنم کی گھر تلک یہ تار برق سے ہمنے تانا ہے

ہمارا عشق ہے عالم میں ظلمت از بام فتادہ
تمہارے حسن و خوبی کا اگر گھر گھر فسانا ہے

خدا سے بھی معاذ اللہ مجکو رشک ہوتا ہے
جو سنتا ہوں کہ اونکو بھی خدا کو منہ دکھانا ہے

براق حسن کو معراج ہے اوس عہد مشکین سے
گندھا سو بافت زرین اور اوس پر تازیانا ہے

تلاش خانہ بر انداز میں گھر گھر بھٹکتے ہیں
کبھی بیت الحرم بیت الصنم گاہے ٹھکانا ہے

لب شیرین کا بوسہ بوسہ یہ قند مکرر تھا
عوض بوسہ کی ہمکو گالیاں پھر اونسے کھانا ہے

قریب ابرو کی ہے اوس آنکھ میں مبالہ سرمہ
لگایا شاخ میں آہو کے اور آتش فشانا ہے

جفائیں سیکڑوں اوس ظالم کی سہیں لیکن
وہ اتنک بھی یہ کہتا ہے کہ مجکو آزمانا ہے

مرقع چین کا برہم کردیا تصویر جانان نے
شبیہ چین کی ادا انداز کو مانی نے مانا ہے

نشان قصر جانان خانہ بربادوں ہے یہ پایا
مکان ہے لامکان کرسی اوسیکا آستانا ہے

خضر سے پوچھتے ہیں راہ ہم بھی کوئے جانانکی
ارادہ حج بیت اللہ کا دل میں ٹھانا ہے

ہمارے مرگ پر شادی عجب اغیار کرتے ہیں
جہان سے رفتہ رفتہ ایکدن اونکو بھی جانا ہے

وصال یار جنت ہے فراق یار دوزخ ہے
غرض بیم و رجا کے واسطے باقی بہانا ہے

ہم اوسکے وصل سے کسطرح ہاتھوں کو دھو بیٹھیں
کبھی مہندی کبھی مسی لگانیکا بہانا ہے

خطر کچھ گرمی خورشید محشر کا نہیں زاہد
وہاں بھی پردہ عصیان ہمارا شامیانا ہے

عجب اللہ اکبر ہوگا اوسکے حسن کا عالم
کہ جسکا ہے آئینہ شعاع مہر شانا ہے

نہین کم طائر سدرہ سے مرغ شوق کچھ اپنا
نشیمن دل ہے باغ جان مین اوسکا آشیانا ہے

مجھے اب بیٹھنے دیتی نہین غیرت اوسکی کوچے مین
الٰہی جلد دنیا سے اوٹھا لے گر اوٹھانا ہے

بیان چشم جادو کیا ہے دیکھو آنکھہ کا ڈورا
مقرر ابلق ایام کو وہ تازیانا ہے

ہمارے طائر جان کی تعلی کوئی کیا جانے
نشیمن عرش ہے اور لامکان پر آشیانا ہے

ڈبو دیتی ہے دولت مفت کی دنیا مین انسان کو
گیا قارون زمین مین بار غم سر پر خزانا ہے

خدا جانے او نہین رعنا سے دل مین کیا کدورت ہے
ہمیشہ جب ہو غمزہ سے ہے حیلہ سے بہانا ہے

کیا خالی کا تو ماہ ایسے مہ انور خالی
عید کے چاند تو اچھا نہین بستر خالی

آنکے مینخانہ سے ہم واسطے مقدر خالی
آب حیوان سے پھرا جیسے سکندر خالی

کف افسوس کی پرواز سے آتی ہے صدا
کوچۂ یار سے آتا ہے کبوتر خالی

ٹکڑے ٹکڑے ہین تری تیغ سے داغ دل و جان
کونسا وار گیا تیرا ستمگر خالی

دل ہی جاتا رہا تھا شغل تصور جس سے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہین ششدر خالی

سرو و گل قمری و بلبل کا نہین نام و نشان
گلشن دہر کو کیا کر گئی صرصر خالی

مرغ دل کر گیا گھبرا کے مقرر پرواز
قفس تن نظر آتا ہے سراسر خالی

لیگیا جسکے نصیبون مین لکھا تھا سودا
در سے سیکڑون پھر آئے تونگر خالی

درد سر ہے تری سب پند و نصیحت ناصح
چھوڑ دے مجکو خدا پر نہ کر اب سر خالی

مجکو بدنامی کے باعث سے یقین ہے رعنا
دینگے ساغر نہ مجھے ساقی کوثر خالی

واہ کیا حسن کیا جوبن ہے
کیسی ابرو ہین کیسی چتون ہے

جسکو دیکھا وہ نور کا بقعہ
یہ پرستان ہے کہ لندن ہے

عبث اونکو مسیح کہتے ہین
مار رکھنے کا اونہین لچھن ہے

حسن دکھلا رہا ہے جلوۂ حق
روے تابان سے صاف روشن ہے

رسم اولٹی ہے خوبرویون مین
دوست جسکے ہو وہ دشمن ہے

دربان سے رقیبوں کی رسائی ہوئی لیکن
ہم کوچۂ محبوب سے مظلوم سے نکلے

اغیار کا دم سن سے ہوا ہو کے نکل جائے
گر یار شب وصل ذرا دھوم سے نکلے

قاتل کا مرے قتل سے ٹھنڈا نہ ہوا دل
کیا دل کی ہوس کشتۂ مظلوم سے نکلے

سینے میں جو تھی آگ تپ عشق کی رعنا
شعلے لحد عاشق مرحوم سے نکلے

اور اک سے جو دور ہے وہ عین ذات ہے
مفہوم جسقدر ہے سب اوسکی صفات ہے

مرتے نہیں وہ عشق سے زندہ ہیں جنکے دل
نقش رسان عالم امکان ممات ہے

کتنے اگر ہوں زندۂ جاوید کیا عجب
پانی تمہاری تیغ کا آب حیات ہے

کن باعث وجود ہے سب ممکنات کا
حادث اسی سبب سے یہ سب کائنات ہے

دل کو لگاؤں اور سے میں تمکو چھوڑ دوں
فقرہ ہے یہ رقیب کا اور جھوٹ بات ہے

درگاہ رب میں شرم ہے رعنا کی اوسکے ہاتھ
باعث نجات کا جو علیہ الصلوات ہے

آتے نہیں ہیں آپ یہ کیا تپاک ہے
مدت سے ہے انتظار میں عاشق ہلاک ہے

گلشن سے کوچ کی کسی کا رو کی ہے خبر
بلبل کی طرح گل کا جگر چاک چاک ہے

سنکر مری فغان پس دیوار سن ہوا
بولا یہ کسکی آہ دل دردناک ہے

تربت سے بعد مرگ گل اشرفی اوگی
اکسیر جسکا نام ہے وہ میری خاک ہے

عصیاں سے دامن اپنا ملوث ہے غم نہیں
داماں دل تو کفر کے دھبے سے پاک ہے

آتا ہے میکدے کو بہانہ سے محتسب
در پردہ دخت رز کی شب و روز تاک ہے

سیر چمن میں سبکو ہے بلبل سے اتفاق
گلگشت اس بہار میں بالاشتراک ہے

ہمنام ہے جو شیر خدائے جلیل کا
بزدل عدو یہ اسلیے رعنا کی دھاک ہے

گذرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے
تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

گھٹ گھٹ کے غم ہجر میں جی نکلا ہے تن سے
اب جان حزیں چھوٹ گئی رنج و محن سے

پازیب کی سرقد مین صدا آتی ہی چھن سے
جان آگئی منہ کھول کر اوٹھی کفن سے

تسخیر ابھی سحر سے کرلین گی وہ آنکھین
کرتے ہین خطا آتی ہین آہو جو ختن سے

کس روز وصال اوسکی جدائی مین ہو دیکھین
کب ہمکو چھڑاتی ہے قضا رنج و محن سے

ہر شئے مین تری ذات کا اسطرح ہے جلوہ
جس طرح معانی کو تعلق ہے سخن سے

بلبل کا وصال آج ہوا باغ مین شائد
کہرام کا اک شور جو اوٹھا ہی چمن سے

تم کاکل مشکین سے کسو شوق سے مشکین
باندھو نہ گرفتہ کا کل کو رسن سے

پرواز مرا طائر جان کر گیا آخر
جھوکا جو چلا صرصر اندوہ کا سن سے

شب ماتم پروانہ مین تھی شمع یہ گریان
طوفان اوٹھا اشکون کا دامان لگن سے

اب صبر کرو بیٹھے ہو کیا رنج مین رعنا
دل ڈوب کے نکلا ہے کہین چاہ ذقن سے

ہر شئے مین جہان بیرون ہو اور کہین نہ ہو تری ذات

روبرو تیرے جو ای مہر درخشان ہونگی
ماہرویان جہان سخت پشیمان ہونگے

یاد مین زلفون کے راتون کو پریشان ہونگو
دن کو آئینہ رخ دیکھکے حیران ہونگے

نتیجہ عشق کی گر دست درازی ہے یہی
چاک کس کس کے نہ دامان و گریبان ہونگے

حال طول غم ہجران جو کرونگا موزون
تو مرتب کئی اس نظم سے دیوان ہونگے

خنجر خالی کا سینا تو گیا سب خالی
اب کی آنکھین لگے تو اوس لب پہ قربان ہونگے

نظر آیا جو ترا حلقہ زلف پرخم
سنا ہے اس لام کے سو جان سے مسلمان ہونگے

ہوگا وہ غیرت بلقیس مسخر جس دن
بخدا رتبے مین ہم مثل سلیمان ہونگے

دل ہی حسرت زدہ منہ پر ہی اوداسی چھائی
لوگ رعنا تجھے دیکھین گے تو حیران ہونگے

ہجر جانان مین جی سی جاتا ہے
بس یہی موت کا بہانا ہے

کیون نہ برسائین اشک دیدۂ تر
آتش عشق کا بجھانا ہے

ہو عدو جسپہ کیجیے احسان
کچھ عجب طرحکا زمانا ہے

چشم آہو صفت کو کیجیے چار
ہمکو وحشی اگر بنانا ہے

گر میان غیر سے وہ کرتے ہین — رشک سے کیا ہمین جلاتا ہے
یاد دلوا کے داستان وصال — عاشق زار کو رولاتا ہے
رکھے دلا روز و شب امید وصال — رنج فرقت اگر بھلاتا ہے
سر جھکا کے کیون نہ یار کے در پہ — اپنے کعبہ کا آستانا ہے
جان جاتی ہے جس جگہ سب کی — اوسی کوچے مین اپنا جانا ہے
دیر وندان سے کے عشق مین اک دن — کنی ہیرے کی ہمکو کھانا ہے
کوئی دم مین عدم کو ہون راہی — آ اگر تجھکو اب بھی آنا ہے
رکھ سکے زانو پہ سو رہو سر کو — کل شب اگر ستانا ہے

خاکساری نہ چھوڑ نا رعنا
ایک دن خاک ہی مین جانا ہے

اگر قاصد تو ہمپر مہربان ہے — خبر لا جلد وہ دلبر کہان ہے
وہین پہنچا کب یہ وو دیوان ہے — دل پر سوز عاشق کا دھوان ہے
کھلا پڑا ہے بستر حسن تیرا — مگر کشتی کا اپنے بادبان ہے
نہین جسکے مین افلاک و مہ و مہر — فدا اوس شوخ پہ سارا جہان ہے
عدم مسکن ہے اپنا ہم فقیرو — مکان پوچھو تو اوج لامکان ہے
ہنسے اس وجہ حال زار پہ نسیم — مرا چہرہ برنگ زعفران ہے
چلو اے بلبلو صحن چمن سے — بہار آخر ہوئی دور خزان ہے
نہ لکھنا نام کا نامہ پر اپنے — یہی قاصد نشان بے نشان ہے

دل رعنا نہین پہلو مین دیکھو
کدھر سے کس طرف سے اور کہان ہے

گئی فصل بہار گلشن سے — بلبلو اور چلو نشیمن سے
فاتحہ بھی پڑھا نہ تربت پر — جا سکے لوٹ آئے میری مدفن سے
عشق گیسو سے بت سے کی توبہ — ہوگیا مومن اب برہمن سے

مجھکو کافی تھی قید حلقۂ زلف
زلف کے پیچ سے نہ رہ غافل
ہو گریبان کا چاک خاک رفو
ناز و عشوہ بنا نہیں سیکھا
چھوڑ کر تم اگر گئے تنہا
عاشق سے وفا ہوں اس سے ہی پیت

بیڑیاں کیوں بنائیں آہن سے
دوستی کر دلا نہ دشمن سے
تار ہاتھ آئے جب نہ دامن سے
شوخ طرار ہے لڑکپن سے
جی نکل جائے گا مری تن سے
نالہ قمری کا میرے شیون سے

ہے کئی دن سے منتظر رعنا
جلوہ دکھلاؤ اسے چلمن سے

بیمار غم ہجر کو اچھا نہیں کرتے
لی جان غم ہجر میں اور منہ نہ دکھایا
ہر دم دم آخر ہے اجل سر پہ کھڑی ہے
کلمہ پڑھیں سب کشتۂ ناز آپکا دل سے
پائی ہے جگہ کوچۂ محبوب میں سب نے
محراب سے ہے ابروے صنم کعبۂ دین کی
چھوٹوں غم فرقت سے کہیں گور میں ایجان

افسوس عیادت کو کبھی آیا نہیں کرتے
تم وصل کے وعدے کبھی ایفا نہیں کرتے
دم بھر بھی ہم اس دم کا بھروسا نہیں کرتے
وہ کام تم اے رشک مسیحا نہیں کرتے
اس واسطے جنت کی تمنا نہیں کرتے
کافر ہیں جو اس کعبہ میں سجدا نہیں کرتے
کیوں حشر مری قبر پہ برپا نہیں کرتے

شکوہ نکرو سیکھو تو انداز ہمارے
الفت کسی ہرجائی سے رعنا نہیں کرتی

لہو سے مردم دیدہ اگر وضو کرتے
بھلا کن آنکھوں سے شوق رخ نکو کرتے
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی ہزار افسوس
خیال کو بھی رسائی تھی جب تلک مشکل
ہمارا چاک جگر تھا نہ چاک جیب سحر
چھپا کے کیان اٹھاتے جو قتل پہ بیڑا

بلند اشکوں کی کوثر سے آبرو کرتے
تمہارے بوسہ کی کس منہ سے آرزو کرتے
عدم سے آئے تھے کیا کیا ہم آرزو کرتے
ہم اوسکے وصل کی کس طرح جستجو کرتے
خیال تھی کہ رفوگر اسے رفو کرتے
تجھے رقیب سے رو رو کے سرخرو کرتے

کبھی وہ مست جو آتا شراب نوشی کو
ہم اپنے دیدہ و دل ساغر و سبو کرتے

مٹیگا حرف محبت نہ صفحۂ دل سے
یہ لوح مشق نہیں جسکی شست و شو کرتے

ترے شہید نہ دیکھیں گے پھر کے کوثر کو
لگے ہیں آب بقا سے وہ تر گلو کرتے

کیا ہے خانۂ دل میں تصور دلدار
تلاش کسلیے ہم اوسکو چار سو کرتے

کہو خیال میں کسکے اوداس ہو رعنا
کسی سے تم جو نہیں آج گفتگو کرتے

مطلع ہزار غیر ہمیشہ کیا کیے
الفت میں کام میں نے مگر برملا کیے

سب ہو گئے وہ طائر سدرہ کے ہم صفیر
صدقہ میں جو حضور نے طائر رہا کیے

فرقت کی رات وصل کی شب کا مزا ملا
پہروں خیال یار سے باتیں کیا کیے

محشر تلک نہ چاک گریبان ہوا رفو
تار نظر سے لاکھ اوسے ہم سیا کیے

شام و سحر خیال رخ و زلف یار میں
ہم یاس اور امید میں مر کر جیا کیے

یارب خیال یار میں اپنا وصال ہو
ہم یہ دعا فراق میں تیرے کیا کیے

رعنا نے یوں طریق محبت میں کی بسر
بوسے تمہارے نقش قدم کے لیا کیے

پیش منصوبے گئے اوس سے نہ کچھ تدبیر کی
کون سنتا ہی کریں کس سے گلے تقدیر کے

مبتلا اکثر رہے ہم نور مہر و ماہ پر
شک ہوے کیا کیا نہ روئے یار کی تصویر کے

یہ حرارت ہے کہ دوزخ کی اوڑاتی ہیں ہنسی
برق سے بڑھکر ہیں شعلے نالۂ شبگیر کے

کافر گیسو ہیں ہم کفران نعمت کیوں کریں
مار کاکل کی پڑے منہ سے ہوں گر تکفیر کے

ہے خم کاکل بلا دل پھنسکے بچتا ہی نہیں
دام سے کب چھوٹتا ہے یہ نہ حلقے ہیں کچھ زنجیر کے

ق

کل شبستان تصور میں عجب دیکھا ہی خواب
شمع نے بوسے لیے یعنی لب گلگیر کے

جلد ہوگا شمع رو سے وصل مجکو بھی نصیب
ہمنشین معنی یہ ہیں اس خواب کی تعبیر کے

مر گئے حسرت میں لاکھوں کشتۂ تیغ نظر
دیکھے ہمنے جوہر ابروی قاتل تری شمشیر کے

جان کردی ہے تمہاری زلف و ابرو پر نثار
قتل کے قابل نہ ہم لائق ہیں دار و گیر کے

بت پرستی چھوڑ کی صورت پرستی اختیار
ہین خریدار اپنے ای یوسف تری تصویر کے

خفتگان خاک چونک اوٹھین نہ رعنا کیطرح
شور ہین گور غریبان تک مری زنجیر کے

پاشندہ حقیقت مین ہین ہم ایک بقا کے
کچھ روز ہون سے مہمان ہین اس دار فنا کے

دل خون ہو شب وصل کی حسرت مین کیونکر
دیکھین نہ وہ خلوت مین بھی جب آنکھ اوٹھا کے

تیر نظر و موے مژہ خنجر ابرو
اے ترک یہ سب پیاسے ہین خون شہدا کے

فرماتے ہین ہمسے کہ تھی یہی شرط محبت
عذب آپکی رسوا کیا غیرون مین بلا کے

کوچے مین نہ آئی کوئی مین جان گیا ہون
فرمائی ہوے ہمسے یہ رقیبون کو سنا کے

دل ہاتھ سے کھو جاتا ہے کسطور سے زاہد
تو آپ ذرا دیکھ لے اوس کوچے مین جا کے

خاک در جانان ہے لباس تن عریان
عاشق تری محتاج نہین اور قبا کے

گر بندہ نوازی سے قدم رنجہ کرو تم
لین آنکھون سے ہم بوسے تمہاری کف پا کے

ہم سر کے بل آئینگے جو بلواؤگے صاحب
گر ہو نہ یقین دیکھلو تم چاہو بلا کے

ہو سایۂ دیوار تمہارا جو میسر
پھر کیا کرین فرمائیے سایہ کو ہما کے

دل کھول کے کر لیجیے ای حضرت دل سیر
ہم پھر کے نہ پھر آئینگے اس بزم سے جا کے

تن خاک مین ملجائیگا اک روز ہمارا
جی تن سے نکل جائیگا مانند ہوا کے

جو رند ہین آزاد ہین رعنا نہین پابند
تسبیح کے زنار کے اور ریب و ریا کے

تم ہو مجھسے ہزار مستغنی
دل نہین میرا یار مستغنی

دم تو بلبل اوسیکا بھرتی ہے
گل ہے گلچین ہزار مستغنی

کیون نہ اس غم سے دل پریشان ہو
جب ہون سب غمگسار مستغنی

خاک کوے صنم کی چھانتے ہین
کب ہون ہم خاکسار مستغنی

اب تو دونون جہان سے رعنا کو
[illegible] پروردگار مستغنی

پئے سیر چمن آمادہ جو وہ سرو قامت ہے
ندامت سرو و گل کو بلبل و قمری کو حیرت ہے
نہیں اب ضبط کا یارا یقیناً ہے کہ آفت ہو
ہمیشہ جب سنو اغیار سے وہ گرم صحبت ہے
گھٹا چھائی ہے غم کی دل میں اشک آنکھوں سے جاری ہیں
مجھے وہ ابر نیسان ہے تو یہ باران رحمت ہے
جواب نامہ لکھوا کر نہ بھیجا جی سے لیلی نے
اسی سے قیس بیچارہ کو ہر دم جوش وحشت ہے
جگایا خفتگان خاک کو شہر خموشان میں
ہمارا نالہ پر شور بھی صور قیامت ہے

فسانہ میری وحشت کا سنا جب یار نے رعنا
لگا کہنے کسی شوریدہ سر کی یہ حکایت ہے

ڈوپٹا نہیں اسنے اوتارا بسنتی
ہے جوڑا ہی ساری کا سارا بسنتی
نہیں کوئی ہاتھوں میں چاندی کا چھلا
سنہرا ہے زیور تمہارا بسنتی
جڑاؤ ہے پکھراج کا اونکے سر پر
سنہری عجب چاند تارا بسنتی

ملا عطر حنّہ جو رعنا نے جاکر
تو غصہ سے جوڑا اوتارا بسنتی

گیا دل مفت ہاتھوں سے مجھے رہ رہ کے یہ غم ہے
غضب کا ماجرا ہے اور قیامت کا یہ ماتم ہے
چمن کا رنگ ہے بڑھ کر جو رنگ باغ رضوان سے
بتا دی باغبان وہ آج کس گلرو کا مقدم ہے
مرا گریہ غم فرقت میں طوفان خیز ہے ایسا
سمندر سامنے جسکے بقدر اشک شبنم ہے
تمنائی در فردوس کیا ہو مجکو اے زاہد
در دولت سرائے یار کیا فردوس سے کم ہے
تعجب کچھ نہیں اسکا جو بیجانوں میں جان آئی
تری ٹھوکر نہیں ہے معجز عیسی مریم ہے

خدا جانے کہ آفت آئیگی کس پہ اے رعنا
ادھر غیروں نے جھگڑا کیا ہے ظالم کل سے برہم ہے

ترے ہاتھوں سے عاشق خون بہا ہے
یہی کشتوں کا قاتل خون بہا ہے
نہیں خال سیہ چہرے پہ اوسکے
یہ زنگی حافظ قرآن ہوا ہے
کمر بھی بحر آفت کی ہے اک موج
جو اوسکی ناف گرداب بلا ہے
چمن سے آئی ہے بوئے کباب آج
کسی بلبل کا شاید دل جلا ہے

فراق یار میں دن رات تڑپیں
یہی بس اپنی قسمت میں لکھا ہے

نمک ہے زخم دل پر خندۂ یار
عجب لذت ہے اور طرفہ مزا ہے

کروں کیا وصف زلف و عارض یار
وہ ہے واللیل یہ شمس الضحیٰ ہے

یہ دور آسمان دنیا میں تا زیست
دل دانا کو سنگ آسیا ہے

رخ و زلف صنم کو پھر بھی دیکھیں
دعا اپنی یہی صبح و مسا ہے

کہیں ہاتھ آئے خاک کوے جانان
وہی رعنا کے حق میں کیمیا ہے

بے سبب کب یہ دل جواب نامہ سے مایوس ہے
بال مرغ نامہ بر شکل کف افسوس ہے

نقش خاطر ہے جو اوسکی روے گلگون کا خیال
اژدحام داغ سے دل شہپر طاؤس ہے

عالم بے اختیاری سے ہے از خود رفتگی
ناصحا مدت سے دل اوس شوخ سے مانوس ہے

ہے لطافت کا یہ عالم اوس گلوے صاف میں
رنگ پان مانند شمع پردۂ فانوس ہے

ہمسفر ہستی میں رہنا چاہیے پا در رکاب
آمد و رفت نفس گویا صدائے کوس ہے

کر دیا کافر ہی آخر اوس صنم کے عشق نے
دل مرا بتخانہ ہے نالہ مرا ناقوس ہے

ہم سے کیا پوچھتے ہو عشق کا رعنا سے حال
دشمن ننگ و حیا و عزت و ناموس ہے

لب پہ وقت نزع آہوں کے شرارے رہ گئے
اشک حسرت آ کے مژگان کے کنارے رہ گئے

صف میں کشتوں کی ہم اک بسمل تمہارے رہ گئے
چل چکے کل منزل ہستی سے بارے رہ گئے

بالاپن اوس طفل کا گذرا اٹھی منت کی طوق
کان میں بالی نہیں پر گوشوارے رہ گئے

شکر ہے کرنے نہ پایا شانہ اون زلفوں میں غیر
چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہ گئے

بزم خوبان اوسکی جانے سے ہے آنکھوں میں سیاہ
ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پہ
ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہ گئے

شہسوار عرصۂ دین کو خرامان دیکھکر
چوکڑی بھولے ہرن رم سے بیچارے رہ گئے

اور ہی کترے ہیں گلرویوں نے اب کاکلیں گل
سادے سادے پر یہ بچا مونکی عذارے رہ گئے

آتش عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی ۔۔۔ مر تو مرتی ایک پہ باقی شرارے رہ گئے

دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب دے دیئے
دیدۂ گریان مگر حسرت کی مارے رہ گئے +

بتا تو مجھکو کہ بیواسطہ خفا کیون ہے ۔۔۔ یہ اختلاط مین ای کج ادا جفا کیون ہے

کسی کی نکہت کاکل اگر نہین لائی ۔۔۔ معطر آج بتا باغبان صبا کیون ہے

تمام عمر گذاری ہے خاکساری مین ۔۔۔ نہ پوچھ خاک کو کشتہ کے کیمیا کیون ہے

یہ تیرے مست کی دم سی تمام ہو حق ہے ۔۔۔ نہین وہ صحبت مے مین تو غلغلہ کیون ہے

شب وصال مین کیا وجہ منہ چھپانے کی ۔۔۔ جو ساتھ سوئے تو عاشق سی پھر حیا کیون ہے

جو ہمسری نہین کی تیری زلف مشکین سے ۔۔۔ تو مشک نافہ صنم مورد خطا کیون ہے

جو عاشق بت پردہ نشین نہین رعنا
تو پھر زمانہ مین بدنام ہر ملا کیون ہے

فصل گل آئی ہے ہر سو شور نوشا نوش ہے ۔۔۔ جوش گل ہے بادۂ گلگون کا جیسے کہ جوش ہے

عاشقون کی جیب و دامان چاک پھر ہونے لگے ۔۔۔ پھر وہی وحشت ہے سودا ہے جنون کا جوش ہے

کل جو میخانہ مین جا کر اتفاقاً سیر کی ۔۔۔ ہر طرف دیکھا کوئی بیخود کوئی بیہوش ہے

ہے کہین ساغر کہین شیشہ صراحی ہے کہین ۔۔۔ خم تو ہے لبریز اور راوتر اہوا سرپوش ہے

آتش خمخانہ سے ہر گوشہ مستان ہے تیز ۔۔۔ ہر سبو ہے مے سی شیدا وہین عجب اک جوش ہے

ساقی و پیر مغان میخوار اور سب مغبچے ۔۔۔ ہے ہر اک مخمور ہر سو شور نوشا نوش ہے

راز کرتا ہوں بیان ای غافل مین تجھپر آشکار ۔۔۔ غور سے سن لے اگر تجھکو ذرا بھی ہوش ہے

خانۂ دنیا تو میخانہ ہے اور غفلت شراب ۔۔۔ نفس امارہ کا یہ پیر مغان ہمدوش ہے

آئیگی جب موت ہو جائیگی سب نشہ ہرن ۔۔۔ ہوش مین اب بھی ذرا آجا اگر ذی ہوش ہے

ورنہ آخر دیکھنا جب چشم عبرت وا ہوئی ۔۔۔ گور مین حسرت ہے تو حسرت سے ہم آغوش ہے

مہ و شب بند کرے دیدۂ انجم فلک ۔۔۔ عاشق اک پردہ نشین سے آج ہم آغوش ہے

مار گیسو نے نہین دلکو ڈسا گر اے نظام

کیسا لیے ایسا یہ بیخود خنجر بہوش سا ہے

لے تقضا احسان تجھپر کر چلے
ہم ترے آنے سے پہلے مر چلے

کوچۂ جانان مین جانا ہے ضرور
چاہیے اس رہ سر پہ یا خنجر چلے

بس یہ ہے کوے بتان کی سرگذشت
سر پہ میرے سیکڑون پتھر چلے

کوے جانان کا نہ پایا کچھ نشان
خضر کی ہمراہ ہم دن بھر چلے

سیر نیرنگ جہان کیا خاک کی
شش جہت مین آ کے ہم ششدر چلے

پائی تیرے در پہ آ کر زندگی
اس مسیحا کف سے ہم ٹھوکر چلے

نور سے عالم منور ہو گیا
جب سوے معراج پیغمبر چلے

دیکھیے دیکھین گے کیا روز جزا
یان تشنہ آئے وہان با تشنہ چلے

میکشو لازم ہے قصد مے کشی
پھر بہار آئی چلو ساغر چلے

ہو خزان کیونکہ نہ گلشن کی بہار
جب یہان بعد صبا صرصر چلے

بزم سے جاتے ہو دزدیدہ نظر
نیم بسمل کر چلے کیا کر چلے

قول واعظ نے نہ کچھ تاثیر کی
کشتۂ کاکل پہ کب نشتر چلے

خون تری ترچھی نگاہون نے کیا
لاکھ خنجر ایک کشتہ پر چلے

فرش پر ہے یون خرامان رشک ماہ
عرش پر جیسے کوئی اختر چلے

دیکھ کر بلقیس زہرہ پوش جائے
ناز سے گر وہ پری پیکر چلے

کب ہوئی سوا سے مژگان سے شفا
نشترون پر سیکڑون نشتر چلے

طے نہ ہو ہرگز رہ ظلمات زلف
دل مرا گو سینکڑے اسکندر چلے

دیکھنا ہمراہ ہوسے گا نظام
سوے رب جب شافع محشر چلے

ورد کعبہ اگر وہ بت سرفتنہ ہو جائے
شیخ بھی چھوڑ کے اسلام برہمن ہو جائے

کار شمشیر کرے جنبش ابروے صنم
دل مین تیر نگہ ناز سے روزن ہو جائے

مسی مالیدہ دہن غنچۂ سوسن ہے اگر
مفلس ایسا ترے آپ تو گل غنچۂ سوسن ہو جائے

حسرت خلد برین ہے نہ تمنائی ارم
کوچۂ یار مین یا رب کہین مسکن ہو جاے

دل مین ہجر کی ہوئی ہے آتش غم تو تا ہو
بعد مرنے کی نہ آتشکدہ مدفن ہو جاے

ایک لٹ بالون کی لٹکا کے جو دیدو جنبش
حق مین عشاق کی اوڑتی ہوئی ناگن ہو جاے

تیغ ہاتھون سے سنبھالی نہین جاتی ہے اگر
حکم دیجے تو سلامی ابھی گردن ہو جاے

ہو خزان فصل بہاری سے مبدل یا رب
شاخ گل پر کہین بلبل کا نشیمن ہو جاے

وصل کی شب بھی نہ کل آئی دل رعنا کو
ڈر یہی تھا نہ خفا وہ بت پرفن ہو جاے

جب رونے پہ آنکھ آگئی ہے
طوفان ہی سا اوٹھا گئی ہے

دل مین نہین غیر کا گمان بھی
وحدت ہمہ تن سما گئی ہے

الفت تری کارساز عالم
گھر دل مین مرے بنا گئی ہے

یاد آب روان کی مجھ مون کی
آنکھون مین کیا رولا گئی ہے

مشکل سے کٹی ہے ہجر کی شب
سر سے مرے اک بلا گئی ہے

خدارا وہ کاکل پریشان
جنجال مین جی پھنسا گئی ہے

رعنا ہے لحد مین اس سے بیچین
خلوت تری یاد آگئی ہے

شود وا عقدۂ آن زلف چون عنبر اگر نیمی
بجان عاشق شیدا رسد از فی اثر نیمی

صبا چون کاکلش افگند بر دوشش بپہلوی
بچشم خویشتن دیدیم شب نیمی سحر نیمی

تنم در خانۂ دل در کوی جانان راہ پیما شد
عجب در حیرتم در رفتنہ نیمی در سفر نیمی

گہی ہر صبح میکوشی وگاہی جنگ میجوی
یقینم شد دلت موم ست نیمی و حجر نیمی

بریز از شیشہ اندر جام مینا تا خطر باشد
مرا از نیم مخموریست ساقی دردسر نیمی

ز سوز و درد ہجرش ہر ہ شد آب دلم خون
زراہ دیدہ آمد لعل نیمی و گہر نیمی

بلب خندہ بابرو غصہ شب در بزم می دیدم
بہ رعنا مینمودی آشتی نیمی و شر نیمی

نکلی نہ دل سے حسرت نخچیر رہ گئی
قاتل سے وقت ذبح جو تکبیر رہ گئی

مطلب کی بات منہ سے نہ نکلی شب وصال
کھل کر مری زبان دم تقریر رہ گئی

تقدیر کیسی ہوتا ہے کب اوسکا سامنا
اب گاہ گاہ دور سے تحریر رہ گئی

دیکھا کبھی نہ ابروے خمدار یار کو
بالاے طاق آہ کی تاثیر رہ گئی

فردوس مین جو پہونچی سنا اوس پری کا وصف
خاموش حور صورت تصویر رہ گئی

کھینچ اک سما مین یار کی یہ رعب حسن تھی
مطلب کی بات ہی دم تقریر رہ گئی

پرواز کر گیا قفس تن سے مرغ جان
خالی ہمارے پاؤن مین زنجیر رہ گئی

رکھتی ہی پاؤن عشق کی منزل مین یا نہ سو
شرم و حیا و عزت و توقیر رہ گئی

آیا زبان پہ شکوہ قاتل نہ وقت ذبح
صد شکر آبروے شمشیر رہ گئی

اک عمر کی جہان مین سیر جہان مگر
رعنا کو حسرت در شبیر رہ گئی

دام کاکل سے رہائی ہو چکی
ہو چکی عقدہ کشائی ہو چکی

اے بتو ہے راست یہ میرا سخن
ترک تمسے کج ادائی ہو چکی

جب دل گم گشتہ ٹھہرا رہنما
کوے جانان تک رسائی ہو چکی

لیکے دین و دل یہ بندہ پروری
اے بتو تمسے خدائی ہو چکی

آرزو سے وصل مین پایا وصال
حشر تک رعنا جدائی ہو چکی

مسیحا تجکو درد عشق کو تیری دوا سمجھے
تری خاک قدم کو اے صنم خاک شفا سمجھے

ہمین تم بے وفا اغیار کو تم باوفا سمجھے
سمجھ پر آفرین ہے آپکی سمجھے تو کیا سمجھے

تمہارے غم کو شادی عاشق ہیں کچ کو راحت
شہید ناز کوچے کو تمہاری کربلا سمجھے

جفا سے باز آئیے لبون پہ جان آئی ہے
ارے اونا سمجھ اب بھی سمجھ تجھسے خدا سمجھے

ہوئی گر جان صدقے عاشقوں کی تیری صدقے کر
تغافل کیش کیا پروا تجھے تیری بلا سمجھے

فراق یار مین اوقات کاٹی اس مصیبت سے
دنون کو روز محشر رات کو کالی بلا سمجھے

خیال گلبدن مین سیر گلشن کی جو ای بلبل
تو عارض گل کو اور سنبل کو ہم زلف رسا سمجھے

طریق عشق مین ایمان جانا کفر کو ہمنے
مکان اوس بت کا قبلہ نقش پا قبلہ نما سمجھے

رخ و زلف صنم ہمکو نظر آئی جو ای رعنا
اسی واللیل سمجھی اور اوسی بدر الدجی سمجھے

کعبے سے گئے مدینے گئے کربلا گئے
اک مغفرت کے واسطے ہم جابجا گئے

رہوار تھا براق ملک تھی جلو مین ساتھ
اس شان سے فلک پہ رسول خدا گئے

نکلا دہان زخم سے کب حرف مدعا
کب روبرو مسیح کے بہر دوا گئے

سینہ سپر مدام رہے وقت امتحان
خنجر سے پوچھ لو نہ کبھی دم چرا گئے

آیا جو نازکی سے عرق تجکو وقت ذبح
خجلت سے ہم پسینے مین قاتل نہا گئے

دنیا مین آپ آئے تھے کیا لیکے اپنے ساتھ
اور کیسے یان سے حضرت دل لیکے کیا گئے

آئے تھے مثل باد بہاری سے ہمصفیر
باغ جہان سے دم مین برنگ صبا گئے

پھر کے لبس آشیانہ مین پربام یار تک
اوڑ کر نہ مثل طائر قبلہ نما گئے

رعنا سرا سے دہر سے شکر خدا کرو
ایمان کے ساتھ تم سوے دار البقا گئے

دل کسی سے لگے خدا نکرے
کہین اللہ مبتلا نکرے

کب وہ عاشق ہے جو وفا نکرے
کب ہے معشوق جو جفا نکرے

خضر اللہ موت دے لیکن
بحر الفت کا آشنا نکرے

یہ رقیبون کی ہے سخن سازی
بیوفا آپ ہون خدا نکرے

عشق ممکن ہے جو نہو اکسیر
خاک عاشق کو کیمیا نکرے

خاک خاک شفا ہو جب سرگ
کیون یہ دل قصد کربلا نکرے

آج آیا نہین وہ غیرت گل
باغبان منہ ادہر صبا نکرے

تیرے خلخال پا کا کھٹکا ہے
شور محشر کہین بپا نکرے

موت آجائے تو غنیمت ہے
پر صنم سے خدا جدا نکرے

کہدو عیسے سے ہوچکی صحت
مرض عشق کی دوا نکرے

شیخ کو گر نصیب ہو در یار
رخ سوے خانۂ خدا نکرے

خون عشاق سے وہ ہوتا ہے
کام زنہار جو حنا نکرے

خون بہایا ہے سینے رعنا کا
کیون وہ دعواے خونبہا نکرے

ازدل شدگان حجاب تا کے
رخسار تہ نقاب تا کے

ساقی صبح ست خواب تا کے
اے مے زدہ ترک ثواب تا کے

توبہ ز شراب ناب تا کے
این نقش بروے آب تا کے

ساقی بہ خیز و جام مے دہ
در موسم گل حجاب تا کے

در شیشہ ز چشم شوق رندان
اے دختر رز حجاب تا کے

مغرور جمال و حسن تا چند
نادان عہد شباب تا کے

نازی بحیات چند نادان
آخر نفس حیات تا کے

دادی برباد دین و ایمان
اے دل دگر اضطراب تا کے

او گفت شب وصال با من
این بوسۂ بے حساب تا کے

آخر نوبت رسد بلطفش
خوش باش دلا عتاب تا کے

از آتش ہجر جان و تن سوخت
بر سوختگان عذاب تا کے

ناصح من و ترک عشق توبہ
این وہم و خیال و خواب تا کے

پیرانہ سری دگر باین ریش
اے مرد خدا خضاب تا کے

از دیدہ نقاب شرم بردار
در وصل آخر حجاب تا کے

بر من نظرے فگن خدا را
اے نرگس مست خواب تا کے

وقت ست درآ بباغ خندان
در موسم گل حجاب تا کے

رعنا رہ یار گیر و بنشین
آخر خانہ خراب تا کے

جفا چھوڑو کرو عادت وفا کی
نتیجہ آخر خدائی ہے خدا کی

نہ شکوہ جور کا نے رحم کا شکر
مری عادت ہے تسلیم و رضا کی

لکھے شعرون مین کیا کیا وصف گیسو
ہماری بھی طبیعت ہے بلا کی

نہ آئی صورت جانان شب ہجر
بہت کین منتین ہمنے قضا کی

نہ آنا تھا نہ آیا ہے وہ آخر
ہزار اوس سنگدل سے التجا کی

نہین ہو جو کافر اہل اسلام
بتو اک شان ہے تم مین خدا کی

مری جلتی ہوئی گر استخوان کھائے
ابھی منقار جلجائے ہما کی

بہار گل مبارک ہو عنادل
چمن مین آمد آمد ہے صبا کی

نشان ملتا نہین دیر و حرم مین
تلاش یار ہمنے جابجا کی

پھنسایا طائر روح روان کو
رسائی دیکھنا زلف رسا کی

کلاہ و تاج مین ہے نام کا فرق
حقیقت ایک ہے شاہ و گدا کی

خدارا ہو چکی آخر شب وصل
کہا مانو بہت اب تو حیا کی

اوڑائی خاک تک میری پس مرگ
خدا ترسی نہ کافر نے ذرا کی

ترے آنے سے جان آئی مری جان
مین مرکر جی اوٹھا قدرت خدا کی

مسلمان رام ہوجائین بتون کے
خدائی جب کرین قدرت خدا کی

کھلے بندون وہ سوتے ہین شب وصل
اب اونکے دل مین جذب دل زجا کی

حسینون مین ہے گھر گھر شور کہرام
مقرر آج رعنا نے قضا کی

زانو سے میری آپ نہ سر کو اوٹھائیے
فتنہ ہے مست خواب اسکو جگائیے

تربت پہ میرے ہار شبینہ چڑھائیے
جسدن مرے مزار پہ تشریف لائیے

جان لب پہ آگئی ہے غم انتظار مین
اب جلد آپ خیر سے تشریف لائیے

ہمراہ غیر جاتے ہین سیر چمن کو آپ
تازہ نہ اس بہار مین کچھ گل کھلائیے

شرما کے بولے رات جو مین نے گلا کیا
گذری حکایتون کو زبان پر نہ لائیے

بسمل تڑپ رہے ہین سرِ راہ دیکھیے
دامن اوٹھا کے آپ ذرا بچ کے جائیے

گر دل نشین ہے پردہ نشینی تو میری جان
گھر آپ کا ہے شوق سے دل مین در آئیے

صید افگنی کا شوق ہے تو دام زلف مین
عاشق کے مرغ روح رواں کو پھنسائیے

آخر تو دردِ عشق سے باقی رہیگی جان
کیون ایک دم کو منتِ عیسیٰ اوٹھائیے

لیجے حساب روزِ جزا ظلم و جور کا
جی چاہتا ہے اونکو تماشا دکھائیے

دنیا مین کوئی عشق سے بدتر نہین ہے چیز
دل اپنا مفت دیجیے پھر جی سے جائیے

بے شربتِ وصال ہے دشوار زندگی
دل کی لگی کو آپ ہی آکر بجھائیے

سردی ہے برف جمتی ہے اوس سرد مہر سے
جی چاہتا ہے وصل کا نقشہ جمائیے

بارانِ اشک دیکھیے تھم جائیگا ابھی
بجلی کی طرح آپ ذرا مسکرائیے

تیغِ نگہ نے کام ہی آخر کیا تمام
قاتل تری صفائی کے قربان جائیے

اعجازِ عیسوی کا بھی ہو جائے امتحان
کشتے کو آپ ناز سے ٹھوکر لگائیے

منظور محو ذات جو ہونا ہے تو نظام
دل سے ذرا حجابِ دوئی کا اوٹھائیے

ہم خون دل کو پیتے ہین بدلے شراب کے
لختِ جگر سے لطف اوٹھائی کباب کے

مثلِ حباب ہستی ہے موہوم بے ثبات
بحرِ جہان مین نقش ہین ہم روئے آب کے

بس ہم مزاج یار سے تیور بدل گئے
سامان نظر کچھ آتے ہین اب انقلاب کے

افلاک پر چمکتے ہین تارے جو اسقدر
ذرے ہین سب یہ خاک درِ بوتراب کے

کچھ لائے تھے نہ لیچلے آخر کچھ اپنے ساتھ
محشر مین وسوسے نہین ہمکو حساب کے

پیاسے ہوے جو رند پلائی سبیل سے
پیر مغان نے کام کیے ہین ثواب کے

قطع امید نامۂ سفاک ہو گئی
سر نامہ بر کا بھیجا ہے بدلے جواب کے

ہے لذتِ وصال کا فتراک واسطہ
نخچیر بوسے لیتے ہین جھک کر رکاب کے

کرتے نہین وہ بات تلک بھی شبِ وصال
انداز کچھ نرالے ہین شرم و حجاب کے

جلتا رہا ہون آتشِ فرقت مین شعلہ رو
صدمے نہون گے قبر مین مجھپر عذاب کے

رعنا خدا کے سامنے کہدینگے ہم تو صاف
بندہ ہین بارگاہ رسالت مآب کے

فرقت مین مری آکے دل‌آزار خبر لے
ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لے

دے شربت دیدار مجھے آکے مسیحا
ہون نرگس بیمار کا بیمار خبر لے

کس قہر سے کاٹے ہین تری ہجر مین رات
دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے

اغیار سے سُن سُنکے تری گرمی صحبت
جی جلتا ہے ای غیرت گلزار خبر لے

دکھلا دے مجھے خواب مین اوس ماہ کی صورت
بیچین ہون اسے طالع بیدار خبر لے

مشکل کا ہے وقت کہ ہے نزع مین رعنا
یا شیر خدا آکے مددگار خبر لے

دوش پر نعش ہے صاحب ماتم آئے
کوچۂ یار مین اس دھوم سے کل ہم آئے

عیسی وقت ہو کہدو لب جانبخش سے تم
کہ تن عاشق بیجان مین کہین دم آئے

وارد میکدہ وہ مست ہو تسلیم ہے فرض
کہدو شیشے سے کہ گردن کو کیے خم آئے

دل مین کسطرح نہ سمجھین اسے ماتم خانہ
آکے دنیا مین تو با دیدۂ پرنم آئے

بیکسی نے مری تربت پہ عزاداری کی
قیس و فرہاد موے پرسیے ماتم آئے

کشتۂ رعنا تھا ترا دم مین نہ آیا آخر
گو جلانے کے لیے عیسی مریم آئے

ہر دم یہ دعا مانگتے رہتے ہین خدا سے
اللہ بچائے شب فرقت کی بلا سے

مر کر بھی پھرا مین نہ کبھی راہ وفا سے
باز آئے نہ تم رہگذر جور و جفا سے

بیمار محبت ہون بچونگا نہ دوا سے
چارہ نہین اب مجکو کسیطرح قضا سے

اولجھے سحر وصل جو اون زلف رسا سے
کیا کیا نہوا دست و گریبان مین صبا سے

چلمن جو اوٹھائی بھی تو کس شرم و حیا سے
دکھلا دیا جلوہ مجھے سو ناز و ادا سے

لاتا ہے بلا ابروون پر یہ دوراہہ
اولجھے دل دشمن بھی نہ گیسوے دوتا سے

بگڑے ہوے تیور ہین خدا خیر کرے آج
بیوجہ مجھے وہ نظر آتے ہین خفا سے

رکھتے نہین ہم کوثر و تسنیم کی پروا
ہین شربت دیدار کی اک عمر سے پیاسے

وصلت کا ہمین شکوہ نہ فرقت کی شکایت — تابع ہین تری کام ہے تسلیم و رضا سے

جیتے فلک اور بعد فنا ارض نے پیسا — دو دن بھی تو مہلت نہ ملی ارض و سما سے

اللہ رے یہ گرمی فرط محبت — بگڑا جو وہ بت مجھسے تو بگڑا مین خدا سے

آنکھون مین عذابون سے گذاری ہے بمشکل — تھی شب کے شب ہجر صنم روز جزا سے

تو گرم عنان شوق سے سوی بت طناز — پامال ہون عشاق کے دل تیری بلا سے

اوس شوخ کی آنکھون پہ نہ کیون شیفتہ ہون عاشق — مشتاق چلی آتی ہین آہو بھی خطا سے

لایا کسی خوش رو کا ہمین جذب محبت — بیوجہ نہین آئے ہین ہم ملک بقا سے

جب حشر مین محبوب نے دکھلایا ہے جلوہ
کیا رشک نظام آیا ہے محشر مین خدا سے

مرا اثر کی ست سفا کی شریری آفت جانے — جفا جو تند خو غارتگر دین و ایمانے

خود آرائے پریروئے حسینی بزم افروزی — چراغ خانۂ دلخستگان شمع شبستانے

بلیغے شاعرے شیرین بیانی طرفہ لسانے — فصیحے نکتہ سنجے نغز گفتاری سخندانے

لبش شاخ نباتی یا عسل یا لعل نوشینے — شکر قند مکرر نیشکر یا شکر افشانے

ستمگر نا آشنا وعدہ فراموشی و عیارے — خود آرا خود پسندی بیوفائی سست پیمانے

مرے نازک مزاجی شوخ و شنگی عربدہ جوئے — شریرے زود رنجی نازنینے آفت جانے

گہی عاشق گہی خونخوار خلقے تشنۂ خونے — گہی عیسی دمی جان جہانے راحت جانے

گہی در صحن صورت مثل باد صبح پیدائے — گہی در روضۂ معنی چو بو در غنچہ پنہانے

گہی تشکل تبسم در لب لعل پریرویان — گہی بر چہرۂ عاشق برنگ اشک غلطانی

گہی سرگرم ناز لن ترانیہائے موسیٰی — گہی دل دادۂ وشیدای فخر جن و انسانی

چو باشم در عدم آن بی نشان اندر وجود آید — شوم گر از عدم موجود گردد باز پنہانے

چہ پرسی ہمنشین از عشق او حال من مسکین — چو قیس آوارہ و سرگشتۂ دشت و بیابانے

ز حیرت ششدری بی اختیاری سخت مجبوری — ز عصیان نادمی خجلت کشی سر در گریبانے

گدائی بینوائی بیکسی آزادہ مسکینے — غریبے خانمان آوارۂ بے ساز و سامانے

بمحشر شافع است اگر سرگرم ناز آید
رسد در حضرت او مغفرت ناخوانده مہمانی

چو رعنا کس نگشته در تلاشش شوخ ہرجائی
بدشت غربت و اندوہ حیرانی پریشانی

اوس نازنین مین عشوہ ہی ناز و ادا بھی ہے
انداز بھی ہے غمزہ بھی شرم و حیا بھی ہے

آب روان ہی سبزہ ہی گل بھی بہار بھی
ساقی ہے یار بادہ ہے باد صبا بھی ہے

ڈھاتی ہو میری کعبۂ دل کو عبث عبث
او سنگدل بتو تمہین خوف خدا بھی ہے

ایمان بھی جان بھی کھو چکی ناموس و ننگ بھی
ای دل بتا تو عشق کی کچھ انتہا بھی ہے

جائے نجات پوچھتے ہین آپ مجھسے کیا
کعبہ بھی ہے مدینہ بھی ہی کربلا بھی ہے

دم ہے لبون پہ ہجر مین رعنا کا ہمدمو
دم دیتے ہین مسیح کہ چشم شفا بھی ہے

تشریف عیادت کو مری وہ نہین لاتے
بیمار کے بالین پہ مسیحا نہین آتے

بنتی گل آدم سے اگر خاک ذرا بھی
ہم مست اوسے گوندہ کے پیمانہ بناتے

ہے جذبۂ شوق اے مے و معشوق وگرنہ
جنت کو موسے پہ بھی کبھی شیخ نہ جاتے

مہ چادر مہتاب مین منہ اپنا چھپاتا
پردے سے اگر روی منور وہ دکھاتے

پیغام صبا لاتی اگر آمد گل کا
شادی سے عنادل کبھی پھولے نہ سماتے

محشر مین اگر سامنا اوس شوخ سے ہوتا
تو جور کا رعنا اوسے کچھ لطف دکھاتے

کل شب جو بزم غیر مین وہ جلوہ گر رہے
جیتے تھے پر عذاب مین ہم تا سحر رہے

پہلو مین میرے رات جو وہ رات بھر رہے
بیدار کیسے بخت مرے تا سحر رہے

جب تک کہ تیغ یار کی زیب کمر رہے
ای دل تجھے بھی چاہیے سینہ سپر رہے

ہرجائیون کے عشق نے کیا کیا کیا ذلیل
رسوا رہے خراب رہے دربدر رہے

افسوس ہو کے مخبر صادق سے امتی
اس عمر مستعار مین ہم بے خبر رہے

کاٹی ہے اک عذاب سے ہمنی شب فراق
کل انتظار یار مین ہم تا سحر رہے

اعجاز سے جیا کوئی حسرت سے مرگیا
کیا کیا نہ کوے یار مین گل شور و شر رہا

کسطرح جاے طائر جان کوے یار تک
جب ضعف سے نہ قابل پرواز پر رہے

باغ جہان مین اب کی کچھ ایسی ہوا چلی
گل کیسے نام کو بھی نہ باقی شجر رہے

یہ حسن اتفاق بھی ہوگا کبھی نصیب
سینہ پہ اونکے ہاتھ ہو زانو پہ سر رہے

کاٹون گا انتظار مین روز قیام بھی
ایفاء عہد آپ کو مد نظر رہے

کس منہ سے لائے منہ پہ سوال وصال یار
جسکو نہ رعب حسن سے اپنی خبر رہے

اوس شمع رو کی یاد مین روتا ہون تا سحر
دامن نہ کس طرح صفت شمع تر رہے

شاید وہ زلف و رخ نظر آجائین خواب مین
رعنا اسی خیال مین شام و سحر رہے

جہان مین کب کوئی تمسا حسین ہے
ہلال ابرو مہ تابان جبین ہے

ترے کوچے کی جا مے بت زمین ہے
خدا کی شان ہے عرش برین ہے

علی وہ باب شہر علم دین ہے
کہ دربان جسکا جبریل امین ہے

پڑا ہون مین یہان اور دل وہین ہے
الٰہی مین کہین ہون وہ کہین ہے

ترے کشتے کی اتنہ رسے خوشی
دہان زخم تک گویا نہین ہے

سلیمان مین بھی اپنے وقت کا ہون
پریرو آپسا زیر نگین ہے

بدن پہ بار ہے پھولون کا سایہ
مرا محبوب ایسا نازنین ہے

نجا کوچے مین اوسکے دیکھ زاہد
وہ کافر رہزن ایمان و دین ہے

مٹائینگے لکھا تقدیر کا
در جانان ہے اور اپنی جبین ہے

حقیقت خاک الفت کی بتائین
نہین جسکا فلک یہ وہ زمین ہے

رخ روشن پہ خال اور زلف مین چین
یہ ملک ہند وہ اقلیم چین ہے

عبث کھاتے ہو قسمین دیکھ لین گے
ہمین صاحب کے آنے کا یقین ہے

سمجھکر اوسکے گیسو کو لگا ہاتھ
یہ کافر دیکھ مار آستین ہے

اوگے جب قبر عاشق سے تو نرگس
یہ مردم خیز ایسی سرزمین ہے

نہین تیغ پاتہ خنجر دم قتل
دلا صد آفرین صد آفرین ہے

جہان کے حق مین ہی خانہ برانداز
عجب ہے آپ وہ خانہ نشین ہے

لکھا رعنا نے وصف خال جانان
مقرر ایک ہی وہ نکتہ چین ہے

شان نزول زلف گرہ گیر چاہیے
قرآن روے یار کی تفسیر چاہیے

پھانسی کا جرم بوسۂ کاکل مین دو نہ حکم
میرے گلے مین زلف گرہ گیر چاہیے

اے ہمصفیر ہین شنوا گوش گل مگر
نالہ مین عندلیب کے تاثیر چاہیے

کیونکر بڑھاؤن ربط نہ دربان یار سے
آخر کوئی تو ملنے کی تدبیر چاہیے

کوشش سے ایکدن بھی میسر ہوا نہ وصل
تدبیر محض ہیچ ہے تقدیر چاہیے

دل نے مہم کاکل پر چین کو سر کیا
ملک تتار مین مجھے جاگیر چاہیے

رعنا نے جان دی ہے تصور مین یار کے
کنج لحد مین بھی وہی تصویر چاہیے

پیدا ہے کجک بار جو موباف زری ہے
اور اس شوخ مین یہ عالم نازک کمری ہے

ساغر مین چھلکتی ہے شراب ایسی ساقی
شوخی مین وہ ڈوبی ہی شرارت مین بھری ہے

چلنے مین چھلاوا ہی تو تسخیر مین جادو
یہ مردمک چشم ہے لیلی کہ پری ہے

اک جلوہ دکھا جاتی ہے پھر کر نہین آتی
ثابت نہین سایہ ہی جوانی کہ پری ہے

خلقت مین ہر اک چیز کو بھی فرد ہی پایا
خلاق اسی واسطے شرکت سے بری ہے

دل وادہ اون آنکھون پہ غزالان حرم ہین
رفتار سے پامال اگر کبک دری ہے

کیا چھائی ہے فرط قلق ہجر مین حیرت
لب پر نہ تو نالہ ہے نہ آنکھون مین تری ہے

ہرچند ہی وہ چشم سیہ صورت آہو
چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہے

مجبور کیا صبر تو سے ہجر مین لیکن
اک سل ہے کہ بار سے مرے سینے پہ دھری ہے

سر جوش مین پھر خم سے نکالی ہے جو ساقی
کیا دختر رز کو بھی سر پردہ دری ہے

درماندہ ہین سب علم و گمان وہم و خیالات
بے شبہہ یقین ہے تری ذات بری ہے

رخصت نہین گر باد بہاری کی چمن سے
پُر درد یہ کیون نالۂ مرغ سحری ہے

رہتی ہی سوئے پر بھی مجھے یاد تمہاری
ہر چند ز خود رفتگی و بے خبری ہے

دل سے مرے پوچھے کوئی حال نظر یار
آئنے مین وہ بجلی ہی تو جان مین پڑی ہے

دیکھی نہین بجلی مین بھی ہمنے یہ شرارت
کیا کوٹ کے شوخی تری رگ رگ مین بھری ہے

روز سیہ ہجر و شب روشن وصلت
نیرنگی دور فلک نیلوفری ہے

کٹ جاتی ہی جو عمر رواں چشم زدن مین
معلوم ہوا یہ بھی چراغ سحری ہے

اوس زلف سیہ مین شب یلدا کا ہی عالم
رخسار مین اک جلوۂ نور سحری ہے

آمادہ ہے وہ قتل پہ تولے ہوے تلوار
ہشیار دلا موقع سینہ سپری ہے

کچھ آپ سے تڑپا نہین رعنا تہ خنجر
مجبور ہے بندہ ہے خطائی بشری ہے

دل جہان جائے وہان اندوہ و حرمان ساتھ ہے
آنکھ اٹھ جائے جہان وان اشک باران ساتھ ہے

ہر جگہ دل مین خیال شاہ خوبان ساتھ ہے
جسطرف یہ مور جاتا ہے سلیمان ساتھ ہے

دل مین ہے اب بھی خیال گیسوی پیچان یار
گو کہ ہون آزاد پر زنجیر زندان ساتھ ہے

نرگس شہلا اوگے کیونکر نہ میری خاک سے
مر گیا ہون پر خیال چشم فتان ساتھ ہے

پاؤن کا چکر ہوا یارب یہ دور آسمان
مر گئے پر گردش گردون گردان ساتھ ہے

خار صحرا ہے اگر سوزن تو رشتہ آہ دل
قیس سے بے چاک دل سب کچھ تو سامان ساتھ ہے

گلرخون کی عشق مین گل کھائی ہین اے عندلیب
سیر کو پہلو مین کہان ہے دل گلستان ساتھ ہے

واہ رے جذب محبت خوب دکھلایا اثر
وہ مرے لاشے کے تا گور غریبان ساتھ ہے

آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے
باغبان آتا ہے اور مرغ غزلخوان ساتھ ہے

کوچۂ محبوب ہے موسیٰ نہین یہ کوہ طور
حاجت مشعل نہین یان داغ سوزان ساتھ ہے

عاشق بیتاب کی اللہ رے بے صبریان
وقت حسرت ہے زلیخا ماہ کنعان ساتھ ہے

واہ ری قسمت جو ہون تو بات بھی کرتے نہین
گر نہون کہتے ہین مردان علیخان ساتھ ہے

لاشۂ رعنا کی ہے ہمراہ بس اک بیکسی

درد یا بیچارہ تا گور غریبان ساتھ ہے

رکا ہو خنجر قاتل مجھے خیال یہ ہے
تڑپ گیا ہوں دم ذبح انفعال یہ ہے

لبوں پہ جان ہے اکدم کا اور مہمان ہے
مریض عشق و محبت کا تیرے حال یہ ہے

اوڑا ہے طائر رنگ رخ پریدہ یان
حضور قبلہ سے آپ کا [illegible]ل یہ ہے

عیان ہے سینۂ محبوب سے عروج شباب
پھل آیا نخل میں بس حسن کا کمال یہ ہے

رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی
ورا لبس آہ رسا کا مرے وبال یہ ہے

نہ آیا رات مجھے اسکا غم نہیں رعنا
گیا وہ غیر کے گھر بس فقط ملال یہ ہے

اوڑایا تنہ باد حو صرصر نے گلستان سے
نکالا شوخی کی شاک میری کو بھی جانان سے

نہ ممکن ترک الفت ہے نہ صحبت ہے برار اوس سے
ہوئی جنجال جی کی دوستی محبوب نادان سے

بھلا پارہ کہیں ہوتا ہے سا ہے آگ پر قائم
ہراسے مجھ صحبت عشاق کیونکر شعلہ رویان سے

بہت چاہا بنایا اوس لب جان بخش کا بوسہ
پھرا تشنہ سکندر کی طرح میں آب حیوان سے

پڑے ہیں آبلے تلووں میں لیلی میں وہ مجنون ہون
نہیں کھٹکا رہ حج میں مجھے خار مغیلان سے

دل سودا زدہ کو ہے تسکین خاطر ہو
اوڑا لائی صبا نکہت اگر اوس زلف پیچان سے

عجب کیا اوس یوسف ثانی کا اک عالم کو سودا ہے
خریداری کو جھکے لاکھ یوسف آئین کنعان سے

مکدر خاطر نازک نہو تا خاکساروں سے
ذرا دامن اوٹھا کر جایئے گور غریبان سے

نصیب دشمنان دشمن ہوئے ہمنام رعنا تک
ہوا اغیار کو یہ رشک مروایا عزیزان سے

چل منزل فنا سے کہ وقفہ قلیل ہے
آمد شد نفس میں صدائے رحیل ہے

روشن ہے صاف آتش لالہ سے باغبان
گلزار دہر روکش باغ خلیل ہے

جو چیز ہے جہان میں وہ بیمثال ہے
ہر فرد خلق وحدت حق پر دلیل ہے

تدبیر کارگر نہیں ہوتی وصال کی
دشمن مزاج یار میں بیڈھب دخیل ہے

شاید وہ آج بیٹھے ہیں آغوش غیر میں
سینے میں مضطر اب دل اپنا دلیل ہے

صد شکر اونکے دیدۂ مردم شناس ہیں
رعنا کا اعتبار ہے دشمن ذلیل ہے

لہو سے دامنِ قاتل جو آج لال ہوے
شہیدِ ناز کو کیا کیا نہ انفعال ہوے

لگے زبان پہ آنسے بہت ملال ہوے
جو ہجر میں تھی وہ صد شبِ وصال ہوے

ہوا زوال اگر صاحبِ کمال ہوے
بایں مرتبہ ہم صورتِ ہلال ہوے

شباب یار نے پائی نمود سینہ سے
بہار باغ میں آئی شجر نہال ہوے

رقیب سفلہ کریں عیش ایک ہم پیدا
الم کے واسطے اور ہم ذوالجلال ہوے

سمندِ ناز کی جولانیوں نے ڈھایا ظلم
ہزار ہا دلِ عشاق پائمال ہوے

شبِ وصال نہ شانی زانو کو فرصت دی
یہ کیسے گیسوئے جاناں مجھے وبال ہوے

نہ آیا وعدہ فراموش کیا کہوں رعنا
کہ انتظار میں کیا کیا تجھے خیال ہوے

ترے جسدم خیالِ جلوۂ جانانہ آتا ہے
تو یاد اے دل کلیمِ طور کا افسانہ آتا ہے

خود آرائی شبِ وصلت وبالِ جانِ عاشق ہے
سحر کر دیتی ہیں وہ ہاتھ میں جب شانہ آتا ہے

فراقِ یار میں اسدرجہ دلکو بیقراری ہے
ہر سینے سے جو نالہ ہے بیتابانہ آتا ہے

سلیماں پیشرو ہے اور جلو میں خضر و عیسیٰ ہیں
ترے خوبان مرِیا شوکتِ شاہانہ آتا ہے

جو بستر میں رہ سودائی ہیں پاس صحرائی و تیمور
نہتا قیس ہی اس دشت سے دیوانہ آتا ہے

نشان میرا جو پوچھے قیس تو اے خضر کہدینا
کہ ہاں اسے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہے

بجھا دیتی ہے آنسو شمع جلکر آتشِ غم سے
اور ایسی جسدم خیالِ سوزشِ پروانہ آتا ہے

حرم کی راہ ہے معلوم رعنا کو ہی اے زاہد
خیالِ خدمتِ دیرینۂ بتخانہ آتا ہے

دلِ ... ربود از من کدامے
نشان پرسم کجا و از کہ نامے

بہم شب نوش از بادۂ جامے
بود با ناکسان خوردن حرامے

... از ... ندی در گہ نشستم
... گبر و مسلمان را سلامے

کلیات نظام

پیار کی باتین کیجیے صاحب
گلرخون کا ہی حسن و خلق سے اوج
آب سے آئینہ کی رونق ہے
گالی تو بات بات مین وان بات ہو گئی
کسی کے چشم کا ہے دھیان ساقی
نہ پوچھو ہم سفرو مجھسے ماجرائے وطن
حساب قبر کو سنکر نکیر بھول گئے
نماز شب سے زاہد نالۂ شبگیر بہتر ہے
کیون اسے صبا او بجھتی ہے زلف دراز سے
پروانہ فرط عشق سے جلتے ہی جل گیا
نہین دستار قاضی سجدہ مین پارا پارا ہے
یہ سر پھر شیشہ پہ ساقی کے پینے ہے

لطف صحبت کا گفتگو سے ہے
قدر پھولون کی رنگ و بو سے ہے
قدر انسان کی آبرو سے ہے
یان ہمکو سنتے سنتے مساوات ہو گئی
سبو منہ سے لگا منہ کو سبو سے
وطن ہے مجھپہ فدا اور مین فدائے وطن
غم فراق کو سن ہاتھ پاؤن پھول گئے
تر ہے اللہ اکبر سے مری تکبیر بہتر ہے
فتنہ نہ اوٹھکھڑا ہو کہین خواب ناز سے
واقف ہوا نہ شمع کے سوز و گداز سے
گر رندون نے چہرہ دختر رز کا اوتارا ہے
بیٹھی ہین نہ رند دختر رز پردہ نشین ہے

عبث ای میکشو اندیشۂ دستار قاضی ہی
کہا ہی تجھسے جو واعظ نے کچھ ملال نکر
یہ رمز قلقل مینا ہے قیل و قال نکر
سحرم پیر مغان ساغر صہبا بخشید
خدا بیت بخشد ای قاتل چرا کشتی مسلمان را
آخر ہوا ہے حشر بپا انتظار مین
چہکین ہزار مرغ غزلخوان بہار مین
گہر سے ہوے ہی غصہ و غم دل سی جنگ ہے
ہجر کی شب نہ آیا یار افسوس
باغ مین جا سے گل ہے خار افسوس
کی ریا سے نہ شیخ نے توبہ
گہر گیا غیر کے وہ وعدہ خلاف
آئی خزان بہار چمن سے نکل گئی
بلبل اوداس ہو کے چمن سی نکل گئی
جو ر آئی وقت نزع طبیعت سنبھل گئی
رنج سفر مین یار رفیق طریق تھا
خواب مین بھی یہان نہ آئے آپ
صاف کلمہ پڑھے کلیم اوسکا
جیسے دریا سمائے کوزہ مین
رات دن جور و ستم دیکھ لیا
دماغ پیر گردون مین بھری ہی بادۂ نخوت
ہے ابرو مین ہلال کہ ابرو نقاب مین
کٹی کیونکر شب غم کچھ نہ پوچھو

اوتار دو دختِ رز کا شوق سی پیر و وہ راضی ہی
وہ لغو بیہودہ بکتا ہے تو خیال نکر
شراب شوق سے پی اور کچھ سوال نکر
خضر در یاد لم آب از لب دریا بخشید
تبسم در قیامت تا چہ پیش آرند ترکان را
صبح شب فراق ہوئی مار و آہ مین
ہر غنچہ لب اراکہ سے گویا ہزار مین
تن جان سی تنگ آیا ہی جان تن سی تنگ ہے
مجکو آتا ہے بار بار افسوس
ہو گئی خواب نوبہار افسوس
مر گیا وہ گناہگار افسوس
مین رہا وقف انتظار افسوس
دم مین ہوا سے گلشن عالم بدل گئی
شاید ہوا سے گلشن عالم بدل گئی
جان آرزو سے خلد مین تن سی نکل گئی
سبزہ مین اوسکے ساتھ طبیعت بہل گئی
وان گئے رات بن بلائے آپ
رخ جو وہ بام پر دکھائے آپ
یون دل و دیدہ مین سمائے آپ
آپکا لطف و کرم دیکھ لیا
بچشم خود جو دیکھا تو اک مینا ہی خالی ہی
خنجر میان مین ہے کہ بجلی سحاب مین
تڑپ کر ہجر جانان مین سحر کی

پھرا ہون سرکی پل کو گئے صنم مین
سہت لی زلف سے پل کی شب وصل
خاک بھی لطف زندگی نہ ملا

اداے یار سے انداز مین کیا دلکو بھائی
لبھاتا ہی دل عشاق کو سو سو کرشمہ سے

ہوا خون حسرت دیدار مین دل ہی نہین تنہا
جواب نامہ میرے بعد بھیجا تمنے لا حاصل
ٹپا گھر بیٹھے سودا جذب الفت سے زلیخا کا
نہ آئی بات تک بھی منہ پہ عیب حسن جانان
تلاش یار مین اک عمر بھٹکے کوہ و صحرا تک

دم لبون پر ہے جان آنکھون مین
کھو گیا کوئے دلربا مین نظام
ریل پر یار آئے گا شاید
خون ہین ارمان تیرے بسمل کے
آگئے ہو غیرون سے اب ہل کے
بات کی بات مین گذر ہی شب وصل
سخت جان مین ہون ادھر وہ نازک
اشک حسرت دیدۂ دل سے ہین جاری اندنون
آئی ہے کس دھوم سے باد بہاری اندنون
ولولہ مین عشق کے برباد ہی ناموس و ننگ
کس کا تھا انتظار ساری رات
روتے ہین پھوٹ پھوٹ کر شب ہجر
شب فرقت یہ روئی شمع لسوز

سب اپنی عمر مین نے یون بسر کی
قسم کھائی جو مین نے اونکی سر کی
آرزو جی مین ہو وہ جی نہ ملا
دل خود رفتہ لیتا ہی طبیعت لوٹ جاتی ہے
نظر سو تا فلون کو ناز سے ہمراہ لاتی ہے
سر ہی بخت جگر تاک دیدۂ خونبار مین آئے
پیام وصل اغیارون کو پیہم تار مین آئے
خریداران یوسف کیلیے بازار مین آئے
نہ اردن سوچ کر مضمون ہم دربار مین آئے
اوٹھا کر گردش تقدیر کوئے یار مین آئے
عاشق اسکے انتظار مین ہے
لوگ کہتے ہین مار وار مین ہے
مژدۂ وصل آج تار مین ہے
بہ گئے آنکھ سے ٹکڑے دل کے
خاک ارمان نکالون دل کے
حوصلے خاک نہ نکلے دل کے
زور کرتے ہین عبث پل پل کے
کیا طوفان کر رہی ہے اشکباری اندنون
گلے خون کی روز جاتی ہی سواری اندنون
بڑھ گئی حد سے زیادہ بیقراری اندنون
دل رہا بیقرار ساری رات
دیدۂ اشکبار ساری رات
کہ تر اشکون سے دامان لگن تھا

آنہا کہ از قیام قیامت بپا کنند
از لطف زبان خویش چرا آشنا کنند

کیا قیامت ہے نہ وہ بام پہ سوتے شب بھر
چشم انجم سے کرے چرخ نظارے افسوس

دیوار تن کو دیکھ کے رعنا یقین ہوا
بس درمیان ہی ہے عدم اور وجود مین

موسم بدل گیا ہے ہوا خوشگوار ہے
مرغون مین چہچہے ہین چمن مین بہار ہے

یاد مژگان کو تیر سے صحرا مین
خلش خار مغیلان سے سمجھے

زندہ در گور رہے فرقت مین
شہر کو گور غریبان سے سمجھے

شمع کو جسم بتان روسے روشن
دود کو زلف پریشان سے سمجھے

مال دنیا کو نہ مطلق جانا
خوب مردان غلیظان سے سمجھے

صورت یوسف کے منظر ہوائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

مبتلا ہوکر یہ صورت نا ہو جائے فریب
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

مسی اور رنگ سا گلوری سے گویا
دہان پر ہی غنچہ زعفران ہے

مخمس غزل رند

ناخدا ترس نہین تجکو خیال بلبل
بیوفا دیکھہ نہ پڑ جاسے کہین وبال بلبل
دل پھٹا جاتا ہے سن سن کی مقال بلبل
غیر ہے حسرت گلزار سے حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

۲
دیکھہ کر غیر کا غم ہوتا ہون مین بھی غمگین
صدمہ گذرا کبھی دیکھا جو کسی دل کو حزین
منع گل توڑنے سے مین تجھی کرتا تو نہین
مین چلا جاؤن تو گل توڑ لیو تو اے گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

۳
گل کے اوراق تو گلشن مین کرونگا مین بہم
ہوگا لالے کی سیاہی مین بھی آب شبنم
جمع کر لونگا سر دست مین سامان رقم
شاخ گل ہاتھ لگی تو تراشونگا قلم
آج لکھنی ہے مجھے صورت حال بلبل

۴
گل مین شبنم ہے کہ مے سے ہے بھرا ساغر مے
رنگ دکھلاتی ہے اپنا ہی گلستان مین جو شے

آتی جاتی ہے نسیم سحری پے در پے — فصل گل آئی ہے کیا پھولی ہوئی پھرتی ہے
دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل

۶
جس طرف دیکھو سراسر ہے گلستان تاراج — زلف سنبل ہے پریشان نہیں قابو میں مزاج
مرگ عاشق کو ہے معشوق کے آگے معراج — گل ہیں مصروف نزاد اور یونہیں پھول ہیں لج
سو گیا سنتے ہیں گلشن میں جمال بلبل

۷
گر نہیں شکل میں سیرت میں بشر ہے بخدا — قیس و فرہاد سے کے لکھا ہے برابر حلیا
میں نے خود محکمۂ عشق میں جا کر دیکھا — داخل طبق عشاق ہے چہرہ اوسکا
لکھے ہیں دفتر گل میں خط و خال بلبل

ایک مدت سے تری قید میں وہ ہے غمگین — اکثر آ آ گئی ہے منھ کو یہ بھی جان حزین
بے پروں پر تو ذرا رحم کیا کر بے دین — کچھ خبر ہے تجھے صیاد ستمگر کہ نہیں
جھڑ گئے کنج قفس میں پر و بال بلبل

۸
برگ گل اوڑ گئے صرصر کا ہوا یہ طوفان — غنچے پژمردہ ہیں اشجار ہیں سارے عریان
ہم صفیروں کی ہے اب نغمہ سرائی وہ کہاں — باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل

۹
قول رعنا ہے جو الفت میں بہکتے ہیں رند — روتے ہیں شیخ بھی سر پھوڑ کے اب ہنستے ہیں رند
دم بدم اشک مری آنکھوں سے کیوں بہتے ہیں رند — عشق کیا چیز ہے معشوق کسی کہتے ہیں رند
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

خمسہ بر غزل ایضاً

۱
بتاؤں کن فصل بہاری کا کیا نشان صیاد — نہ دیکھا ایک نظر میں نے بوستان صیاد
لے آیا طفلی ہی میں مجکو تو یہان صیاد — کھلی ہے کنج قفس میں زبان مری صیاد
میں ماجرائے چمن کیا کروں بیان صیاد

۲
چلو چمن سے اب اے بلبلو برائے خدا — جیے تو کھائیں گے اگلی برس چمن کی ہوا
قیام خوب نہیں ہے کہ میں نے آپ سنا — میں کھینچوں دام میں بلبل تو آشیانہ جلا

بہم یہ مشورہ کرتے ہیں باغبان صیاد

یہ میں نے مانا کہ فرصت نہ تجھے ہوگی [illegible] | لیگا ہاتھوں کو سچتائیگا تو رو رو کے
ہیں جب تلک میں یہاں کچھ نہیں ہے قدر تجھے | کریگا یاد مرے زمزموں کو بعد مرے

ہوں چند روز ترے گھر میں میہمان صیاد

ہوا بہار میں گلشن تو روبرو پامال | سنے ہے ہم صفیروں کی دوری کا او سخت ملال
شفیق ہو کے اگر پوچھے تو مرا احوال | سناؤں واقعہ اپنا تجھے تمام و کمال

جو کان دھر کے سنے میری داستان صیاد

۵
خدا کا خوف کر اتنا نہیں ہے ظلم روا | کہ آب و دانہ کئی روز سے نہیں پایا
یہ سب ہے زبان میں قیامت نہ کر دیں برپا | ستم زیادہ نہ کر حکم دے رہائی کا

ہزار سے ہیں گرفتار الامان صیاد

۶
فصیح سب کے ورق میں مرے بیاں ہیں مضمون | بھرے ہیں دل میں ہزاروں ہی سحر کے مضمون
مرے کلام میں سو سو طرح کے ہیں افسون | نہ ہونگا بند قفس میں تبھی میں وہ بلبل ہوں

ہزار تجکو سناؤنگا داستان صیاد

۷
میں ہم صفیروں کو بھی اب نہیں بلاؤنگا | اور آشیانہ بھی اپنا قفس میں چھاؤنگا
پھڑکنا دور ہے پر تک نہیں ہلاؤنگا | در قفس بھی کھلے گا تو اب نہ جاؤنگا

یقین نہ ہووے تو کر میرا امتحان صیاد

۸
ستم کیے ہیں تو نے کرم سمجھے بار ہا جو جو | وہ نقش سنگ کی صورت ہیں کالنقش اب تو
اسیر دام محبت ہوں اب تو جو کچھ ہو | رہا بھی ہو سکے نہ بھولوں کا حق خدمت کو

ادا سے شکر کرونگا میں ہر زمان صیاد

۹
نہ تجھے ہیں باغ میں ہر ایک سمت دام بلا | ہر اک درخت میں پھندی لگی ہیں سرتاپا
بہار تک ہے جو صیاد کا یہی شیوا | چمن میں بلبل و قمری کا پر نہ چھوڑیگا

رہا جب آٹھ پہر گھات میں نہان صیاد

۱۰
تمام قید کے دن رنج و فکر میں کاٹے | ہزار رنج سہے اور لاکھ صدمے رہے

خدا کا شکر ہے سختی کے دن ہوئے پورے | قفس پہ سجنے لگا اب تو ہار پھولوں کی

ہزار شکر ہوا مجھ پہ مہربان صیاد

۱۱

پھنسایا مجکو فقط حیلہ و بہانہ سے | دکھایا دام مجھے لطف جاودانہ سے
ستایا سخت مجھے گردش زمانہ نے | دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانہ نے

وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد

۱۲

ہے آشکار جو بلبل کو گل سے الفت ہے | یہ مست ناز ہے الفت میں اوسکو حسرت ہے
لگا کے کان ذرا سن جو تجکو فرصت ہے | عجیب قصہ عجیب اک حکایت ہے

سناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

۱۳

جو میں بلاؤں تو پانی مجھے پلاتا ہے | جو سر کو ٹیکوں تو دانہ منگاتا ہے
ملول پا کے گلوں سے قفس کو چھپاتا ہے | اداس دیکھ کے مجکو چمن دکھاتا ہے

کبھی برس میں ہوا ہے مزاج دان صیاد

۱۴

بہار عمر کے سب دن قفس ہی میں کٹے | نہ ہم صفیر ہے کوئی جو بچھڑ کون اوسکے لیے
نہ اب وہ دل ہے کہ شوق چمن ذرا ہو مجھے | رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے

قفس سے اوڑ کے میں اب جاؤنگا کہاں صیاد

۱۵

تڑپ تڑپ کے یقین تھا کہ جان جائیگی | مگر قفس میں جو قسمت نے یاوری بخشی
یہ میرے نالوں نے تاثیر دل میں پیدا کی | عزیز رکھتا ہے کرتا ہے خاطریں میری

ملا ہے خوبی قسمت سے قدردان صیاد

۱۶

بنا کے پہلے تو برباد آشیانہ کی | چمن سے پھینک دیا اکدن قفس کو بھی
خدا ہی جانے کہ رکھتا تھا دشمنی کیسی | چمن میں رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی

خدا کرے یونہی ہو جاوے بے نشان صیاد

۱۷

کہ میں نے اطاعت پہ باندھی ہے اب تو | پھڑکتا بھی نہیں کنج قفس میں میں یارو
خیال اپنے نگہبان کا ہو تو ایسا ہو | میں جھانکتا نہیں چاک قفس سے بھی گل کو

نہ ہووے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

ہین صاف دام ہی معلوم سب گل و سنبل
یہ ہمصفیرون کا دیوار باغ پر ہے غل
بنا ہے خانۂ صیاد اب چمن تواب بالکل
نکالیو نہ قدم آشیان سے اے بلبل
لگا کے بیٹھے ہین پھندے جہان نہان صیاد

۱۹
یہ ہمصفیرون کی فرقت کا غم نہ قید کا ڈر
مین اسمین رہتا ہون جیسے اک [illegible]
نہین ہے [illegible] اپنے غم و رنج پر کسی کو نظر
[illegible]
زبان دراز ہوا ہون مین اور بند زبان صیاد

۲۰
کوئی بھی چھاتی پہ بسمل کے سنا ہے ٹھہرتا ہے
قفس کو باندہ کر ایسا ہی شاک گذرتا ہے
کوئی بھی کرے ستم [illegible] کرتا ہے
[illegible] ظالم جو بیداد کرتا ہے
قفس کو لیکے مین اوڑجاؤنگا کہان صیاد

۲۱
مین ایک گلشن جنت کا ہون ہزار اے رند
کہین مین بڑہ کے تھا رعنا سی شیوا اے رند
سونے ہین تجھی صحبت گل مجکو ناگوار اے رند
فریب دانہ نہ کھاتا مین زینہار اے رند
نکرتا دام کو گر خاک مین نہان صیاد

خمسہ بر غزل نواب خاص محل صاحبہ بیگم حضرت شاہ اودہ

۱
حیف ہے عاشق بیچارہ کا چارا نکیا
آنا دم بھر بھی عیادت کو گوارا نکیا
رحم بیمار محبت پہ خدارا نکیا
اپنے بیمار کا اک روز نظارا نکیا
او مسیحا کبھی بالین پہ گذارا نکیا

۲
مال و جاہ و حشم و عزت و ناموس و حیا
جز غم و درد کے باقی نہین اب کچھ ہملا
دین و ایمان و دل و جان سب کو کیا تجھپہ فدا
کر دیا نذر ترے پاس ہمارے جو تھا
ایک دل رکھتے تھے سو اوسکو بھی پیارا نکیا

۳
خوب غیرون کی ملاقات سے دل شاد کیا
کیا قیامت کا ستم اوستم ایجاد کیا
بھولکر بھی نہ کبھی تمنے ہمین یاد کیا
رات کو غیر کے پہلو کو تو آباد کیا
جاے انصاف ہے کچھ پاس ہمارا نکیا

دام کاکل مین نہین کون پھنسا اے قاتل ہے کمند دل و جان زلف رسا اے قاتل
آفت جان جہان تو ہی بنا اے قاتل تیر مژگان سے ترے کون بچا اے قاتل
خنجر ابرو سے کس دلکو دو پار انکیا

۵
جیتے جی خیر حیا کی تو بجا کی تو نے حیف ہے کہ تجھے پس مرگ دغا کی تو نے
بیوفا خوب مرے ساتھ وفا کی تو نے شرط الفت کی یہی تھی جو ادا کی تو نے
بھول کر بھی کبھی بالین پہ گذار انکیا

۶
ساری خلقت سے شرف بڑہ کے کسیکو جو ہو ہے خبر مخبر صادق سے سفر یارو
سجدہ آدم کو ملائک نے کیا ہے دیکھو شرف اسواسطے خالق نے دیا آدم کو
مثل ہر شخص کا پیدا جو دوبار انکیا

۷
یہ تو ظاہر ہے کہ جو شے ہے جہان مین ہے عدم عیش کا نام نہین غیر غم و رنج و الم
عقل رعنا کی ہے اس بات مین حیران ہر دم رنگ عالم کے بہت دیکھ چکے ہو عالم
کیا سبب تمنے جو عالم سے کنارا نکیا

خمسہ بر غزل ایضاً

۱
نکالی منہ سے نہ مین نے کبھی صدا صیاد لگی چمن کی نہ گل کی مجھے ہوا صیاد
مین پوچھتا ہون ہوا مجھسے کیون خفا صیاد کیا جو قید قفس سے مجھے رہا صیاد
بتا دے کونسی مجھسے ہوئی خطا صیاد

۲
مرے حضور نہ طوطی ہند ہو گویا نہین ہے بلبل شیراز کا بھی کچھ رتبا
مقر ہے طائر سدرہ مری طلاقت کا وہ عندلیب ہون باغ جہان مین ہی شہرا
چمن مین پو سے بچھا جا کر مرا پتا صیاد

۳
قفس مین کیون ہدف تیر غم بناتا ہے خدا کا خوف بھی تجھکو نہین کچھ آتا ہے
ستم ہی جان حزین پر جو تجھکو بھاتا ہے دکھا کے سیر گلستان عبث ستاتا ہے
قفس ہی مین مری تجویز کر سزا صیاد

رہائی دے کے مری دیکھ لی وفا تا زیست | کرونگا شکر عنایت میں مبتلا تا زیست
کیا کرونگا ہر اک جا تری ثنا تا زیست | رہائی دے تو میں ممنون رہوں ترا تا زیست
چمن کی کھاؤں کوئی روز پھر ہوا صیاد

٥
چمن کے دید کی تہمت عبث لگاتا ہے | قفس پہ کاٹ کے پر دام کو بچھاتا ہے
یہ بے پروں پہ تجھے جور کیوں خوش آتا ہے | قفس میں قید جو کر کے مجھے ستاتا ہے
تجھے بھی جور کی دیگا خدا سزا صیاد

٦
میں ایک تازہ گرفتار ہوں چمن سے جدا | قفس کو دیکھ کے کیونکر گھٹے نہ دم میرا
کسیکا ڈر اسے نہ بیر جسم سے خدا پالا | پھنسا جو دام میں آکر کبھی نہ وہ رہا
سنا کے مجکو یہ کہتا ہے برملا صیاد

٧
وہ بیقرار ہے رعنا کی طرح اب غم سے | رواں ہیں شوق میں اشک اسکی چشم پرنم سے
نجات ایک گھڑی بھی نہیں ہے ماتم سے | ملائیگا جو تو اوس گل کو آج عالم سے
ملے گی حشر میں اسکی تجھے جزا صیاد

مخمس بر غزل رند

١
پاس صیاد کے اللہ نہ ڈالے بلبل | دشمنوں کو نکرے اوسکے حوالے بلبل
گل کا گر لطف اوٹھانا ہے اوٹھالے بلبل | دیدہ گل کے تجھے پڑ جائیں گے لالے بلبل
پڑ گئی جب کسی صیاد کے پالے بلبل

٢
نہیں معلوم یہاں جی بھی لگے یا نہ لگے | ہے خزاں فصل بہاری سے چمن میں پہلے
نجدا جان کے پڑ جاتے ہیں لالے پیچھے | پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رہکر چندے
آشیاں کی تو ابھی طرح نہ ڈالے بلبل

٣
جانا لازم نہیں جب تک نہ مکاں میں ہو مکیں | مجکو زنہار گوارا نہیں بلبل ہو حزیں
میں تو گلگشت کروں رشک سے وہ ہو غمگیں | بے اجازت میں قدم باغ میں دھرنے کا نہیں
مجھسے دیکھا نہیں جائیگا ملال بلبل

فصل گل میں جو عنادل کو کریگا غمگین
ہمصفیران چمن تجھکو کرینگے نفرین
پاس خاطر تجھے لازم ہے مناسب یہ نہیں
دست انداز نشو گل پہ ابھی اسے گلچین
صبر کر صبر ذرا باغ سے جانے بلبل

۵
ایک مدت سے ہے گلزار میں تیرا بستر
صحبت گل بھی میسر ہے تجھے آٹھ پہر
مجکو افسوس ہے اس بات کا ہے سوں سخن شدر
کسطرف جائیگی بر داشتہ خاطر ہو کر
باغ کیوں کر لی ہے گلچین کے حوالے بلبل

۶
قید بیرحم سے کر شکر رہائی پائی
ہمصفیروں سے نکر شکوۂ بے پروائی
بیخبر انکی دعا تجکو یہانتک لائی
باغ تک خانۂ صیاد سے اڑکر آئی
بار سے پھر تو نے یہ دو بال سنبھالے بلبل

۷
پھرتے ہیں گھات میں صیاد کئی پے در پے
شکر کر ہو رہ گلزار اگر خیر سے طے
ہمصفیروں کی نہیں بند سے بہتر کوئی شے
دام میں پھنسکے نکلنا ترا ممکن ہے
تا بمقدور یہ دو بال ہلا لے بلبل

۸
حق بجانب ہے نہیں قول یہ رعنا کا فضول
مختصر کہہ یا بہتر نہیں اس بات میں طول
طور سے کہنہ ہے وہ بات میں جھڑتے ہیں پھول
چپکے رہنے نہ کریگا تو ابھی جائیگی بھول
کہدے گلچیں کہ زباں اپنی سنبھالے بلبل

مخمس غزل آتش

۱
گر صبا آمد ہے تو گلشن سے دیوان بہار
آ سکینگے بلقیس اب بن بن کی مہمان بہار
کیوں نہو گلزار عالم میں یہ سامان بہار
حکمرانی پہ ہے اسپیل سلیمان بہار
عشق پیچاں بنگیا طغرا سے فرمان بہار

۲
وہ چمن جاں ہیں مرغ خوش الحان بہار
دامن گل ہے نظر میں چاک دامان بہار
سے چمن سے شاق یہ ناز عروسان بہار
زخم خنداں یار بھی ہے رو کش خندان بہار
تیرباراں بلا ہے تجکو باران بہار

ہے بہار اک شکل زیبا دیکھکر پہچانیے
دل مین چہرے کی عوض سورج مکھی کو ٹھانیے
غنچہ ہے گویا دہن اور سرو ہی قد مانیے
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

دھوپ سے مرجھائین جھونکون سے جھکین پایا
قطرۂ شبنم سے اور باد بہاری سے ہون وا
اور کیا پھبتی کہے اپنی مرا ذہن رسا
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
ہے سواران چمن مین سرو میدان بہار

باغ عالم مین تو ہے مہمان نوازی کا چلن
خندہ پیشانی سے پیش آتی ہین ارباب وطن
لائے ہین ناخواندہ مہمان جان ماتھی شکن
کیا سمجھکر روندتے ہین مجھکو سیاح چمن
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

راز حکمت دیکھیے بلبل کی ہزارون ہین نہان
باغ عالم مین ارسطو سے بھی بڑھکر ہین یگان
قول آتش کب ہے قول بوعلی سے کم بیان
آ کے بیٹھے ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار

سر بہار گلشن خلاق عالم پیش نظر
دیکھ لے باغ جہان مین کیسے کیسے ہین شجر
چشم بینا چاہیے قدرت ہے اوسکی جلوہ گر
روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
لالۂ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار

ناپسند خلق ہون برق غضب ہون قہر مین
گردش تقدیر سے ہون گرداب بنکر نہر مین
قول رعنا ٹھیک ہے مشہور ہر اک شہر مین
نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین
ہے سزاوار چمن آتش نہ شایان بہار

خمسہ بر غزل خود مصنف

ہر سیر آئے ہین سب مشتاق و خواہان بہار
سب سے بڑھکر آج گل ہے شوکت و شان بہار
جمع ہین سب ساز و سامان تھے جو شایان بہار
گل کھلے ہین موسم گل مین ہے سامان بہار
عندلیبون کو ہے لازم شکر احسان بہار

اب گئی فصل خزان تھا جسکے ہاتھون دل دو نیم
فیض ہونچی جس سے کیا خاطر مین اوسکی خوف و بیم
موسم گل نے کیا گلزار کو باغ نعیم
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
طشت گل مین دھوئے شبنم پای مہمان بہار

آئی ہے فصل بہاری ہر چمن ہے میکدا
غنچہ ہے مثل سبو اسمین نہین ہے شک ذرا
سرو ہین یا شیشہ ہاے مے دھرے ہین جابجا
گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم تو ساقی ہے صبا
میکدہ ہے صحن گلشن بوستان بہار

فصل گل آئی بڑھا جوش جنون کیونکر نہون
بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا جوش جنون کیونکر نہون
ہو گیا حد سے سوا جوش جنون کیونکر نہون
جوش مستی ہے سوا جوش جنون کیونکر نہون
نشتر فصاد کا سنتے ہین مرغان بہار

فصل گل ہے مظہر انوار صنعت ہی چمن
لائق نظارہ اہل بصیرت ہے چمن
نام غم جس جا نہین وہ جاے عشرت ہے چمن
رقص کبک و نغمہ بلبل سے جنت ہے چمن
نرگس و گل کا لقب ہے حور و غلمان بہار

وضع عیارانہ ہے بیگانہ ہین اور دلربا
اپنے آشفتہ کی خاطر تک نہین انکو ذرا
وہ گل رعنا ہین یہ جنمین نہین بوے وفا
چٹکیون مین بلبلون کو غنچے دیتے ہین اوڑا
ہین غضب طرار و شوخ و شنگ طفلان بہار

فصل گل ہے شک نہین شمشاد کی جوبن مین آج
گل شگفتہ کیون نہون زر رکھتے ہین دامن مین آج
کیا بیان ہو جو ادراہٹ ہے گل سوسن مین آج
دوڑ ہے باد صبا کا ہر روش گلشن مین آج
تختہ گلشن بنا ہے تخت سلطان بہار

باغ سے صحرا تلک صحرا سے تا کوہسار
برگ گل تک سرخ باغ دھر مین ہین تابچار
رحمت عالم ہوئی کیا سرو ہے باد بہار
آج کل فصل بہاری نے دیا ہے اشتہار
پھول پھل کیا خار تک ہے زیر فرمان بہار

کثرت گل سے بڑھا باد بہاری کا غرور
دامن دشت قیامت بھی کرے ہے اسکو قصور
راستہ ملتا نہین صحن چمن مین دور دور
خرمن گل ہر روش ہے اور وہ پھر بھی وفور

عرص کا دامن بنا ہے آج دامان بہار

خوف بیگانہ نہیں اور ہو نہ کچھ رشک رقیب
بلبلوں کو واسطے یہ فصل گل بھی ہے عجیب
شل جنت باغ میں باہم ہیں عشاق و حبیب
عندلیبوں کو گلوں سے ہے ہم آغوشی نصیب
وصل اب پروا سطہ ہے ہر مرغان بہار

کوچ گلشن سے خزان کا ہے چمن میں جابجا
چہچہانا عندلیبوں کا نہیں بے فائدا
ہے مبارکباد کی مرغان گلشن میں صدا
مژدۂ فصل بہاری لایا ہے پیک صبا
بول بالا ہے چمن میں شور مرغان بہار

توبۂ بیوقت سے ہے ناک میں رعشا کا دم
جان وایمان پر کیا ہے سخت تر اس نے ستم
بزم حیرت ہے جہان اب مجکو بے روئی صنم
فصل گل میں توبہ کرنے سے ہے رعشا کو الم
ہوں اسی خوف و رجا میں اک میں حیران بہار

خمسہ بر غزل مرزا محمد اکبر خان خاور سیستانی

ہے اب آرائش سے رشک خلد ایوان بہار
ہر روش پر تختۂ گلزار ہے خوان بہار
بلبلیں کیونکر نہوں مشتاق سامان بہار
نوجوانان چمن ہیں آج مہمان بہار
اوج پر ہے اندنوں کیا مثل شان بہار

گل خون کی طرح سے ہے پھولوں میں شان دلبری
کم نہیں خورشید رو سے باغ میں سورج مکھی
نرگس گلزار دکھلاتی ہے سحر سامری
نرگسی آنکھیں دکھا کر جان کی گاہک ہوئی
نکلے سنبل دل کو لینے زلف پیچان بہار

رشک طوبے قد ہے نرگس آنکھ پر کرتی ہے صاد
زلف و رخ تو سنبل و گل خلد کی دیتے ہیں داد
دیکھکر تجکو نہیں ہے قد سروں کو خلد یاد
تجکو وہ جوبن دیا ہے حق نے ای نخل مراد
تجھ پہ ہے قربان بہار اور سبزہ قربان بہار

ہے عروس باغ پر کیسا جوبن اندنوں
حسن پر لالہ ہے رونق پر ہے سوسن اندنوں
پھرتے پھولوں کے چراغ اساہیں روشن اندنوں
یوسفستان ہو رہا ہے صحن گلشن اندنوں

طفل مکتب ہوگا وہ جسکے سامنے روح الامین
دیکھ لیگا گر یہی صحبت رہی اسے ہمنشین
ہوینگے رضوان سے خیابِ گلزار سے بھی نکتہ چین
لب تو وا ہو لین ذرا طفلان بستان کہین
روشن آنکھین کر رہا ہے سیر کنان بہار

سبز ہین ہر جا بجا سرسبز عالم باغ باغ
ہین جو افسردہ وہ نہین ہو مژدۂ عیش و فراغ
ہے دل رضوان مین رشکِ گلشن ہستی کا داغ
پھاند کر دیوار بوسے گل کرینگی تر دماغ
شیخ سعدی کو پڑھائینگے گلستان بہار

فصل گل بدلے خزان سے ہجر مین بد شگون
پرسشِ سودا سے نہایت حال میرا ہے زبون
پھول جاتی ہین چمن سے دل ہوا جاتا ہے خون
دھجیان یون خوب ہین لیکن چمن مین ای جنون
ہاتھ اگر آسکے جیب مین تکو دامان بہار

فصل گل ہے بوستان کا قصد اکثر کیجیے
دل نہین تو وقت شب سیر گل تر کیجیے
بلبلون پہ مہربانی بندہ پرور کیجیے
عارضِ تابان سے گلشن کو منور کیجیے
آپ کو کہتے ہین سب شمع شبستان بہار

زر کیف گلزار عالم مین ہے ہر گل کا ظہور
دھوم بازار جہان مین گل کی ہونی ہے ضرور
نقدِ گل لیجائینگے گلچین چمن سے دور دور
صحن گلشن مین جو یون ہی ہے زر گل کا وفور
خوب گلچھرے اوڑائینگے جوانان بہار

میکدہ گلشن ہے گلچین جیسے مسرور ہین
بادہ نوشان بہاری نشہ مین اب چور ہین
پھول جام مے ہین غنچے دانۂ انگور ہین
بادۂ شبنم سے نرگس کے قدح معمور ہین
ہر روش پر جھومتے پھرتے ہین مستان بہار

طائر جان ہجر مین اب مائل پرواز ہے
وادی محشر کا صحن باغ مین انداز ہے
ہر رخ گلبرگ سے چمن ہے کون یان دمساز ہے
صوت بلبل نے تمہاری صور کی آواز ہے
شور محشر سے نہین کم شور مرغان بہار

فصل گل کو لائی ہے اب کھینچ کر حب الوطن +
تیری خاطر جمع ہے سامان برای رشک چمن

خدا گر روز محشر بھی دکھا دے
اوٹھا سکے نہ اوٹھونگا کسی کے
در دولت سرا ہے اور میں ہوں

۴
نہ دشمن کا بھی یہ حال زبون ہو
نہ سہے سہہ رو نے غمخوار اپنو
گزرتی ہے جو مجھپر کچھ نہ پوچھو
غم جانان ہے کافی دل لگی کو
یہی مونس مرا ہے اور میں ہوں

۵
مجھے کب تیرہ بختی کا گلا ہے
خیال کاکل و زلف رسا ہے
یہی جنجال قسمت میں لکھا ہے
شب فرقت میں سودا زلف کا ہے
یہی کالی بلا ہے اور میں ہوں

۶
پھرا یہ عشق میں مجھسے مقدر
بنایا کاہ سے بھی مجھکو لاغر
ہوا جب خاک میں ملکر برابر
اوڑایا ضعف نے مجھکو ہوا پر
بگولا ہے ہوا ہے اور میں ہوں

۷
ہوے جب شافع عصیان پیمبر
تو روز عید ہے پھر روز محشر
سخن رعنا کا سن مسرور ہوکر
قیامت کا صنم ہرگز نہیں ڈر
نبی حامی مرا ہے اور میں ہوں

خمسہ بر غزل حافظ

۱
در رہ عشق کہ اول رہ بیگانہ زدند
آتش از شمع گرفتند و بہ پروانہ زدند
بانگ بر خلق کہ از مشرب رندانہ زدند
دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند
گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

۲
کوی جانان میں عجب ہے کہ چہرہ پہ بہبوت
خاکساری مری معراج ہے بہر لاہوت
کل سے حیرت سے ہی اسواسطے ہے مجکو سکوت
ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت
با من خاک نشین ساغر مستانہ زدند

۳
سیلے اک عمر جو منظور رہا اوسکو فساد
خانہ عیش رہا اسلیے میرا برباد

دن پھر سے میرے تو پھر اوسنے کیا مجھکو یاد　　شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد

حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند

۴

ایسا انصاف ہی عالم مین نہ دیکھا اور نہ شنید　　صاف افلاک سے ہی تا بزمین فرق بعید

سب پہ جیسے جان کی دشوار ہوا امر شدید　　آسمان بار امانت نتوانست کشید

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

۵

آبرو سب لے اڑی مین کبھی رکھتا نہین شمع　　بوالہوس کو نہین حاصل ہی جہان مین [illegible]

کیون نہو عاشق صادق کے لیے خاطر جمع　　آتش آن نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع

آتش آنست کہ بر خرمن پروانہ زدند

۶

گرچہ بے عشق کا نہین آج زمانے مین جواب　　لاجواب اوسکو کہون مین تو یہ ہی عین صواب

پر یہ انصاف کی ہی بات فہیمونکو حساب　　کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشہ نقاب

تا سر زلف عروسان سخن شانہ زدند

خمسہ بر غزل مضطر

۱

نہین وہ لن ترانی یاد تجکو بیخبر کہنا　　جلا دل سوز غم مین طور سے بھی بیشتر کہنا

براے بوتراب اوس سے یہ قصہ سر بسر کہنا　　مرا اوس شعلہ رو سے نامہ بر سوز جگر کہنا

ہوا ہون خاک جلکر اور نہین تجکو خبر کہنا

۲

کسی ڈھب سے یہ اوس پردہ نشین سے نامہ بر کہنا　　جگر کے پار سے دلبر ہوا تیر نظر کہنا

لگا مرہم تو پہونچا اور زخمون کو ضرر کہنا　　ب ان طائر بسمل طپان ہون خاک پر کہنا

ہوا ہی ناوک بیداد سے ٹکڑے جگر کہنا

۳

طریق عشقبازی سے نہین ہم بیخبر کہنا　　رہا کرتے ہین پیش تیغ غم سینہ سپر کہنا

کفن سر پر لپیٹے پھرتے ہین شام و سحر کہنا　　جو کھینچی ہے ہماری قتل پہ تیغ دو سر کہنا

کرینگے ہم بھی آب تیغ ہی سے حلق تر کہنا

۴

نہین امید کچہ ایسی مرض کی ہوگئی شدت　　مسیحا کہ گئے بیمار غم کو ہو چکی صحت

نہ ماری ناتوانی کے رہی اوٹھنے کی اب طاقت
تب غم نے تری یاں تک تو پہونچائی مری حالت
کہ پہلے درد سر تھا اب ہوا درد جگر کہنا

رواں ہو کوے جاناں کو مبارک ہو سفر قاصد
ٹھہرنا راہ میں مطلق نہ تو شام و سحر قاصد
حضور یار میں کہنا مرا درد جگر قاصد
کہے وہ ہوشگافی حال کی میری اگر قاصد
نہ رکھنا فرق کچھ تو بھی سر مو سر بسر کہنا

محبت میں تو رعنا جان دینے سے نہو باہر
لہو کا اوسکے تو پیاسا ہو پھیرے حلق پر خنجر
بھلا انصاف کی یہ بات ہے کوئی ستم پرور
نہیں راہ وفا سے منحرف مضطر مگر اسیر
نہیں راہ جفا سے باز تو اے فتنہ گر کہنا

۱۴ خمسہ بر غزل نواب خاص محل صاحبہ شاہ اودھ ۴

غیروں کو تمنے ہمیشہ ہنسایا تو کیا ہوا
صدمہ پہ صدمہ ہمنے اوٹھایا تو کیا ہوا
بیگانہ وار ہمکو بھلایا تو کیا ہوا
محفل میں مثل شمع رولایا تو کیا ہوا
ہم غمزدوں کو تمنے جلایا تو کیا ہوا

معشوق بیوفا ہیں بہت آزمائے ہیں
عاشق خدا نے عاجز و مسکین بنائے ہیں
یہ غمزدے تو روز ازل کے ستائے ہیں
عاشق سلف سے ظلم اوٹھاتے ہی آئے ہیں
ہمنے تمہارا ظلم اوٹھایا تو کیا ہوا

ساقی کو اپنے حسن ملاحت کا ہے غرور
پر رکھیے اس خیال کو وہ دل سے اپنے دور
نشے میں عشق ساقی کوثر کے ہو نہیں چور
اوس چشم مست کا مری آنکھوں میں ہے سرور
ساقی نے جام سے نہ پلایا تو کیا ہوا

قاصد جواب خط نہ پھرا لیکے آج تک
تا حال ہمنے زیست بسر کی بلک بلک
پھر جذب دل کو عشق نے آخر کو دی کمک
دل کی کشش سے کھینچ کے لائے ہیں یاں تلک
قاصد جواب یار نہ لایا تو کیا ہوا

خمسہ بر غزل حضرت ظفر بہادر شاہ

یا نہ مجھے وحشی و دیوانہ بنایا ہوتا
یا نہ مجھے عاقل و فرزانہ بنایا ہوتا
یا مجھے سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا
یا نہ مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

نور سے تو نے فرشتوں کو بنایا پہلے
بعد از ان نار سے جن تو نے بنائے سارے
میری خلقت بھی جو منظور تھی پیچھے سب کے
خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا

ہے پریشانی میں جمعیتِ دل ناممکن
رنجشِ زلف سے دل بیتاب ہے ہر شب ہر دن
کافرِ عشق سہی گو نہ بنایا مومن
دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلفِ مشکیں کا ترے شانہ بنایا ہوتا

کاسۂ دل تھا مئے عشق کے پینے کے لیے
رہی حسرت ہی مگر جورِ ساقی سے
دیکھا اسے پیرِ مغاں ظرف کو تیری میں نے
تھا جلانا ہی اگر دوریِ ساقی سے مجھے
تو چراغِ درِ میخانہ بنایا ہوتا

ہوں میں سرمستِ مئے ناب حقیقت یارو
قلقلِ شیشہ نہ ساغر کہیں میرا قلقل ہو
ہو گئے نشہ بھرن ساقیِ کوثر سے کہو
نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھ کو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

خانہ برباد کوئی کوئی پریشاں مضطر
کوئی حیران کوئی مغموم ہے کوئی ششدر
کوسِ رحلت کی صدا آتی ہے بس اٹھ پہر
روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفر
ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

خمسہ بر غزل استاد غالب

عیسیٰ مریم یہاں اعجاز دکھلائیں گے کیا
زندگی کافور ہے مرہم سے بھی پائیں گے کیا

رشتۂ جان ہی نہیں پھر زخم سلوائینگے کیا
دوست حال زار پر اب رحم فرمائینگے کیا
زخم کے پھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جائینگے کیا

۲
لی ضمانت گو عسس نے ہمسے مانا یون سہی
شہر کے حاکم نے بھی پہرے مین کھایون سہی
غیر قاضی نے جو لکھوایا مچلکا یون سہی
گر کیا ناصح نے ہمکو قید اچھا یون سہی
پر جنون عشق کے انداز چھٹ جائینگے کیا

۳
دین و ایمان ترک ہو پر ترک الفت ہو نہ آہ
عشق کی تدریس ہوتی ہے یہان شام و پگاہ
مین یہان دیدہ ہون کچھ نادان نہین غافل ہو گواہ
حضرت ناصح جو آوین دیدہ و دل فرش راہ
پر مجھے یہ کوئی بتلا دے کہ فرمائینگے کیا

۴
خون دل حسرت مین جانبازی کی اکھاتا نہین
دم او بجھتا ہے مرے سینے مین گھبراتا ہون مین
سر بکف تکبیر خوان عمقتل اپنی دوڑتا جاتا ہون مین
آج وان تیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہون مین
عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائینگے کیا

۵
دہر کے غم سے نہین فارغ ہے گو ہر نیک و بد
پر غم خوبان مین اب کچھ بھی نہین ہے جہد و کد
ہے غم عشق اسقدر عنقا کہ اللہ الصمد
ہے اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد
ہمنے یہ مانا ہے دلی مین رہے کھائینگے کیا

مخمس بر غزل رند

۱
کسقدر طالعون کی پستی ہے
جان جانان کو اب ترستی ہے
اک اوداسی یہان برستی ہے
نیست بے یار مجکو ہستی ہے
شہر ویران اوجاڑ بستی ہے

۲
بڑھ کے خورشید سے ہے وہ خورشید
ذرہ آسا ہو کیون نہ ہمکو امید
خضر و الیاس سے کھلا یہ بھید
اوسکے کشتے ہین زندہ جاوید
نیستی اونکی عین ہستی ہے

۳
رکھکے ہاتھون پہ یہ دل بیتاب
دربدر ہم پھرتے ہین خانہ خراب

الغرض لکھنؤ سے تا پنجاب
ایک بت نے دیا نہ ہمکو جواب
سب بے زبانون کی ہند بستی ہے

۴
گوش دل سے یہ اہل دل سن لین
بزم عالم کا حال کس سے کہین
شادی و غم ہین جمع دنیا ہین
اس مرقع کی دیکھ تصویرین
کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہے

۵
دیدۂ دل ہین گر ترے بیدار
خضر رہ بھی یہان نہین درکار
تو رہ عشق کچھ نہین دشوار
منزل عشق کی ہے رہموار
نہ بلندی ہے اور نہ پستی ہے

۶
آئینہ کا ہے زنگ سا منہ فق
کیا مقید مین شان ہے مطلق
صاف جوبن عیان ہے مثل شفق
حسن دکھلا رہا ہے جلوۂ حق
بت کو بھی ذوق خود پرستی ہے

۷
باندھ احرام صورت حجاج
کوچۂ دلربا مین جائینگے آج
دل نالان سے کرکے استمزاج
خاکسارون کی ہے یہی معراج
سر بلندی ہماری پستی ہے

۸
جان و دل سے ہون جسپہ مین مفتون
ہے موافق جو گردش گردون
ہے وہ لیلی ادا مری مجنون
وہ پری جسکے ساتھ سوتا ہون
حور جسکا پلنگ کستی ہے

۹
دام ذلت مین ہے گرفتاری
زیر بار الم ہون اسے باری
دیکھون تا چند یہ رہ خواری
ہے جہان پر مرا قدم بھاری
ہر قدم پر زمین دھستی ہے

۱۰
فرقت یار مین مین سج تڑپے
شل رعشا زمین مین کیون نہ گڑے
راتین بھاری ہین ہمپہ دن ہین کڑے
ایسے جینے پہ رنگ خاک پڑے
موت اس زندگی سے سستی ہے

خمسہ بر غزل عالم بیگم شاہ اودہ

اے جان جہان ہم تمہیں رسوا نہیں کرتے
اس پر بھی کبھی تم مری پروا نہیں کرتے
جانباز ہیں ہم جان کا صرفا نہیں کرتے
جی تم پہ فدا کرتے ہیں بیجا نہیں کرتے
رنج آپ ہمین دیتے ہیں اچھا نہیں کرتے

ہر جائیون کی طرح ہو بدنام شب و روز
خط نامہ و پیغام نہیں کام شب و روز
اس رشک سے ہمکو نہیں آرام شب و روز
غیرون کے چلے آتے ہیں پیغام شب و روز
ہم وہ ہیں کہ ان باتون کا چرچا نہیں کرتے

ایمان و دل و جان ہمنے کیے آپ پہ صدقے
صد حیف کہ اس پر بھی ہوے تم نہ ہمارے
خود کام ہو عیار جہان مین نہیں ایسے
ہم ملتے ہیں تم کہتے ہو ہرگز نہ ملینگے
ضد کرتے ہو تم پاس ہمارا نہیں کرتے

بیمار غم ہجر کو تم آ کے تو دیکھو
مہمان کوئی دم کا ہے جہان مین فقط ہو
یہ کج روشی مجھسے مناسب نہیں تمکو
اے رشک مسیحا مجھے تم بھول گئے ہو
کشتہ ہون تمہارا کبھی زندا نہیں کرتے

اے جان جہان ہے بجا ناز یہ بیجا
ہو وصل کی شب اور ہو مشتاق سی پروا
لے شوق سے منہ کھول بھی دو ہو چکا نخرا
گھونگھٹ کو اوٹھا کر مری چھاتی سے لپٹ جا
اے جان شب وصل مین پردا نہیں کرتی

خمسہ بر غزل ناسخ

شکایت چھوڑ کر عزم سفر اک دن ہمین ٹھانا ہے
مقدم اوسکو آنا ہے مقرر ہمکو جانا ہے
خدا جانے قضا کسوقت آ کر کیا ٹھکانا ہے
اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت مین ماناہے
جو ہے کپڑے کی عوض لازم جنازہ کا بنانا ہے

[illegible] کیا ٹھکانا ہے
کہ ہر بیکس پا مال عالم کو ہے اسی دنیا مین ٹھانا ہے

ضرور اوس شہسوار عرصۂ خوبی کو آنا ہے
غبار ہستی عاشق جو آج اوسکو اوڑاتا ہے
سمند ناز کو گردن کا ڈورا تازیانا ہے

خود آرائی کا دل مین قصد اوس گلرو نے ٹھانا ہے
وہ ڈرتی ہے دیکھیے کس کا اوسکو خون بہانا ہے
دل عالم غرض ہر رنگ سے اوسکو لبھانا ہے
لب گلرنگ پر مستی لگانے کا بہانا ہے
اوسے برگ گل لالہ کو نافرمان بنانا ہے

خرد کچھ کام کرتی ہے نہین اسرار عالم مین
ہمیشہ حکم جاری ہے نیا سرکار عالم مین
بنایا اسنے گل گلشن بازار عالم مین
نکلتا ہے جو ہر گل زیب گلزار عالم مین
خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہے

فنا لازم وجود حادث گل کو ہے ای ہمدم
بھروسا کسکو ہے مہمان ہین دنیا مین تنہا ہم
خدا کی ذات واجب ہے فقط حادث ہے یہ عالم
اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہردم
بدن مین دم جو آیا ہے مقرر اسکو جانا ہے

سراسر کندہ نقش رشک ہے دلکی نگینے پر
وہ واقف ہے مین راضی ہون حنا کی خون پینے پر
کمر باندھے ہوے وہ فتنہ گر ہے میرے کینے پر
رکھا ہے ہاتھ شفقت سے کب اوسنے میرے سینے پر
اوسے اب آتش رنگ حنا سے دل جلانا ہے

زمانہ مین عموماً یون تو شاعر ہین سبھی ناسخ
مقابل ہو کسی سے حال کھلتا ہے جبھی ناسخ
نہوتا میر پر تو نظم رعنا سے ابھی ناسخ
کبھی ہوتی نہین نقد سخن کی یان کمی ناسخ
ازل سے اپنے قابو مین معانی کا خزانا ہے

خمسہ بر غزل آتش

غسل میت مجھے جانان نے دیا میرے بعد
اور جنازہ کی بھی ہمراہ رہا میرے بعد
فرض کیا کیا نہ ادا اوسنے کیا میرے بعد
قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
شرط الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد

تھا حسینون کی اک انداز کا مفتون عالم
میرے دم تک چمن دہر رہا رشک ارم

قدر دان مجھسا گیا جب کہ سوئے ملک عدم / ہو گیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازنیں بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

خواب میں بھی کبھی عاشق نہ نظر آئیں گے / ملکے ہاتھوں کو حسیں دیکھنا پچھتائیں گے
کبروی ہفت فلک پھر کسے دکھلائیں گے / یاس و حرمان و غم و درد تہ شدہ جائیں گے
بیکسی کا نہیں لگنے کا پتا میرے بعد

شور بلبل کی عوض زاغوں کی آئیگی صدا / خاک اوڑے گی عوض بارش شبنم ہر جا
نخل سوکھیں گے و دھر کا چلے کا جھونکا / رنگ رخسار گل و لالہ دگرگوں ہوگا
نہ رہیگی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

سخت مشکل ہے سرانجام ہی کار الفت / بے مرے کون اوٹھا سکتا ہے بار الفت
سمجھے پا بر ہی نے نگہ رکھا مدار الفت / میں نہ ہونگا تو نہ ہوئیگا قمار الفت
کوئی بدنے کا نہیں شرط وفا میرے بعد

کیا جلے ہے مرے جان بدن بستر کی آتش / مثل رعنا کے ہو یہ مرحلہ گر سطے آتش
کر دیا اوس سے ہی بہتر نہ کوئی شعر آتش / قبر پر فاتحہ کو آئے وہ شوخ اے آتش
نیک توفیق دے اوس بت کو خدا میرے بعد

خمسہ بر غزل ایضاً

ایک مدت ہوئی دیکھا نہیں ہے روئے دوست / بیخودی میں ہر گھڑی ہے دھیان میرا سوئے دوست
عالم پیری میں ہے تن پہ چسپٹ جوں موئے دوست / تار تار پیرہن میں بس رہی ہے بوئے دوست
مثل تصویر نہالی میں ہوں با پہلوے دوست

ہے بیاض اوسکی جبیں میں صورت نور سحر / سبزۂ خط حاشیہ ہے صفحۂ رخسار پر
رنگ ہے رخسار گلگوں کا شفق ساں سر بسر / چہرۂ رنگیں کوئی دیوان رنگیں ہے مگر
حسن مطلع سے جبیں مطلع ہے ابروے دوست

اوسکے بالیں ہیں میں کیا عشوہ و انداز و ناز / ہے شروع عشق کا فریں بلا سوز و گداز

ہو نہ گا نی ہو سکا کیا ہجر ابھی پردہ میں راز
ہجر کی شب ہو گئی روزِ قیامت سے دراز
روش سے پیچھے ابھی اوترے نہیں گیسوئے دوست

الفت پردہ نشیں میں ہے گرفتار بلا
جسنے ایسا شوق دیدار اوسکا تجھے غالب ہوا
سینہ ہے آئینہ تصویر سے ہے مقرر رونما
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روئے دوست

تیرہ بختی سے ہوا سودائے گیسو سے دو تا
عمر بھر حسرت رہی سلجھائے زلف رسا
شانہ اپنے ہم میں حسرت ہی رہی ہیں [illegible]
واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
[illegible] نشینوں کے عقدے [illegible] موئے دوست

کوچۂ سفاک میں لاکھوں کھڑے ہیں جاں نثار
کون ہو گی دیکھیے باغ شہادت کی بہار
نازکی و ناز قاتل سے یقیں ہے بار بار
دو ہی ہیں گے زخم کاری سے تو حسرت ہے ہزار
چار تلواروں میں شل ہو جائیگا بازوئے دوست

زندگی میں عمر بھر اوس گل سے تھی ہم کو طلب
ہجر میں اوس گلبدن کا کنج مرقد میں غضب
یاد کرتے ہیں جو گلزارِ جہاں ہے یہ سبب
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب
خشت زیر سر نہیں ہے تکیہ تھا زانوئے دوست

تند باد دہر کا ہے خاکساروں پر ستم
ہیں ہوا کوچہ یار میں جسنے نہیں دیتے قدم
دل کو جب بیمار کی سے ضعف ہوتا ہے الم
یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہیں ہم
جب اوڑاتی ہے ہوائے تند خاک کوئے دوست

افسر خوباں سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دلبر نادان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
شوخ نافرمان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
اوس بلائے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سا شیشہ سے نازک اور سنگیں خوئے دوست

مخمس بر غزل [illegible]

صحبت سے اپنا دامن بچا کر چلے
لیکے حسرت یاد دل مضطر سے چلے

بس اسی خوف و رجا مین مر چلے | ہمت چند اپنے ذمہ دھر چلے
کس لیے آئے تھے کیا ہم کر چلے

حشر کا دن ہمکو اک آن ہے | کم ہو عمر خضر کیا امکان ہے
قہر حسرت ہے غضب ارمان ہے | زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھون مر چلے

گلشن ہستی کا نظارہ کیا | اب ہے سر مین باغ جنت کی ہوا
دم کے دم کی سیر ہے وقفہ ہے کیا | کیا ہمین کام ان گلون سے اے صبا
ایکدم آئے ادھر اودھر چلے

آئے تھے مہمان بر اے یک نفس | خوب دیکھا اب نہین باقی ہوس
اب یہان رہتا ہے بس قید قفس | دوستو دیکھا تماشا یان کا بس
تم رہو خوش ہم تو اپنے گھر چلے

بے زبان جو شمع سان ہین کیا کہین | عشق کی آتش سے اڑتے ہین دھوئین
دیکھین شاکی ہو بزم ہستی مین جنہین | شمع کے مانند ہم اس بزم مین
چشم نم آئے تھے دامن تر چلے

محفل ہستی کا دیکھا تاؤ بھاؤ | تشنہ کامون کی صدا ہے لاؤ لاؤ
کھول خم کہ محتسب سے گھر کو جاؤ | ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

ہند سے چین اور عجم سے تا عرب | دھوم ہے مخلوق کی ہر روز و شب
کوئی رعنا سے نہین کہتا سبب | ورد کیا معلوم ہے یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

خمسہ بر غزل آتش

فلک پہ پھرتا ہے آوارہ مارا مارا چاند | تمہارے سامنے کیا ہوگا بزم آرا چاند

جہان کی نظرون سے لب آنیے اوتارا چاند — تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
ہوا او تر و بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

ذرا اوترسکے چپر کھٹ سے یان تلک آؤ — جھروکے کھول کے اک لحظہ بیٹھ تو جاؤ
تماشا دیکھو نہ انجم سے اتنا شرماؤ — نقاب اولٹ کے رخ رشک ماہ دکھلاؤ
اندھیری رات میں ہے ایک ایک تارا چاند

ہے چار دن ہی کی یہ چاندنی کہو کوئی کیا — مثل یہ راست ہے اور اس میں شک نہیں اصلا
جو ہفتہ دوست ہیں اون کا رہا یہی شیوا — وہ ماہ آج جو آیا تو کل کیا غرا
نشاط و عیش میں گذرا کبھی نہ سارا چاند

خیال جانب حور و پری نہیں جاتا — نہ خواب باغ کی گلگشت ہی کا ہے آتا
نہیں وہ نور کا پتلہ تو ہون یہ گھبراتا — فراق یار میں کوئی حسین نہیں بھاتا
گران ہے مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

یہ شعلہ رو کا خدا داد حسن ہے یارو — کہ جلوہ طور سے بھی بڑھ کے اوس میں ہے دیکھو
سر غرور میں ہے دو دکبر ماہ کے گو — مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہو اوڑ جائے بن کے پارا چاند

ہمیشہ کرتا ہے چوکھٹ پہ جبہ فرسائی — غضب میں حبیب سے ہے کہ شق القمر ہوا تھا کبھی
نہیں یہ ہالہ ہے حلقہ بگوش سچ ہے یہی — تری غلامی کا دعوے ہے یار اوسکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

ہزار رکھتا تھا انداز دلربا یوسف — ضرور ہوتا ہے اوس حسن کا مبتلا یوسف
عزیز و پوچھو زلیخا سے کیا ہوا یوسف — زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیر اعظم ہوا اسد ہارا چاند

نہیں عمل یہ ہے عاشق تصور دلدار — اثر و فور محبت کا ہے یہ سب تکرار
بنایا دل چہ نقشہ کہ مطلع الانوار — ہمارے دل میں نہیں نقش روی روشن یار
پری کے بدلے ہے آئینہ میں اوتارا چاند

کبھی فلک کا نہ دیکھے زمیں فروغ آتش	نہیں زحل کو سہا کی قریں فروغ آتش
ہوا ہے ماہ کو خورشید کہیں فروغ آتش	رخ حبیب [illegible] بنشیند فروغ آتش

اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرار ہے چاند

خمسہ بر غزل حافظ

برق حادثہ آتش بہ خرمن افتادست	تمام گلشن آفاق دام صیاد ست
بہ عیش کوش اجل فرصتے اگر دادست	بیا کہ قصر امل سخت سست بنیاد ست

بیار بادہ کہ بنیاد عمر بر باد ست

بھرا ہوا ہے دو رنگی سے باغ ہست و بود	جو راست پوچھو تو یکرنگ لوگ ہیں معدود
غرض عوام سے کیا اہل دل ہی ہیں مقصود	غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود

ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد ست

گناہگار ہوں پیر زیر پائی راہ ثواب	عجیب نکتہ شب کا سناؤں ای احباب
کل ایک خضر منش سے رہی سوال و جواب	چہ گویمت کہ بہ میخانہ دوش مست و خراب

سروش عالم غیبم چہ مژدہ ہا دادست

کہا یہ اوس نے سن اے مرد نیک تو تہ بین	ترا مقام ہے درگاہ حق میں علیین
یہ میکدہ ہے خرابات و قابل نفرین	توئی بلند نظر شاہباز سدرہ نشین

نشیمن تو نہ این کنج محنت آباد ست

جو ہم صفیر ہیں ارواح تیرے با توقیر	وہ تجھکو دیکھ کے ہوتے ہیں دل میں بس دلگیر
تو کان دھر کے ذرا سن تو دوں کچھ تقریر	ترا ز کنگرہ عرش میزنند صفیر

ندانمت کہ درین دامگہ چہ افتادست

بہین خواب مرے دل پہ گرد تھی افکار	کہ نیند آتے ہی دیکھا بزرگ اک دیندار
براہ لطف لگا کرنے مجھسے یہ گفتار	نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر

کہ این حدیث ز پیر طریقتم یاد ست

یہان جو شاد ہے انجام کو وہ ہے ناشاد
طلسم سان ہے یہ نیرنگ عالم ایجاد
زمانہ دیدہ ہون رکھو میری یہ نصیحت یاد
مجو درستی عہد از جہان سست نہاد
که این عجوز عروس ہزار داماد است

تپاک اسکا ہے اول تو مثل شیر و شکر
مآل کار ہے لیکن [illegible] ضرر
ملا ہے زہر ہلاہل نبات کے اندر
فریب شیوہ حسن از جہان پیر مخور
که هر که کرد بوسے اختلاط ناشاد است

یہ کارخانہ ہستی ہے محض بے بنیاد
غم و الم مین نہ [illegible]
کہا یہ ہان سے ہرگز نہ دل مین ہونا شاد
غم جہان مخور و پند من مبر از یاد
که این لطیفه عشقم ز رہروی یاد است

۱۰
وہ تیز رو ہے جو مجبور بندہ کو ٹھہرائے
وہ بے خبر ہے جو مختار نیک و بد فرمائے
بجا ہے مخبر صادق کی اس حدیث پہ رائے
رضا بدہ بہ قضا و ز جبین گرہ بکشائے
که بر من و تو در اختیار نگشاد است

۱۱
خزان سے گلشن ایجاد مین پڑا ہے خلل
بسان غنچہ دل افسردہ ہوگئے ہین [illegible]
صبا کے کوس سفر شیشے کی ہے یان قلقل
نشان عہد و وفا نیست در تبسم گل
بنال بلبل عاشق که جای فریاد است

۱۲
نہین زمانہ مین شیرین سخن مگر حافظ
جہان مین صورت [illegible] حافظ
بجا ہے شعر کا کرتا ہے فخر گر حافظ
حسد چه میبری ای سست نظم بر حافظ
قبول خاطر و لطف سخن خدا داد است

مخمس بر غزل حافظ

۱
بہت ہون بخت کی گشتگی سے آوارا
تلاش یار مین سرگشتہ [illegible]
گذر ترا ہو اگر اور تجھکو ہو یارا
صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را
که سر بکوه و بیابان تو داده ما را

سوئی نصیب جو ساقی سے ہمکو یکجائی
تھا ایک وجد کہ ہم مشربون کی یاد آئی
کہا کہ ہم آنکھ جو سر سے بجے بیتے یہ گائی
چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی
بیاد آر محبان بادہ پیما را

چمن میں خانۂ صیاد تک پڑا ہے غل
تڑپ رہی ہے تری شوق دید میں بلبل
ضرور رحم ہی آئے کہیں نہ نوبت قل
غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل
کہ پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

ہے دام و دانہ سے صید جا بجا اکثر
فقط ہے دام محبت بلائے جان بشر
زمانہ دیدہ کی تسخیر کا یہ ہے جوہر
بخلق و لطف توان کرد صید اہل نظر
بہ بند و دام نگیرند مرغ دانا را

طلسم ہے سخن شستہ رفتۂ حافظ
عجیب گوہر مضمون ہیں سفتۂ حافظ
ہو آشکار جو مضمون نہفتۂ حافظ
بر آسمان چہ عجب گر ز گفتۂ حافظ
سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را

مخمس بر غزل آتش

عشق میں داغ جگر کو گل گلشن سمجھا
آہ کو زمزمۂ مرغ نوا زن سمجھا
خاکساری سے نہ اکسیر کو احسن سمجھا
خاک میں ملکے بھی میں اوسکو نہ دشمن سمجھا
گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا

ہار ہے میرے گلے کا وہ مثال مفتون
اسکے ہاتھوں سے میں اللہ تنگ آیا ہون
نوبت دست و گریبان سے ہی پیچان ہون
چھوڑتا میرے گریبان کو نہیں دست جنون
کیا یہ اوسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا

ہے بجا قد کو صنوبر سے اگر نسبت ہیں یہاں
گل ہے عارض دہن تنگ کو ہم غنچہ کہیں
سیب شیدا کے زنخدان ہی نہیں شک آئینہ
زلفیں سنبل ہیں تو ہیں نرگس شہلا آنکھیں
جسنے دیکھا ترے چہرے کو وہ گلشن سمجھا

رعنا کی طرح عشق مین رسوا ہی امانت
مدت سے ترا والہ و شیدا ہی امانت
برسون ترے دیدار کو ترسا ہی امانت
سنتے ہین کہ فرقت مین تڑپتا ہی امانت
جلد اسے بت بیدین لے غفار خبر لے

خمسہ بر غزل عالم صاحبہ

آنکھین ترس گئین مری مدت سے خواب کو
روسنے سے کام رہتا ہے چشم پر آب کو
کیا صبر ہو مین کس سے کہون اضطراب کو
تسکین کیون کہ ہو دل خانہ خراب کو
دیکھا نہین ہے عمر سے اوس ماہتاب کو

اک عمر نوح چاہیے اس انتظار کو
مین چاہتا ہون اوس بت غفلت شعار کو
ہمدم نہ پوچھ مجھسے مرے حال زار کو
کس طرح ہو قرار دل بیقرار کو
قاصد ابھی پھرا نہین لیکر جواب کو

اوس شوخ سے نہین ہی دل و دین ہی گذر
اب ننگ سی ہی عار تو ناموس سے حذر
ہون فرط اشتیاق مین مدت سی بیخبر
کوچہ مین اوسکے جانے سے ناصح نہ منع کر
الفت نے سب بھلا دیا شرم و حجاب کو

مدت سی وصل کے لیے دل بیقرار ہے
صدمہ کمال جان پہ لیل و نہار ہے
پتھرا گئی ہے آنکھ بہت انتظار ہے
راتون کو نیند اوڑ گئی اب ہجر یار ہے
آنکھین مری ترس گئین مدت سے خواب کو

ایمان و جان دولت دین سب کیا فدا
جور و جفا اوٹھائے ستم پر ستم سہا
رسوا و ذلیل و خوار ہوا صفت جا بجا
اسپر بھی تو نے قدر نہ کی میری بیوفا
تیرے لیے مٹا دیا حسن شباب کو

خمسہ بر غزل ضیا

آزردہ دل ہین اہل جہان و جہان سی ہم
تنگ آ گئے ہین واسطہ جسم و جان سی ہم

قطع تعلق اسلیے کرتے ہین یان سے ہم　نکلین کہین احاطۂ وہم وگمان سے ہم

باز آے اس زمین سے اس آسمان سے ہم

آب روان ہے سبزہ ہے باد سحر بھی ہے　ساقی ہے کنج باغ ہے گل بھی شجر بھی ہے
حاضر کباب کو سینہ دل بھی جگر بھی ہے　گلشن بھی ہے شراب بھی ہے ابر تر بھی ہے

یا دشنہ بجیر یار کو لائین کہان سے ہم

تجھے فرط اشتیاق ہین مدت سے بیقرار　تدبیر لاکھ کی نہ میسر ہوا گذار
پھینکی کمند دل پہ کیا جبر اختیار　دربان سے چھپکے آئی ہین گھر مین تمہارے یار

دیکھو تو جیڑہ کے کودپڑے ہین کہان سے ہم

خمسہ بر غزل سیاح

گذر کر چرخ سے کی ہین نے سیر لامکان برسون　نفقط ہین ہی نہین بھٹکا پھرا ہے اک جہان برسون
نہ پایا خضر و عیسیٰ نے بھی کچہ اوسکا نشان برسون　تلاش یار مین رگڑی ہین اونے ایڑیان برسون

مری صورت سے چکر مین رہا ہے آسمان برسون

تجھے ہین منع کرتا تھا حسینون پر نہو مائل　کہین ہیچ ادا بھی دیکھتے ہین جانب بسمل
ترا انیر نگی افلاک سے جینا ہوا مشکل　گلابی اشک جو نوبت ہین نکلی ڈرگیا اے دل

ابھی تو خون رولواے گا تجکو آسمان برسون

تلاش یار مین کس سے کہون کیا حال ہے دلکا　پھرا مین نجد سے حی تک نہ پایا کھوج محمل کا
ہوا وحشت مین برہم سلسلہ طوق و سلاسل کا　کہین ناقہ نظر آجاے گرا وس لیلیٰ شمائل کا

پھرا اوس رہ مین مثل گرد کاروان برسون

نہ آتے ہو تمہین ہمکو بلاتے بھی نہین اصلا　کیے وعدے بہت پر ایک بھی ہوتا نہین ایفا
جدائی مین گذارے عمر لیکن اب نہین یارا　ہمیشہ ہجر کا صدمہ کبھی سہتے نہ او ٹھیگا

وہی یہ غم اوٹھا ئین جو رہے ہین شاد مان برسون

جگر پھٹتا ہے صدمون سے کلیجا منہ کو آتا ہے　ٹپ اسے سخت جان کیسی کڑی تو نہ دکھاتا ہے

نہ پوچھو درد فرقت جان کو کیسا ستاتا ہی
یہ غم ہوتا ہی نام ہجر سے دل کانپ جاتا ہی
شب فرقت میں گھٹ گھٹ کر رہی ہی میری جان برسون

دیا جب دل تو پھر کیونکر اوٹھا سکتے ہین سر کو ہم
رضائی یار پر رہنا مناسب ہی نہ ماریں دم
یہ طوق اور بیڑیان منت کی ہین اپنا نہین کچھ غم
محبت مین یہ لازم ہی سر تسلیم رکھیں خم
شکایت کیا جو پہنایا ہمین طوق گران برسون

نہ تھی حاضر جوابی سی غرض کچھ خوش بیانی سے
سنہ مجبور ہے لیکن رضائی آسمانی سے
جو شک ہو تو حقیقت پوچھ لو رعنا کی جانی سے
مرا منہ کھل گیا سیاح اوسکی بدزبانی سے
وگر نہ بند منہ مین مین نے رکھی ہے زبان برسون

ایضاً غزل سیاح

تعلق چھوڑنا ہر کا نکل قید سلاسل سے
نہین حبل الورید آیا پڑھا قرآن کی منزل سے
نگاہ قیس میں لیلی نظر آتی ہے محمل سے
عبث کعبہ کو جاتا ہے خدا نزدیک ہی دل سے
بڑا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل سے

عجب عذر ہے محبت مین اثر ہی عشق کامل ہی
کھلین عقدی یہ آسانی نہ حل ہوں جو کہ مشکل ہی
سبب اے صیاد پیدا ہوں ابھی گل شمع محفل ہی
قفس مین سیر گلشن کی اگر پا گئیں عنادل سے
صدائے خندہ گل آئی فریاد عنادل سے

مقام ناز ہی کر سر خرو ہوں ہم قیامت مین
کٹا کر سر رہے ثابت قدم راہ محبت مین
وصال اوس ترک کی ہاتھوں لکھا تھا اپنی قسمت مین
تہ خنجر گلا رکھا ہی خوش شوق شہادت مین
بھلا کس منہ سے آنکھیں نہ بہا ہم اپنی قاتل سے

رہا ہی کوچہ جانان مین میرا عمر بھر بستر
بس مرون رقیبون کا ہی آنا جان کا نشتر
بنے گا سنگ سر راہ غیر میری قبر کا پتھر
نہ رکھیں تا قدم غیرت کو ماری غیر وہان آ کر
نہ گزرے ادھر اوٹھا کر نعش میری کوئی قاتل سے

نہ پہونچا آشنا بھی تہ کو چاہت کا وہ دریا
کبھی لگتا نہین ہی نوح کی کشتی کا تھل بیڑا

جو ہے گرداب وہ چاہ ذقن ہے کم نہین اصلا — اجل غوطے کھلاتی ہے مجھے اوس بحر مین جا جا
کمند موج آفت ہے مجھے خاشاک ساحل سے

کہو مجنون سے دیکھے آکے چشم غور سے پیہم — بیابان نجد کا صحرا ہے اپنا بھی نہین کچھ کم
شجر ہے جو ضیا سے وہ نہال طور سے ہے ہم — بجاے گرد آتا ہے نظر اک نور کا عالم
گھٹا ٹوپ اوٹھہ گیا ہے آج گرد لیلی کے محمل سے

مقولہ ہے یہ سب کا صحبت احباب پشیان ہین — جواب اسکا نہین اب کوئی شاعر بزم امکان مین
جسے شک ہو مری اشعار دیکھے آکے دیوان مین — نظر آئیگا کہ غالب ہے مری بزم سخندان مین
تلمذ شاعری مین ہے مجھے اوستاد کامل سے

مثال قیس دیوانہ ہوا ہے عشق لیلے مین — اوسے سودا ہوا ہے الفت زلف چلیپا مین
نہین کچھ وجہ لذت جا کے تنہا قلب صحرا مین — قدم سیاح رکھے جوش وحشت سے جو صحرا مین
وحوش و طیر آئین رقص مین شور سلاسل سے

حالیہ خمسہ ہجو بہ وقت ہرتال بازار قصاب لکھنؤ

شور قصاب نا شنفتن بہ — جور این ظالمان نہفتن بہ
حال خود را بکس نگفتن بہ — جاے نان نان رنج خوردن بہ
بہ تمناے گوشت مردن بہ

نا خدا ترس سنگدل قصاب — سخت بیرحم ہین یہ خانہ خراب
لاکھوں جان کا ہے سر پہ اونکے عذاب — کون اون سے کرے سوال وجواب
بہ تمناے گوشت مردن بہ

لکھنؤ مین ہے آج کل ہرتال — ہے روٹی سے زیادہ گوشت کا کال
نہین آتا ہے خواب مین بھی خیال — زندگی ہوگئی ہے سخت محال
بہ تمناے گوشت مردن بہ

جگ مین اب حلال ہے مردار — بند کب سے ہے گوشت کا بازار

ہین نہ کھلنے کے آج تک آثار
گوشت پر ہے بس اب خدا کی مار
بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۵

روز کھاتے تھے جو بلا ناغہ
چار دن سے ہے فاقہ پر فاقہ
زندہ درگور ہو گئے توبہ
گر یہی قحط ہے تو بسم اللہ
بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۶

نہ شکایت ہے اور نہ غمازی
بخت بد کی ہے سب یہ ناسازی
جان کی اب لگی ہے یان بازی
راست ہے یہ بقول شیرازی
بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۷

گوشت خورون کی ہو عملداری
او سپہ قلیہ کی سرد بازاری
ہے قصائی کی مردم آزاری
گر سلے روز اب سے ترکاری
بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۸

ظلم قصاب سے ہین سب مظلوم
نہین کھلتا ہے ہمپہ یہ مفہوم
گوشت ملتا نہین یہ ہے معدوم
زندگی خیر ہمکو اب معلوم
بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۹

قورمہ کسکا کیسی بریانی
دال ہے جیسے بھینس کی سانی
ملگئی خاک مین مسلمانی
زندگی اب ہے عین نادانی
بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۱۰

دال یا ساگ خواہ ترکاری
یہی کھاتی ہے خلقت اب ساری
ناک مین دم ہے زندگی بھاری
ہو گئی زیست عین دشواری
بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۱۱

کوئی پیچش سے ہو گیا بیمار
روز باری کا ہے کسکو بخار
دال کھا کر ہے زندگی دشوار
وقنا ربنا عذاب النار
بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۱۲ قلیہ بتلائے گر کسیکو طبیب	روسکے بولے وہ ہاسے میری نصیب
کون ہے جو کرے انہین تادیب	دست قصاب سے اجل ہے قریب

بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۳ فصل بکری ہے بد ہے آب وہوا	چھوڑنا جان سے گا نارت کا
ڈر ہے سبکو کہ آ نہ جائے قضا	کیا کرین غیر مرغ نیم مولا

بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۴ گوشت دنیا سے یہ ہوا عنقا	خواب مین بھی نظر نہین آتا
صدمے جو ہین کہو نہین اونکو کیا	خون دل ہے تو آب سے بہتا

بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۵ جو کہ رہتے تھے تارک سے کباب	بط سے کھا گئی وہ کرکے کباب
پھر جو پوچھا نشان بز قصاب	صاف ساقی نے دے دیا یہ جواب

بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۶ گر محمد وکی کم دکان پہ جاؤ	نہ نہاری نہ قلیہ ہے نہ پلاؤ
مشہور نان فروش ۲ وال سے چاہو لگا وچاہو نہ کھاؤ	کہہ سنا تا ہے گر زبان پہ لاؤ

بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۷ بچتے تھے کباب جو ہر جا	کہین ملتا نہین ہے اونکا پتا
اور اگر ڈھونڈھنے سے کوئی ملا	کھینچکر آہ سرد بول اوٹھا

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۱۸ ہے یہ فاقے سے سب کا حال تباہ	چلنے مین سوجھتی نہین ہے راہ
گوشت ملتا نہین کہین واللہ	کہتے ہین سب یہ دل سے کھینچ کر آہ

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۱۹ گوشت کے قحط کا ہوا یہ حال	آنکھ سے دیکھنا ہوا ہے محال
چھوے معشوق کے جو گورے گال	ہنسکے اوسنے کیا یہ ہے مثال

یہ تمناے گوشت مردن ہے

۲۰
نذر کس کی کہان کی قربانی — فاتحہ کو ہے دانہ نے پانی
بھوک سے رہ رہ کے جان ہے جانی — سید سعدی کی ہے منّے بھی مانی

یہ تمناے گوشت مردن ہے

۲۱
لکھنؤ سارا دیتا ہے دشنام — فاقہ مستون کو اب ہے زیست حرام
جان بلب ہین تمام خاص و عام — شہر مین ہر طرف ہے یہ کہرام

یہ تمناے گوشت مردن ہے

۲۲
ہر با گوشت ہے ہین ہم مر جائین — گوشت ملتا نہین کہین کیا کھائین
اپنے دانتون سے اپنی بوٹی چبائین — جان سے نکلے کہین نجات تو پائین

یہ تمناے گوشت مردن ہے

۲۳
گوشت روٹی سے پیٹ بھرتا ہو — سیر کب دال ساگ کرتا ہے
بھوکا دنیا سے جو گذرتا ہے — کہہ کے مصرعہ یہی وہ مرتا ہے

یہ تمناے گوشت مردن ہے

۲۴
بھو جو بازار گوشت اب کی وا — نذر مانی ہے مین نے نام خدا
دون گا بھوکھون کو ایک اک بکرا — نہ کہین تا وہ بھوک سے اصلا

یہ تمناے گوشت مردن ہے

۲۵
ہے یہ ہرتال پائے کہ تند فرنگ — صلح ممکن نہ قصاب سے نہ جنگ
ہے وصیت مرین جو ہو کر تنگ — ہو یہ مصرعہ لحد پہ نقش سنگ

یہ تمناے گوشت مردن ہے

شروع قصائد

قصیدہ بنام کرنل سر ہو لیس بیلی صاحب جنٹ گورنر بہادر چیف راجپوتان وقت آمد جودہ پور کہ از مقام تو شہر ایران رسیدند و در فارسی اعتقاد و امید ارند

ای خوشا حال ہو لیس بیلئے ذیشان آمد — شہر یارے ست کہ در ہند ز ایران آمد

نائب نائب شاهنشه هند و انگلند
عدل را بانی و بر خلق نگهبان آمد

در تن عدل چو جان بهر روان چون ایمان
شادیی هست که اندر دل حیران آمد

خلق و جود و کرم و عدل جلوه ریز همه
آصف عهد بصد جاه سلیمان آمد

آمده آنکه با بو چو بهار از بوشهر
اینکه آنجا ز کرم ابر بهاران آمد

راجپوتانه چو تدبیر و خرد می‌خواهد
خرد آموز ازین ثانی لقمان آمد

شعشعهٔ عدل تو ظلمت ز جهان از جا برد
نجم هند تو چو خورشید درخشان آمد

از تو استار شرف یافته ای مهر کرم
نجم هند است که هندوی تو کیوان آمد

عدل تو آمده در قالب مظلوم چو جان
ظالم از رعب تو چون قالب بیجان آمد

نازکم کرد و به دلجوئی عاشق برداشت
صنم از کردهٔ خود بس نیز پشیمان آمد

عجب از چرخ ستمگر که بدور تو شها
با من خانه‌نشین دست و گریبان آمد

شاهی آنست که بر عدل بود بنیادش
عدل آنست که بهر همه یکسان آمد

بنیت گلدستهٔ اخلاق تو گر باغ بهشت
تا چرا جا کرد و دربان تو رضوان آمد

حکم تو خاصهٔ معجز عیسی دارد
رفت خندان ز حضور تو چو گریان آمد

میرسد گوهر شهوار ز موج عمان
چه عجب شاه اگر بر سر احسان آمد

چونت به بوشهر برت بلبل شیراز صبح
طوطی هند تو در هند غزلخوان آمد

عالمی آمده بسیار که نا به به شمار
اشرف از جن و ملائک همه انسان آمد

فخر انسانست مگر از خلق و کرم ورز و داد
جمع در ذات تو آمد و فراوان آمد

در دوات تو شنیدم اثر آب حیات
خضر آمد قلم آن چشمهٔ حیوان آمد

تو که دریا دلی از قطره دریغم منمای
معجز خضر و مسیحا ز تو امکان آمد

رس بفریاد جگر خسته چه فریاد رسی
لب باین عرض رسید و بلبم جان آمد

بر لظاهم دل صد چاک چها رفت مپرس
تو مسیحا دمی و آن سیلی دربان آمد

ستم چرخ جفا پیشه کشیدش چه عجب
یوسف از گفتهٔ غماز بزندان آمد

اینکه بر بارگهت بخت رسائیش آورد
خاطرش جمع بکن آنکه پریشان آمد

دیدہ از ما و من از دیدہ گریان خجلم — بہر دیدار شما آمد و گریان آمد
باو ایثار تو این گوہر منظوم نظام — بود دیوان کنون صاحب دیوان آمد

قصیدہ

کون ہے نام خدا تمسے جہان مین افضل — جسکے مداح ہین نواب گورنر جنرل
چشم بد دور جوان بخت جوان سال ہو تم — کوئی حاکم نہین ایسا دہر مین تمسے افضل
طائرون کو ترے سایہ سے ہما کا رتبہ — اور ترے دم مین ہے اعجاز مسیحا کا عمل
جود مین داد مین جرأت مین نہ پائی ہمتا — آسمان ڈھونڈھے اگر ماہ کی لیکر مشعل
چمن دہر ترے ابر کرم سے شاداب — عالم اگر دے تو ابھی سرو مین پیدا ہون پھل
ترے خدام کی ناہید ہو ادنی سی کنیز — پاسبانی کے لیے در پہ کمربستہ زحل
تیری بخشش سے یہ امید جہان بر آئی — خواب مین بھی نہین آتی ہین نظر اہل امل
حق کی سرکار سے جسطرح ہے خارج ابلیس — تیرے دربار سے مردود ہے اسطرح چغل
پیل گردون جو سواری مین ترے ہو کوتل — کہکشان اوسکی سلاسل ہو ثریا ہیکل
علم فتح کا پرچم ترے جب کھلتا ہے — سر اعدا پہ قضا روتی ہے لیکر آنچل
بے شمار آپکے اسوار ہین بیحد پیدل — لشکر مور و ملخ یہ ہے تو وہ ہے بادل
شیر ہمپنجہ ہو تو شیر زیان بید آجاے — پائے رستم سر میدان ہون ترے رعب سے شل
خاک ان کشتہ ہین تری روئین تن — موم کی طرح تو پڑے اوسی چھنگلی سے فسل
اپنا رہوار جو کاوے پہ لگا دے تو ابھی — کرۂ ارض کی ٹاپون سے نکالے دلدل
چرخ دوار نے دیکھا نہین ایسا رہوار — برق دم رخش ترا ہے وہ قیامت عجل
عین سرعت مین اوسی ایک کی دو آئین نظر — صاف ہون مردمک دیدہ گردون احول
گرد کی طرح رہے برق تو کوسون پیچھے — ٹھوکرین کھائے قضا دور نظر آئے اجل
فرط سرعت سے بہکتا ہے جو جھپٹا کرپا — باعث تفرقہ سایہ ہوا اوسکا کس بل
تیغ تو ہیان سے لی شکل قضائے مبرم — فتح کے نام نے جس تیغ سے پائی صیقل

صف اعدا پہ گرے آ کے وہ مانند قضا
چیر کر برق نکلجاتی ہے جیسے بادل

جا بنہ جسم کی گر تیغ کرے قطع و برید
تن ہو بے نقطہ جہان صورت حرف مہمل

روز روشن ترے بدبینوں کی آنکھوں میں سیاہ
ہیں وہ خفاش [illegible] بے رد و بدل

مرغ اوہام فلک سب کی ہو تیر ہی شکار
قادر اندازی سے [illegible] تری ضرب مثل

ٹوٹی تو پون تلے گلو اسپی طلسم افلاک
شست سے کچھ بھی اگر [illegible] میں اوجھل

دیو صورت میں وہ اژدر ہیں تو سیرت میں پلنگ
کیا عجب لشکر اعدا [illegible] جائے نکل

گر ہون گردی افلاک پہ ہو شور قیام
لیکے ہستی سے [illegible] ہل چل

تم کرو حکم تو ساکن متحرک ہو جائے
متحرک ہو جو ساکن [illegible] آگے چل

ایک نعرہ ترا [illegible] فلک سے نشان
اک اشارے میں زمین [illegible] کو اوگل

تم ہو وہ سیف زبان [illegible]
سر اعدا پہ زبان [illegible] اجل

ید قدرت سے نہیں کم یہ ترا دست کرم
تیری ناخن سے ہے حل [illegible] مالاینحل

عقل و فرہنگ میں لقمان کا تو ہے استاد
ہوش بقراط کی [illegible] تیرے مختل

عقل کل تو ہے تری عقل کا یہ رتبہ ہے
طفل مکتب ہے تری [illegible] عقل اول

دست بستہ تری تدبیر کے آگے تقدیر
تیری تحریر یہ ہے کاتب قدرت کا عمل

بحر کوثر یہ زمین عرش پہ کرتی ہے فخر
مطلع غور سے ہے یہ مطلع ثانی افضل

عہد میں تیرے جفا راج میں تیرے نہ خلل
دور میں تیرے دغا عہد میں تیرے نہ دغل

مصلح کل ہے تو اور عدل ترا عالمگیر
داد پاتے ہیں ترے عہد میں سب اہل ملل

عرق گل کی جگہ پیتے ہیں اب خون جگر
شہد کا نام بھی لیتے نہیں زنبور عسل

دلبری چھوڑ کے سب کرتے ہیں اب دلداری
ستم و جور و جفا بھول گئے اور چھل بل

نہ وہ عاشق کشی و شیوہ سفاکی ہے
کج ادائی ہے حسینوں میں نہ اب مکر و حیل

ناز خوبان جہان کا ہے مبدل بہ نیاز
خواہ کشمیر کے ہوں یا صنم چین و چگل

آشتی نے یہ ترے دور میں باندھی ہے ہوا
طفل تک بھی نہیں آپس میں لڑتے [illegible]

جبر کہتے تھے جسے اب ہے وہ بصورت خیر
ہے وہ تنزیب [illegible] جسکو ململ

طالع ہند مین ہے آج قران السعدین
ہین مہ و مہر مہاراج دگورنر جنرل

عقد پروین کہون اس مجمع خوش ذات کو مین
مشتری زہرہ ہی جس بزم کی مریخ زحل

بس گئے نکہت اخلاق سے تیری یہ دماغ
درد سر ہے ترے بدخواہون کو بوئے صندل

ہے تری وصف مین اب قند مکرر کا مزا
کیون نہ باتون مین تری کھائیگی شیرینی حنظل

حق سے ہے حق مین مہاراج کی رعنا کی دعا
تا قیامت وہ سلامت رہین یا عز و جل

قصیدہ تمہیدیہ بہاریہ

نسیم گل نے کیا باغ دہر کو تسخیر
بہار گلشن عالم مین اب ہے عالمگیر

چمن پہ کچھ نہین موقوف باغ عالم تک
صبا کا دور سے جاری ہی فیض ابر مطیر

گلون کی خندہ سے ہی کشت زعفران گلزار
فضا مین تختۂ گلشن ہی خطۂ کشمیر

کمند کاکل سنبل مین ہی دل رضوان
طیور خلد رگ گل کی دام مین ہین اسیر

جہان مین باد بہاری کا دور دورا ہے
ہر ایک باغ ہے ان روزون گلشن تصویر

قلم کی شاخ سے اغلب ہی شاخ پیدا ہو
بیان قوت نامیہ کے جو ہو تحریر

نہ کس طرح ہو ہر اک پھول رنگت پیدا
اثر مین خاک گلستان ہی صورت اکسیر

سپہر کے پھول تلک کیا عجب جو ہوون تازہ
نہین بعید کرے سبز کھیت گر شمشیر

کبھی جو خواب مین گلچین کو دیکھ لی بلبل
تو وصل گل سے اوسے باغبان کرے تعبیر

گزر خیال مین صیاد کو نصیب نہین
ہے اوسکے وہم سے آباد خانۂ زنجیر

شجر پہ بلبل شیراز کا نشیمن ہے
ہے شاخسار پہ طوطی ہند گرم صفیر

چمن مین طائر سدرہ نے آشیان باندھا
نواے مرغ غزلخوان ہے سحر کی تقریر

ہین صرف نغمہ گلستان مین عندلیب ہزار
تمام مدح مہاراج مین ہین گرم صفیر

نہال سنگہ مہاراج کے ہین جو فرزند
کہ تھے وہ صاحب اقبال و مال و جیش و سریر

کہین جو مطلع ثانی مین رزم کی تقریر
تو ہاتھ چوم لے رعنا کا کاتب تقدیر

بہ گرم و غا ہون تو دم مین ترک فلک
فلک ہی لاکے کرے نذر برق کی شمشیر

کرین وہ شیر زبان سے جو پنجہ دست تسخیر ۔ تو یاد شیر کو آسکے وہین چھٹی کا شیر

شکار کھیلین جو وہ بحر حسن خوبان مین ۔ تو مچھلی کان کی حلقہ بگوش ہو کے اسیر

شکار طائر سدرہ ہو آشیانے مین ۔ سپے غزال حرم کو نہ رم کی کچھ تدبیر

نظر مین تھرکی ہے عین جا عقہ کا خواص ۔ نگاہ مہر بعینہ ہے مردمو اسیر

کرون جو مطلع اوصاف بزم کو تحریر ۔ ابھی ہو صفحۂ کاغذ مرقعۂ تصویر

وہ بارگاہ کہ دربان ہے جسکا اک رضوان ۔ مکان وہ عرش پہ کرسیکے جسکی ہے تعمیر

ہے روز صبح و مسا گرم نغمہ بیستقار ۔ کنیز زہرہ ہے جاکر ہے اونکی بدر منیر

یہ رعب عدل ہے اونکا کہ سب ہین سکتہ پذیر ۔ ستم شعار جفا کار شوخ و شنگ و شریر

جہان مین نام کو بیداد کا نہین ہے نشان ۔ سنا ہو نام جو عنقا کا ہے وہی دلگیر

زبان نہ شمع نکالے ابھی تتنگون پہ ۔ کہ انتقام لے اس ظلم و جور کا گلگیر

نکالے عدِ اطاعت سے جو قدم باہر ۔ پھرائے خانہ خراب اوسکو گردشِ تقدیر

کریم ایسے کہ کلمہ پڑھین عدو اونکا ۔ رحیم ایسے کہ مداح ہین صغیر و کبیر

فلک پہ صاف ہے روشن عطائے نقد نجوم ۔ زمین پہ نام کو باقی نہین ہے کوئی فقیر

ابھی فقیر ہو قارون کی طرح مالا مال ۔ ہوس جو ہو درِ دولت پہ اوسکو دامن گیر

مرے کلام سے لے فیض آ کے اب فیضی ۔ فصاحت اور بلاغت کو سیکھے مجھسے نظیر

مرے کلام کو پڑھتے ہین اپنے نام سے سب ۔ یہ وہ مثل ہے کہ گندم دکھائین بیچین شعیر

ازل سے ملک فصاحت ہے میرے قبضہ مین ۔ تمام ملک بلاغت کا ہے مری جاگیر

قصیدہ اور لکھون گا کہ اکبری سن کر ۔ کہین گے دہر مین اس نظم کا نہین ہے نظیر

کمال ترک ادب ہے تقاضائے رعنا ۔ دعا پہ ختم قصیدہ کر اب نظام قدیر

الٰہی اونکے عدو ہون جہان مین خاک بسر ۔ رخ حبیب رہے سرخ رنگ مثل عبیر

نہین ہے فخر مجھے اسلیے قصیدہ پہ ۔ رقم نہو سکے اوصاف مجھسے عشر عشیر

ہزار دل سے ثنا خوان ہے آپ کا رعنا

خدا ہے عز و جل ہے مرا سمیع و بصیر

بود هوای خودی در سرت چو بعد ازین
کشم ز غول سراسیمه که بیا باسنی

دگر تو مشتری که از شرک رشته ات گسلم
بپرس ضربت خالد ز مصر و مصراسنی

ز ریشم بسته دهم رشتی بکشمیرست
چو منع دخل بملتان کنند ملتانی

ز نام نامی اجداد گو نشان ندهم
بادعای ریاست بر دل پشیمانی

ریاست آنکه ز اجداد خود نصیب شود
مناصب آنکه ترا کرده اند ارزانی

تو در حضور ملوک و ملک بحضرت من
که حفظ نفس از ان فیضم ست روحانی

اگر چه تلخ بود حق مگر نجات دهد
وگر سخن بشنو گر تو مرد حقانی

برای زر تو زدی دست اول اینک
ز کفر نعمتش از پا زنی چه انسانی

اگر توکل و ترک ست ترک سامان کن
وگرنه لاف تو دانم چه وقعت سزبانی

قرار در کف آزادگان نگیرد مال
نخوانده مگر این مصرعه گلستانی

ز علم کرد سر آنکس که عین را ساقط
همین ست عین دلیلش بجهل و نادانی

دو صد قصیده چه باشد بعمر چل ساله
نگو بمیت بجهل روز دو صد ارخوانی

چه سود پیش من اظهار علم ای نادان
من آن علوم بدانم که تو نمیدانی

قصیده که بود نثره فقره نثرم
تو یادگیر ز من نظم و نطق و لسانی

الا ز روز ازل اوستاد عقل کل ام
مراست روح قدس طفلک دبستانی

مرا کمال و ترا رشک از ازل دادند
مرا علوم و ترا جهل و کبر و نادانی

ز علم و خلق و ادب هر چه هست در دل ماست
علوم معرفت و ستر علم پنهانی

سلوک نیک بدانیم و هم طریقه فقر
که فقر فخر من و توجه مرد عرفانی

کلام آنکه حدیث ست کاو ز شاه حجازست
مرا بخواب نماید جمال نورانی

شنوم سبحانه مشرفش ز حج خانه حق
چه دیده ام شب قدری تو قدر کی دانی

مرا بهار خلد و فضای ارم نصیب من ست
بشاخ طوبی و سدره کنم غزلخوانی

رسد نه منصب جاه و وزارت باین شرفم
عروج رتبه من بین باین تن آسانی

کسیکه رشک بمن برد چو بتو عزت یافت
من آن یگانه دهرم ز لطف یزدانی

سپرس حاسد من ای جناب مخدوم ❊ که نفس حاسد من شد ز راه نفسانی
عجب مدار که فائق بود سپیکی بدگر ❊ چه حق بجانب ازین دوست حکم ربانی
دلم ز گرد کدورت چو آئینہ صاف ست ❊ مرنج مسلک ما ہست رہم مرنجانی
مراز شعر نہ مدح و نہ ذم کس مقصود ❊ نہ عرفی ام نہ حزین نہ غنی نہ خاقانی
ز جوش طبع روان رفت حرفی اندر مدح ❊ ازین نہم سر بپایت ز عذر پیشانی
مسیح عہد ترا گفتنم بجاست ازین ❊ کہ ہمچو اہل دلم را دوا و درمانی
ہمای دولت و بخت مدام ہست آباد ❊ مدام تا کہ بود رسم بحث و تانی
ہمیشہ شادی نوروز روزیت بادا ❊ بعیش و لطف کہ باشد ز بس فراوانی
اودہ چو معبد ہند ست باشد اخیارش ❊ بلند مرتبہ مثل عروج کیوانی

لقب کشور کہ نازد بہ بہشتش رعنا
بفرط لطف نہ رنجد ز نظم طولانی

رسید نظم کوہ نور یعنی قصیدہ تمہیدیہ

صباح کو نظر آیا جو کوہ پر تنویر ❊ وہ کوہ نور کہ ہو جس سے چشم کور بصیر
فراز وہ کہ فلک جسکے زیر دامن ہے ❊ عروج وہ کہ اوسی پہ ہے لا مکان تعمیر
وہ آبشار کہ تسنیم پانی پانی ہو ❊ وہ سبزہ زار کہ ہو گرد سبزہ کشمیر
وہ نزہت اوسکی کہ ہے نور دیدہ یعقوب ❊ وہ نکہت اوسکی کہ جان بخش ہے جوان و پیر
صبا اوڑاتی تھی دل سے ہوا سیر ارم ❊ کیا تھا نکہت گل نے قتار تک تسخیر
روش روش پہ صبا کا چمن میں یہ دورا ❊ کہ پھول پھولے سماتے نہیں کنیر کنیر
کہون میں غنچون کی کس منہ سے تو تاک جھانک یہان ❊ کہ تھی وہ رخنہ ہر برگ شاخ گل سے بصیر
ثمر یہ تاک میں غلمان کی دانت ہیرون کا ❊ عسل کی رال ٹپکتی تھی مثل قطرۂ شیر
صبا نے عطر لگایا تھا دامن گل میں ❊ چمن کی خاک تھی خاک شفا تھی با اکسیر
[illegible] آئے وان میں جلترنگ تھی صفات ❊ دہان گل میں صبا نکی تھی صوت نفیر

جو دانہ طائر دل کو لیے ہو خال سیہ / تو دام زلف بھی ہو مرغ روح کو خلخال

وہ لب کہ قند مکرر سے صاف شیرین تر / وہ سرخ لعل بدخشان ہو جسکو رشک ہو لال

بہ نطق بلبل شیراز تھی کہ طوطی ہند / بیان میں سحر کہ اعجاز عیسوی کا حال

نگار پیکر طاؤس یا بہار میں گل / کمر تو جیسے کی آنکھیں تھیں جیسے چشم غزال

وہ چال ہو کہ نہ پڑین جسسے خفتگان عدم / وہ رم کہ آہو سے چین کا ہو جسکو دل پامال

کہوں میں وحی کہ الہام اوسی کہ مژدۂ وصل / اور اوسکو مخبر صادق کہ جبرئیل خصال

بشکل طالع بیدار آ کے بالین پر / اوداسی رکھکے مری گال پر وہ اپنا گال

جگا یا مجکو سنا کر یہ مژدۂ جان بخش / کہ آج اوٹھ گیا اس عہد کا ہر رنج و ملال

تو جاگ جاگ گا ہے ترا بخت خوابیدہ / پڑا ہے پاؤں پہ زر سر پہ ہے کھڑا اقبال

اوٹھا میں خواب سے لیکن خوشی سے شادی مرگ / یہ غیر فرط خوشی سے ہوا مرا احوال

کہا یہ میں نے کیا کس لیے قدم رنجہ / کدھر سے خیر سے ہے آپکا گذر فی الحال

کمال خلق سے اوس ماہ وش نے فرمایا / کہوں وہ بخت وہ دولت نہیں ہے جسکو زوال

وہ میرا مسکن و ماوا ہے زاد و بوم ہے وہ / جہان میں کہتے ہیں اہل جہاں جسے بھوپال

وہ شہر ہے کہ نہیں جسکا مثل دنیا میں / نہ اصفہان نہ کشمیر و مصر نے نیپال

وہ میرا سایہ ہے کہتے ہیں سب ہما جسکو / مجسم اسپہ ہوں فرمان روا کا میں اقبال

کہا یہ میں نے وہ نام خدا کہو ہیں کون / کہا کہ شاہجہان بیگم و شہ بھوپال

نہ اونکا صورت و سیرت میں مثل ہو پیدا / ہزار پیر فلک مارے چرخ لاکھوں سال

ذکی عقیل و سخندان سخن شناس و فہیم / بلند فکر ہیں عالی نظر بلند خیال

یہ شعر فہم ہیں نازک خیال و عالی طبع / ملے جو فرق سر مو نکالیں بال کی کھال

وہ نکتہ دان و سخن سنج و قدردان سخن / کہ جنکی داد سے اہل سخن ہیں مالا مال

بیان نا کر سکے یہ سب ہنر یہ آدمی جیسے کہا / کہ ایک تجھسے ہے اے نیک مرد میرا سوال

عیاں ہیں فکر کے آثار چہرے سے کیا وجہ / یہ کیسا رنج ہے اور کس الم سے تو ہے نڈھال

پڑی ہے تیرے جو پیشانی کشادہ پہ چین / ہے صاف صورت تشویش و رنج و غم پہ دال

ق

بیان یہ میں نے کیا وجہ سے شہید ستی
قرار در کف آزادگان نگیرد مال

یہ انقلاب زمانہ کا ہے سبب شفق
ہوے ہیں اہل دول اتفاق سے کنگال

میں لاکھ طبع پہ قادر ہوں سوں سلیم الطبع
رہے ہم فکر میں لیکن کہاں تک استقلال

کبھی یہ گردش چرخ ایک رنگ پر نہی
ہلال بدر ہو آخر کمال کو ہے زوال

کہا یہ اوسنے کرم سے سنا جو میرا حال
کہ سچ ہے یہی افلاک کی قدیم سے چال

رہی نہ جب ترسے ایام عیش و جشن و طرب
تو اس زمانہ رنج و الم کو بھی ہے زوال

گذر چکے ہیں ترسے اب یہ روز ناکامی
قریب ہے کہ کرے پھر خدا تجھے خوشحال

کہا یہ ساغر سے پی کہ تجکو آئے سرور
تمام اول و آخر کا منکشف ہو حال

خیال نازک و فکر بلند سے ہے مطبوع
تو جیسے جام صبوحی کا کر اب استعمال

کہا یہ میں نے کہ ہاں لائیے وہ بادۂ ناب
طہور جسکو خدا نے کیا نبی نے حلال

یہ سنکے بادۂ گلگون کا ساغر لبریز
دیا بلطف بغل سے نکال کر فی الحال

بہ رنگ شیشہ ادا جھک کر میں نے کی تسلیم
کیا تھا شکر بھی تلطف کا میں نے سنکے مقال

مزہ وہ قند مکرر بھی جسپہ جاٹے ہونٹھ
نفیس عطر سے بو باس جس سے دل ہو بحال

وہ زور نشہ کہ جان تک ہو جس سے مست الست
تھی قوت ایسی کہ ہو پیر مرد چار دہ سال

چڑھا یا میں نے جو وہ جام کہکے یا غفار
ازل سے تا بہ ابد منکشف ہو سب حال

چڑھا جو نشہ الم دل سے ہو گیا رخصت
سرور ایسا کہ عاشق کو جیسے وقت وصال

صفائی قلب جو حاصل ہوئی تو کرکے وضو
باب زمزم و آب بقا و آب زلال

بچھا کے دامن تقوے بجاے جاے نماز
اوٹھا کے ہاتھ سوے قبلہ با خضوع کمال

دوگانہ پہلے ادا کرکے فاتحہ پڑھکر
کیا یہ مطلع ثانی میں میں نے حق سے سوال

وہ نیکنام رہیں یا کہ اسمی میں مدام
الٰہی جبتلک ہے مریم کی عفت اور خصال

ہوشناسیانہ وہاں اونکا دامن عصمت
وظیفہ نام ہوا اونکا ہے ذوی الاشغال

قسم بعفت و عصمت قسم بجاہ و جلال
قسم بشوکت و عظمت قسم بمال و منال

قسم بجود و سخاے جناب ممدوحہ
وہ تھا عجیب سمان اور وقت عیش کمال

وہ نور بار افق شرق مطلع الانوار
سنا ہو جیسے تجلاّے طور کا احوال

وہ صبح صادق روشن کا نور صاف و سپید
سپیدہ گروہی کا فور اوسکے آگے خال

فلک پہ تھا یہ ستارون کی نور کا عالم
ہنسی ہین جیسے حسینون کی دانت کا حوال

ضیاء مطلع خور کا ادھر عروج و کمال
ادھر تجلی انجم کا رنگ رو بزوال

تھی مسجدون مین صدا الصلوٰۃ خیر النوم
ندا سے مرغ سحر خیز تھی کہ بانگ بلال

کہین تھی گوش زد آواز نالۂ ناقوس
کہین جھومتی شب زندہ دار صاحب حال

کہو بزم تھی نوبت کی اک طرف دبیپ
اور ایک سمت تھی صورت دہل بلند کمال

ندا سے کوس رحیل آئی کاروان کی ادھر
گرج تھی توپ کی اور گونج سی ہوا بحال

چمن مین مرغ غزلخوان کے چہچہے ہر سو
وہ بھینی بھینی ہوا جس سے ہر شجر تھا نہال

تمام گلشن ہستی مین تھا صبا کا دور
بقول شخص تھی چمن کے تھے قوال

وہ چلنا باد نسیم سحر کا رہ رہ کر
گجر کا بجنا سحر دم کہ جسمین شور کمال

بلند تھی کہین آواز مطرب و قوال
کہ وجد صوفی کہ ہو اہل دل کو آئے حال

پیچ کی بھینی سی وہ سحر کہ جس سے آب ہو سنگ
للت کی اور وہ بھیرون کی سوہنی کو خیال

شمول ہونیکے جو طاری ہو شیخ پر حالت
تو قول بلبل شیراز کو پڑھے فی الحال

سرود خانہ ہمسایہ حسن رہگذر سے
بشرع ہست دو چیز این درست و مفت حلال

وہ نور شمع کا فق اور وہ روشنی پھیکی
فروغ مہر سے تھا نور ماہ رو بزوال

مین اوسکو صبح سعادت کہون کہ صادق صبح
مراد کی تھی وہی صبح یا کہ صبح وصال

وہ صبح تھی شب معراج کی کہ صبح عیش
کہون مین صبح شب قدر اوسکو صبح وصال

وہ صبح صبح بنارس تھی یا وہ صبح وطن
وہ صبح روز ازل تھی کہ صبح با اقبال

وہ تڑکا شام اودھ جسکے آگے شرمندہ
وہ صبح شام وطن اوسکے روبرو کیا مال

وہ صبح صبح تنفس ہے جسکی اک تفسیر
وہ فجر سورۂ والفجر جسکے آگے لیال

کہون مین مصحف سادہ اوسکو سورۂ نور
بیاض صبح تھی بیضاوی کی غرض تمثال

حضور قلب سے کی حق سے التجا مین نے
پڑھا یہ مطلع سادس دعا کا کرکے خیال

الٰہی دور فلک جب تلک کہ ہو لا زال
رہے یہ دورۂ ممدوح روز روز بکمال

جہان مین ماہ ہے جب تک مربی اثمار
او نہین مربی آفاق رکھے یہ بذل و نوال

ہے کارنامۂ دنیا مین جب تلک انشا
مرتب اونکی ہو طغرا سے حلیۂ خط و خال

غزل سرا رہے یہ بولی فلک جب تک
ثنا مین اونکے ہو نغمہ سرا ہر اک قوال

جہان مین مہر کا جب تک ہو نور اور فروغ
جلال روز بڑھے اور فروغ پائی جمال

یہ ترک چرخ ہے جب دم تلک کہ تیغ بکف
جلو مین اونکی رہین لاکھ گیو و رستم زال

قضا ہو قاضی گردون ہو جب تلک جاری
روان ہو حکم قضا کیطرح جنوب و شمال

ہے پاسبان در چرخ جب تلک کیوان
ہون جبہہ سا در دولت پہ اونکی اہل کمال

الٰہی عرش کو جب تک قیام ہے آمین
نہ آئے مملکت و سلطنت مین اونکی زوال

مدام حاسد کم ظرف و سفلہ کے آمین
بغل مین جھولی ہو اور ہاتہ مین ہو اوسکے سفال

رواسے عصمت والا ہو دامن مریم
ہو اونکی چادر تطہیر سر پہ جائے شال

خزانے ہون زر سرخ و سپید سے معمور
در خزانہ رہین وا برو سے اہل سوال

کہون خزانہ غیب اوسکو یا مین دار الضرب
کہو نہین دولت جاوید اوسکو یا ٹکسال

جہان مین فیض سے اونکی ہو تمام یہ دولت
کہ سیم و زر کا ہو اب کوڑیون سے بدتر حال

یہ اونکی بخشش و جود و سخا کا عالم ہے
گدا ہین مال سے قارون کی طرح مالا مال

تمام ہند مین عنقا اسی سے ہے کنگال
کہ ٹک سے تا بہ اٹک بمبئی سے تا نیپال

نگاہ مہر جو ذرون کے حق مین ہو اکسیر
نگاہ قہر ہے مانند برق کے قتال

بہم ہون ابر مین جس طرح برق اور باران
اسی طرح سے ہے باہم جلال اور جمال

غضب کو دخل نہین دل ہو قہر سے خالی
خیال خام ہو کہتے ہین جو غلا ہو محال

ضیا سے گھر مین ہی جب اونکی شمع نور افروز
جہان مین نام کو ظلمت رہے نہ ظلم و ضلال

ہے سلسبیل بھی رشک سبیل سے پانی
بہا حرم مین وہ کعبہ بال تال سے یہ زلال

کہون ہین کوثر و تسنیم و چشمۂ حیوان
کہ جوے شیر کرو و غسل کہ نینی تال

یہ عدل و داد سے اونکی ہو آج امن و امان
کہ ایک گھاٹ پہ پیتے ہین آب گرگ و شغال

اک آشیانہ ہے کنجشک و باز کا مسکن | اور ایک دشت مین کرتے ہین سیر شیر و غزال

ہے اس قماش سے حفظِ مراتب ہر یک | کہ تاجدار کو ہرگز غلام دے نہ خلال

بجائے ناز نیاز اب ہے نازنینون مین | جفا و جور کا اوٹھین چلن نہ قہر کی چال

ہے آشتی و وفا و سلوک یہ باہم | کہ کوئی عاشق و معشوق مین نہین ملال

مسافرون کو نہ رہزن کا ڈر نہ چور کا خوف | زر سے سر لاتے ہین سونے کو ہاتہ مین اوچھال

کرے عدو سے جو روز وغا وہ عزم جدال | رکاب چومے ظفر فتح تھامے رخش کی یال

ہو اس خمیدہ رو مین تن اونکا نیچے سے | یہ مخجل اور پریشان ہون سخت ہو وہ نڈھال

ید اونکا پنجہ درخشان مین نور بخشش سے | عدو کو ہے ید بیضاے موسوی کی مثال

جو دستگیر ہو درماندگان کا دست کرم | تو ہو نہ غوث کی پروا نہ حاجت ابدال

سنے جو رزم یہ ہو جو اس ترک فلک | ابھی تو ہاتہ سے گر جائے ماہ و مہر کی ڈھال

زمین پہ ڈال دے تیغ و سپر سر میدان | مقابلہ مین خطا سے گر آئے رستم زال

ہو آفتاب بجائے سپر تو کرچ ہلال | فلک لگائے ثریا کا کہکشان مین جال

نشان فتح اگر آئے سر بلندی پر | تو لامکان پہ جا چمکے پرچم اقبال

ہے اونکے خیمہ کو بس تنگ ساحت عالم | ہے خیمہ فلک اطلس اوسکے سامنے پال

ہلائے نیزہ جو مردانہ وار میدان مین | یہ حلقہ باندھے کہ ہالہ ہو جیسے گرد ہلال

وہ چھید چھید کے تارے فلک سے ارض پہ لائے | زمین فلک بنے سوراخ سے فلک غربال

وہ تیغ برق دم اونکی قضاے مبرم ہے | قضا و فتح کرے بڑھکے جسکا استقبال

عدو کے سر مین اگر ہمسری کا سودا ہو | تو اسکے نشتر کین صاف لے رگ قیفال

کرون مین اسپ سبکرو کی اوسکی کیا تعریف | نہ دیکھ پائے اوسے ابلق نہار و لیال

اوڑے تو طائر سدرہ کا لائے شہپر توڑ | جو ٹاپ مارے تو آئے زمین مین بھونچال

ابھی فلک پہ ہو بجلی کہ چیر کر بادل | وہ لائے کرۂ ناری سے [illegible] اوسکو نکال

عدو کو آئے عدم تک یہ حملہ ہو پیچھا کر | نہ شہسوار نے دامن ابھی لیا ہو سنبھال

ہنوز ہو جو بسے عدو کی اجل مین گر تاخیر | تو ہو زمانہ مستقبل اوسکی سیر سے حال

شب برات ہون راتین بعیش و نشاط مدام ہمیشہ روز ہون نوروز و غرۂ شوال

کب اونکی مدح سے ریختا بشر ہو عہدہ برار
قلم سے لوح پہ ہین ہو وصف جنکا بالاجمال

قصیدۂ دیگر

شاد ای دل کہ جہان بھر مین خوشی کی شہرت
ساری عالم مین ہی اک عالم عیش و عشرت

طنطنۂ فرطِ مسرت کا ہے اب تا ماہی
غلغلۂ شادی کا تا ماہ ہے خوش ہے خلقت

شاخ طوبےٰ سے بنایا ہے عطارد نے قلم
لکھتی منظور کسیکی ہے اوسی مدح و صفت

حور غلمان کو ہوا نغمۂ ناہید سے وجد
رقص سے اوسکی ملائک پہ ہے طاری حالت

سیر تو مہر سے ظلمات تلک ہے روشن
لامکان مین بھی نہین نام کو باقی ظلمت

ترک کی ترک فلک نے نہ فقط سفاکی
بلکہ منظور ہے اب اہل جہان سے خلت

مشتری پر نہین موقوف سعادت اسکے
ہر ستارے کو سعادت کی ملی ہے دولت

دفع اب ہو گئی کہتے ہین یہ اہل تنجیم
تھی جو کیوان مین ہمیشہ سی نحوست کی صفت

اور مطلع مین لکھون کتنی ہے طبع روشن
گرد جو مطلع خورشید کی کردی طلعت

کس مسرت نے بنایا ہے جہان کو جنت
ذکر خیر آج یہ کسکا ہے بخیر و برکت

دن اگر صبح سعادت ہے تو شب ہے شب قدر
ہے سحر صبح وطن شام ہے شام وصلت

آمد مژدۂ جان بخش سے آتا ہے سرور
ملک دل سے ہوئی یکلخت الم کی رخصت

الغرض دل کو جو حاصل ہوئی ہے تسکین
آئی ہی خواب سے اک حور کی دیکھی صورت

شکل یوسف کی مگر وضع مثال رستم
خو فرشتے کی مگر دیو قوی کی طاقت

اوسکی پیشانی خندان سے ہے یہ روشن صفا
کہ یہ خالق کی مقرب کی ہے الحق صورت

رعب یہ تھا کہ بدن کانپ گیا دہشت سے
پوچھتا نام و نشان پائے نہ اتنی جرأت

اہل دل لطف کی فرماتی ہین جسطرح نگاہ
مجھسے ارشاد کیا دیکھ کے میری حالت

شکر کر شکر کہ تجھے دولت بیدار ملی
دن بھلے آئے ترے سے طے ہوئے روز نحوست

باندھ کر دست ادب اوٹھکی مین نے عرض
پھر پڑھا مطلع ثالث کو بصد عجز و ادب
مرحبا ہاتف عیسی نفس و خضر صفت
تھا زیارت کا تری دل مرا از حد مشتاق
ہے منور ترے انوار جمال رخ سے
لعل تیرے لب جان بخش پہ سو جان سے نثار
اک فقط بلبل شیراز کا دم بند نہین
الغرض مین نے کہا میری کہان ایسی نصیب
یہ تو فرمائیے کس وجہ کیا مجھپہ کرم
ہون مہاراجۂ جموں کا مجسم اقبال
باعث خورمی عالم ہین میرے مولا
مہر و مہ کی زر و نقرہ پہ کیا ہے سکہ
عرصۂ روے زمین اونکا ہے دیوان خانہ
عرش ایوان معلے ہے تو کرسی کوشک
مہر و مہ کو یہ شرف ہے کہ ہے اوسکی قندیل
وہ سلیمان ہے کہ ہے مور سلیمان اوسکا
جسم اور جان کا ہوا اک ہاتھ مین جنگ آوری
پشہ شاہین سے ہم پنجہ ہو کب یارا ہے
مہر کے سامنے کب شپرہ پرواز کرے
دست بر قبضۂ عدو پہ ہوا گر وہ دم رزم
عرصۂ جنگ مقرر ہو جو تیرا مقام
غربا پروری اونکو ہے یہانتک منظور
شیر و بز پیتے ہین اک گھاٹ پہ ملک پانی

بندہ ہو آپ پہ سو جان سے قربان خدمت
دور کی طبع پریشان سے تمامی کلفت
آپ کا ہون مین بسبب شکر رہین منت
شکر خالق کہ میسر ہوئی تیری صحبت
عرصۂ عالم امکان تلک اے مہ طلعت
اور تصدق تری دندان پہ دُر پر زینت
طوطی ہند کو بھی ہے ترے آگے لکنت
مجھسے ناکام جگر خستہ پہ اور یہ رحمت
مجھسے گویا ہوا تب لطف سے وہ مہ طلعت
ہون مین کشمیر کی والی کی مقرر دولت
ہے یہ سب لطف خدا داد کی اونکی بیت
اور سلیمان سے ہے زیر نگین اک خلقت
جو ثوابت کا فلک ہے سو ہے اوسکی ہیبت
عرصۂ عالم امکان ہے اوسکی ساحت
اور زہرہ کو پرستاری ہے اوسکے عزت
خوان یغماے جہان اوسکا ہے خوان نعمت
چارسو چار دوان ہے ناصر دولت عدو کی رخصت
شیر سے بز کو کہان جنگ و جدل کی طاقت
روز روشن سے شب تار کو کیا ہے نسبت
خوف سے زرد ہو وہ برگ خزان کی صورت
ہو معائنۂ فتح خدا داد کو اوسکے وقت
کہ سما کین کو قارون کی عطا کی دولت
عدل اور داد رسی عام یہ سب ہے نصفت

وہ خطا پوش عطا پاش ہے عالی ہمت — دوست ہو خواہ عدو عام ہے اوسکی رحمت
کھو دیا لفظ خطا حرف غلط کے مانند — دھو دیا کلمہ تقصیر آب رحمت سے
ہے کمال اوسکو ہر اک فن مین خوشا شان کمال — اور ہے علم مین کامل ہے زہے علمیت
فخر عالم کہے عالم نہ اوسے کیون جسسے — زیب افلاک کو ہے اور زمین کو زینت
قد ہے وہ راست اوسے سرو کہون یا طوبیٰ — قدرت حق ہے عیان جس سے یہ وہ قامت
راست بازی کی دلالت ہے اسی قامت مین — سر بسر راست روی کی ہے اسی قد مین صفت
شکل انسان کی ہے لیکن ہے ملک کی خو بو — یا فرشتہ مین بھری کوٹ کے انسانیت
ہے خم پشت فلک کا یہی باعث یعنی — راستی سے ہے اوسے قد کو فلک کو خجلت
راست آئی ہے اوسے قد پہ قبای اقبال — سلطنت کا اوسی قامت پہ ہے زیبا خلعت
سر سلامت ہو وہ سر ہے نہین جسکا ہمسر — سر بسر عقل سے معمور ہے پر ہے حکمت
سر جھکاتے ہین پے تسلیم ہزارون سردار — تا قیامت رہے اس سر کو سرا سر رفعت
سر بلندی اوسے زیبندہ ہے مانند علم — سر میدان وغا سایہ مین جسکے نصرت
چشم بد دور لبینہ ہین وہ آنکھین حق بین — اولو الابصار کو ہے رعب ہے اونکی عبرت
مہربانی کی نظر مین ہین خواص عیسیٰ — نگہ کرم مین ہے صاعقہ کی خاصیت
وہ بلاغت ہے بیان مین وہ فصاحت جسنے — ساری لستانون کی ڈالی ہے زبان مین لکنت
گوش گو گوش کہون یا اوسے کان اسرار — غیر از وصاف سُنا جسنے نہ حرف غیبت
سینہ ہے مخزن معنی تو زبان اوسکی کلید — دل مین وسعت ہے تو گویا ہے زبادہ ہین جنت
حق تو یہ ہے وہ نہین عرش ہے کچھ کم جسمین — عرصۂ کون و مکان سے ہے زیادہ وسعت
وہ دل صاف جو معمور ہے یاد حق سے — زندہ دل ہے وہی جس دل مین ہے حقانیت
نام کینہ کا نہین اور نہ کدورت کا نشان — پاک باطن کو ہے ان باتون سے بالکل نفرت
ہے وہ دل کعبہ ایمان کہ ہے عرش اعظم — اہل دل کے لیے واجب ہے اوسکی طاعت
شکل مشفق وہ عطا کا مصدر اخلاق دیا — منبع جود و سخا مطلع مہر رحمت
دستگیری کا ہے سیسہ اگر ان ہاتھون — شیر سے پنجہ کرین ہاتھ وہ آئی طاقت

دست پر قبضہ سر دست ہو گر دست بخیر / اوسکے ہاتھون سے نہ رستم کو ملے پھر مہلت
[illegible] / اوسکے پنجہ کی نہین پنجہ خور مین طاقت
دستگیر [illegible] / دم قوت سے ہے عیان اوس سے خدا کی قدرت
دست مین پاون کے در تا ہو ثابت ہی / اب قدمبوسی سے برآسکے یقیناً حسرت
ہر قدم پر سر اقبال جھکی سے یہ دعا / پاون پر اوسکے پڑے آ کے جہان کی دولت
دوست آباد رہین جل جل کو عدو ہو کر سیاہ / اوسکے بدخواہون کو دائم ہو جہان مین ذلت
سلسلہ اونکی حکومت کا رہے تا محشر / دمبدم لحظہ بلحظہ بڑھے ساعت ساعت
جیسے رعنا کو خلوص آپ کی سرکار سے ہے / ہو یونہین آپ کی الطاف و کرم مین وسعت

قصیدہ بہاریہ

چلی ہے گلشن عالم مین ایسی باد بہار / کہ جسکے فیض سے نار خلیل ہے گلزار
زمین ہوئی ہے یہ سبز باغ عالم مین / بتون کے سبزۂ خط کو ہے جسکے رشک سے خار
چمن کی خاک ہے خاک شفا سے بھی [illegible] / کہ باغ دہر مین نرگس تلک نہین بیمار
برنگ خاک شفا ہو کہ صاف ہے تریاق / چمن مین گھاس کی جا ڈالتی ہے جو سم افعار
ہے سرو ابر بہاری سے [illegible] / نظر مین سب کے ہین انگشت صورت گلنار
[illegible] / عیان ہے سبزۂ بیگانہ سے ارم کی بہار
جو راستی کے نہالات خلد ہون [illegible] / تو سرو باغ جہان اونکی حق مین ہون سب دار
[illegible] / ہے جسکے سامنے کافور نافۂ تاتار
[illegible] / کہ جس طرح ہو کسی بادشاہ کا دربار
[illegible] / شگون کے سر پہ جوانان باغ کی دستار
ہین [illegible] / سنیان چمن سے یعنی عندلیب ہزار
گہر [illegible] صدف گل مین قطرۂ شبنم / اوڑگے ہیں موتیا نیسان ہے اب یہ گوہر بار
[illegible] پھولون مین لطافت سے ہے تراوش کا / چمک ہے اونکی برنگ صدائے موسیقار

کیا ہے مجھے چمن شش جہت نے عجب ششدر
تو علم مین ہوا پیش حضرت دادار

کہ اوسکے علم سے دے تو مجھے اب آگاہی
اور اوسکا راز عیان مجھپہ کر دے یا ستار

یکایک اوسکے اسی فکر مین براہ کرم
یہ ایک خضر طریقت نے مجھسے کی گفتار

وہ نظم لکھہ خطِ فردوسیہ مین اک رنگین
کہین سب اوسکو یہ عنوان کا ہے خط گلزار

کلام تیرا ہے اک سحر سامری گویا
فصاحت اور بلاغت مین فرد ہین اشعار

یہ تیری سیف زبانی کی صاف جوہر ہین
کہ تو بلا نتی ہے اصفہان کی تلوار

کیا کلام سے تسخیر تو نے عالم کو
نکیون ہو مردمک دیدۂ اولوالابصار

ہما سے فکر کا تیرے یہ آج رتبہ ہے
کہ آشیانہ سدرہ تلک وہ ہے طیار

عنانِ خامہ کو اب پھیر خودستائی سے
اگرچہ کفر نہین نقل کفر کا اظہار

کہا نصارت عالم کا خضر نے یہ سبب
ہے ایک ابر کرم بحر جود خود مختار

وہ حق پسند ہین حق پرور اور حقوق شناس
خدا شناس رسول خدا کے عاشق زار

یہ صلح کل ہے طبیعت مین اور خوش خلق
کہ قبلہ کہتے ہین مومن اونہین ہنود اوتار

سخاوت اونکی ہے عالم مین ایسی عالمگیر
کہ اونکے عہد مین درویش تک نہین ہین خوار

پھرا نہین درِ دولت سے بے نصیب کوئی
اگرچہ لاکھہ ہو کم بخت بدنصیب ہزار

کرے سوال گرسنہ جو نان کا جا کر
تو نانکار ملے اوسکو ایک استمرار

اگر فلوس کا سائل ہو کوئی مفلس
تو پائے کیسۂ زر اور صرۂ دینار

کرے سوال سواری کا گر کوئی معذور
یہ اسپ و فیل و شتر دین کہ ہوسکے نہ شمار

گدا ہین مال سے قارون کی آج مالامال
ہین اہلکارون سے خوشحال آج کل بیکار

ہے اشرفی کا چلن آج کل سجا ہے فلوس
وہ کوڑیان ہین جو آگے تھی درہم و دینار

جہان مین ڈھونڈھے اگر لیکے ماہ کی مشعل
تو پائے نام کو مفلس فلک نہ اب زنہار

سنا ہو نام جو اہل جہان نے عنقا کا
وہ مفلسی ہے نہین ملتی جسکے اب آثار

مہوس اوسکو ہی کہتے ہین نسخۂ اکسیر
اوسیکو کہتے ہین شاید کہ نقش جب جفار

خریدے دولت جاوید دیکے بھی اوسکو
تو ایک جو بھی میسر نہو سر بازار

شب برات ہین راتین تو روز ہین نوروز
ہوا الیقین مجھے اوصاف فیض شش ہنگر
تمام دور ہوئی بخت بد کی ناسازی
مین کیا کہون کہ ہون کون اور مرا ہی کیا احوال
ہزار پھینکے ہین ترک فلک نے تیر الم
کمان الم سے ہون اور دل ہے تودۂ افکار
بہ تنگ زیست سے کم بخت بخت سے مجبور
کرون نگاہ کہر پہ تو صاف ہے تقصیر
کہین خزانہ دکھا دے خدا جو قسمت سے
نصیب ہے جو میسر ہون مجکو لعل و عقیق
نظر بھی آتا ہے گر مجکو خواب مین پارس
جو باندھون تھان پہ کوئی خرید کر رہوار
کبھی جو اسپ ملے بھی تو لنگ ہو جائے
گرائے صاعقہ گردون اثر یہ ہو بالعکس
ہے زر کی دید تلک مشکل اب [illegible]
جو مجھسے پوچھے کوئی زر کی وضع اور صورت
کرے نہ قول کو سائل مرے اگر تسلیم
جو شرط باندھ کے مجھسے کوئی کہ تو پوچھے
نہ مانے پھر بھی تو آخر کہون قسم کہا کر
جو پوچھے مجھسے کوئی جناب زرگری ہے کیا
ضرور باندھ دے عطار سے کہکے مغز فلوس
کرون جو قصد سوے آستانۂ حاتم
پئے فلاح جو کرتا ہون ور دیا باسط

جہانیون کو ہے عیش نشاط لیل و نہار
کہ مقدرت سے مراد و رہوگا سب ادبار
یقین ہے طالع خوابیدہ ہو سکے بیدار
ہون نامراد جگر خستہ سخت سینہ فگار
ہوئی وہ جسم کے جان کی دل و جگر کے پار

مطلع ثانی

کھچے ہین ناوک غم دل مین میرے تا سوفار
نصیب کی ہے نحوست کا خود مجھے اقرار
اوٹھاؤن زر کو تو ہو ذرہ ذرہ مشت غبار
تو اوسکو چھوے نہ پاؤن کہ نیش مار سے مار
نگاہ کرتے ہی جل اوٹھے مثل اخگر نار
تو مشت خاک اوسے پاتا ہون ہوتی ہی بیدار

مطلع ثالث

تو سر دہری افلاک سے معاً ہو کنار
سکرائی دیونی جو چاہون کہ اوسپہ ہوؤن سوار
پڑھون اگر وقنا ربنا عذاب النار
بغیر شرح ہے جسطرح دید حق دشوار
بتاؤن شکل بشاشت کہ اوسکو مثل شمار
اوٹھا سکے زر کہون یہ بھی ہے مربع ہو سبقار
دکھاؤن لاکے ہین کافور جا سے سنگ عیار
کہ ہوگا کوئی شتر راہوار فیل و حمار
کہون مین وجہ یہ اوس سے ملی جو کوئی شمار
لکھے طبیب جو نسخہ مین شربت دینار
تو لیجلے مجھے قارون کی سمت کو رہوار
زبان پہ آتا ہے یا قابض اور یا قہار

کبھی رواں ہوں اگر سوئے دشت تفریحاً — ستم ہوا ہے بگولا اور اڑا کے گرد و غبار
ہے جان غمزدہ اک عالم کا سو طرف ہے ہجوم — یہ وہ مثل ہے کہ ہر اک انار صد بیمار
ہوئے مرے لیے رنج و غم و قلق پیدا — ہیں آسمان مجھے ارض و سپہر کج رفتار
اور اک زمانہ تھا لطف خدا سے وہ میرا — کہ ایک بوند کے سائل کو بخشتا تھا قطار
ہے پیر چرخ تو دشمن عدو ہے مادر دہر — نہ اس میں مہر نہ اس میں ہیں لطف کے آثار
غریب و بیکس و حیران و مضطر و ششدر — کہوں تو سنگ بھی پانی ہو سن کے حالت زار
عدو بھی دیکھے تو افسوس کر کے کھائے ترحم — بہائے اشک مجھے دیکھ کر جو ہو جبار
کہاں میں اور کہاں غم خدا کی قدرت سے — ترا کرم ہے یہ سب مجھ پہ جنبش دوار
محال خوف ہے دیکھو مقام عبرت ہے — یہ حال فاعتبروا یا اولی الابصار
میں اپنے وقت کا محمود کیا سلیمان تھا — غلام ایاز سے بلقیس ہی کنیز ہزار
فلک کے ترک نے کی میری چاکری اک عمر — کیا ہے طائر سدرہ کا میں نے بھی شکار
ہمیشہ مجھ سے موافق تھا دور ہفت اختر — مری مراد پہ رہتی تھی چرخ کی رفتار
نہ تھی کچھ آس کی شادی نہ کچھ گئے کا غم — نشاط و عیش میں کٹتے تھے میرے لیل و نہار
یہ انقلاب زمانہ کا بل بے گردش چرخ — دنوں کا پھیر ہے قسمت ہی تو یہ باقہار
پڑے ہوں دن تو ہو تیر اس مرہم کا فوق — بھلے ہوں دن تو ہو پھر افلاک ہم زنگار
الٰہی پھر کبھی پھرے سے میرا بخت برگشتہ — کہیں ہو طالع بیدار اس کے پھر بھی دوچار
نہیں ہے کوکب ناساز کا گلہ مجھکو — نہ ہے شکایت بازی چرخ شعبدہ کار
خدا کا شکر ہے پایا وہ جس نے جود و سخا — کہ جسکی موج ہے اک آہنی ہو بیڑا پار
ہے چشم لطف و رحمت نگاہ بخشی سے — وہ عالمین نوح کی کشتی ہے اگر ہو دوچار
شکست اب [illegible] تجھ سے مجھ کو نگاہ — بہت کیا ہے مجھے تو نے ایک عمر سے خوار
نگاہ کھول کے حسن دیکھ چشم غور سے آہ — کرم سے ہوتے ہیں کس طرح سب [illegible] بار
[illegible] — کرونگا جھک کے ادب سے تجھے سلام ہزار
[illegible] پشیمان — کہ ایک نگاہ میں سب دور ہو مرا ادبار

نگاہ خاک پہ پڑ جائے تو وہ ہو اکسیر
زبان ہلائے تو یارب کہ ہون عیان آثار

نظر ہے عین عنایت حیا ہے آنکھون مین
بسے ہے دل مین رحم تو ہمت کے بشری پر آثار

اودھر سے نقد مراد دلی ہو مجکو عطا
مری طرف سے گہر ہائے نظم اونپہ نثار

ہون اونکے خیر طلب شاد دوست ہون خرم
حسود اونکے ہون پامال اور عدو فی النار

جہان و اہل جہان سب ہون اونکے دست نگر
ہمیشہ دولت و اقبال و بخت و نصرت یار

ہو سبز برگ نہال مراد و نخل حیات
ہین سبز گلشن عالم مین جب تلک اشجار

پھلین مراد کے پھل سے وہ باغ ہستی مین
جہان کے باغ مین پھلتے ہین جب تلک اثمار

الٰہی دھر کی سرصر سے رکھہ اونہین محفوظ
چمن مین دھر کے جب تک چلے نسیم بہار

خدا کا سایہ ہو رعنا کی ہے دعا آمین
کفیل کار دو عالم ہون احمد مختار

ناتمام قصیدہ مدحیہ ہند

آدم نے باغ عدن کو چھوڑا جب آئے ہند
مقدم ہند [illegible] کا [illegible] ہند

بھولے سے پھر نہ جائے کبھی ہے یہ وہ جگہ
جنت کی راہ بھول گئے رضوان آ کے ہند

سایہ نہین ہے جرم قمر مین یہ مردمو
ہے مرد [illegible] گردون [illegible] ہند

آتا ہے رشک نکہت گیسو سے حور کو
چلتی ہے جھوم جھوم کے جب وہ صبائے ہند

یعقوب کو ہے مد نظر دید تو کہو
آنکھون [illegible] جائے [illegible] ہند

سستا ہے نقد جان پہ بھی حسن ملیح ہند
زر [illegible] ہوا [illegible] ہند

ہاروت کیا ہے کھینچ لے یوسف کو چاہ سے
اللہ رے رسائی [illegible] ہند

آبحیات آب ہے جان بخش ہے ہوا
کیونکر ہو اتفاق [illegible] ہند

ہر ملک مین جو وصف ہین وہ سب ہین بیچ ہند
سب [illegible] وہ دل [illegible] خدا سے ہند

جان جہان ہے ہند اگر جسم ہے جہان
تھی [illegible] ہند

حب الوطن کو چھوڑ بہت ظل ایزدی
آئے ہین کھیل جان پہ [illegible] ہوا سے ہند

گر کوس بھی کوئی لمن الملک کا بجائے
شایان شان ہے ہے کہ قربان روائے ہند

تمہید قصیدہ ناتمام

گذشت دور یکمین عہد راست نو آئین　　شدست ثانی جسونت سنگہ تخت نشین
رخ عروس زمان رونق شباب آمد　　گرفت بزم جہان بہر شاہ نو تزئین

دیگر

جور کم کن کہ نماندہ است مراد دولت و دین　　ماہ باشد رخ تو از چہ دلت سنگین
مہر را غیر تو ہرگز نہ شنیدم بے مہر　　ماہ را جز تو ندیدم کہ شود چین بجبین
بگذر اینک ز سر جور و جفاے عاشق　　تا خدا ہم بکند رحم بتو روز پسین

دیگر

بس نکر جور اب اتنا ستم خوبان حسین　　ناز کم کر تجھے کچھ خوف خدا ہی کہ نہین
تیری ٹھوکر سے ہے ملک دل عالم پامال　　اور برباد ترے ہاتھ سے ہی دولت و دین
میرے نالے سے خبر تو نہوا اسکے غافل　　اور ہلے آہ سے وان کنگرۂ عرش برین

قصیدہ ناتمام مدحیہ مارواڑ

چون سے خورد نمک زنمکسار مارواڑ　　زین شد تمام ہند نمک خوار مارواڑ
سیم آہن مس و سرب آورد م ز جبال　　ہم سنگ پارس آمدہ کہسار مارواڑ

دیگر

ہین مہاراجہ جسونت سنگہ اب تخت نشین　　ہے اگر ظل الٰہی ہین تو وہ عرش برین
رشک گلزار بنی فصل بہاری سے زمین　　عہد نوشاہ سے ہے اور فصل مہ فروردین
[illegible] رشید ست ذرہ کی شیدا کرتی ہی　　سینہ زرسے ہے جو ذرہ تو وہ خورشید جبین

بادشاہی کا اوسی سے ہے نقد نام و نشان
تخت ہے مہر سلیمان تو وہ ہین اوسکے نگین

وہ ہالہ مین ہے یا برج شرف مین ہے مہر
تخت پر شاہ ہے اور سر پہ ہے چتر زرین

اول قصیدہ در صفت تار برقی لندن و امریکہ گفتہ با کمال مضمون [illegible] شگفتہ

شعر مین فکر کی ہے پیشہ دوانی درکار
تار ہو کس سے مضامین کا باندھون گا تار

اور ہو کس طرح سے نزدیک ہے یہ تار برقی
نظم عالم کا ہوا اوس پہ اب اوسکے مدار

حق مین ناراض کے ہے یہ رشتۂ تسبیح کی طرح
برہمن سکے لیے رشتۂ تار ہوا ہے زنار

رشتۂ سوزن عیسیٰ ہے گنہگارون کو
دست صبا اوپر ہے چاک گریبان ہشیار

بہر مشتاق ہے رشتۂ تار الفت محبوبان
سینہ مین زخم جگر اوسے تو ہین سینہ فگار

تار باران بہاری ہے برائے دہقان
تشنہ لب کے لیے ہے جوئے روان کی اک دھار

شعرا کے لیے ہے فکر رسا کا رشتہ
طبع کی گرمی بازار کو ہے صورت تار

نغمہ سنجون کے لیے ہے نقط سر کی طرح
تار طنبور ہے قوال کو یا تار ستار

نام ہے ٹیلی گرام اوسکا نہین لیک گرام
نہ وہ سنبک ہے نہ کچھ طرح رکھے او رگندھار

قول قوالہ گردون یہ سمجھا ہے یعنی
تار برقی ہے مغنی کے لیے موسیقار

راز دل بھیجتے ہین پردہ نشین در پردہ
واہ رے عصمت الطاف کریم ستار

چور کو راز نہ ظلمات مین بھی روشن ہو
ہے عسس کے لیے یہ بہر سیاست شب تار

ساتھ بسمل کے رہا کرتا ہے مثل شہ رگ
دشمن جان عدو مثل قضا ہے یہ تار

جان اعدا پہ گرا کرتا ہے بجلی کی طرح
خرمن ہستی ناری ہے اسی سے فی النار

کھوٹی کھوٹی ہو کھری صاف کھری ہو جائے
تار برقی ہے غرض حق کی خبر مین معیار

جامۂ تن مین گل آسا نہ سمائی پھولے
تار برقی تو ہوا خواہ کو ہے باد بہار

باغ عالم مین ہر اک ملک ہر اک گل ہے
تار برقی ہے ہر اک گل مین رگ گل کا تار

تار سے چیز نہین کوئی جہان مین خالی
بلکہ ہے نام خدا تار سے نام ستار

مہر مین تسبیح و مسا تار شعاعی دیکھے
چاندنی جاری ہی دن کی ہے وہ ہے کہ شب تار

گر زمانہ کو کرو غور تو لیس ہے شب و روز
ہے یہی روشنی روز و سواد شب تار

تار بافون میں بھی ہوتا ہے سنا کرتے ہیں
پیرہن اوس سے نہ خالی ہے نہ کوئی دستار

تار و پود اس سے ہوا پیرہن ہستی کا
رشتۂ جان کا اسی تار پہ ہے دار و مدار

حق نے بخشا ہے اگر تار نظر عاشق کو
بہر معشوق ہے موئے کمر و زلف کا تار

تار سے نور ہوا بزم جہان میں معمور
تار شمعون میں نہ ہوتے تو مکان ہوتی تار

تار میں گوہر و گل دونون نہ ہوا کرتے ہیں
سہرا سہرہ وہ ہوا اوس گلے کا یہ ہار

رشتہ ہوتا ہے محبت کا جہان میں دلکش
خاص وہ پاس ہے جو باہم دو سرکار قرار

جب سے امریکہ و لندن میں یہ تار برقی
شکل اک جان دو قالب ہے بنا ہم غفار

متصل تار سے ایسے ہوئے یہ دونون ملک
جیسے دو آنکھون میں ہوتا ہے نظر کا اک تار

وہ اگر گل ہے تو یہ رنگ جو یہ رنگ وہ بو
وہ چمن ہے یہ فضا وہ ہے فضا تو یہ بہار

وہ ثمر ہے یہ مزا یہ ہے مزا تو وہ ثمر
موج وہ بحر یہ وہ بحر یہ موج انہار

جیسے دو بحرون کو اک نہر ملا دیتی ہے
جیسے ہون متفق الرائے دو مرد ہشیار

ملک تو دو ہیں مگر قوم تو در اصل ہے ایک
نہیں امریکہ و لندن میں تفاوت زنہار

دونون ہی قند مکرر ہیں مگر ذائقہ ایک
ایک تاریخ ہے دو نام کہو لیل و نہار

قطع ہوتا ہی نہیں جب سے یہ رشتہ ہوا گر
لیک قاصد ہی سخن سنج مقرر درکار

تار برقی نہ کہو جو سے ملا دونون سے
بلکہ ہے قاصد مستعجل و گرم رفتار

اب خدا سے یہ دعا ہے کہ رہے وہ الفت
جسکی شہرت ہے عجم و ہند سے ہوتا تاتار

تا ابد نام کو در اصل ہے لیکن وہ قول
صاف دو تار کے ملنے سے ہے وفا کا اقرار

قائم امریکہ و لندن میں رہے تا بہ ابد رشتہ
جیسے گوہر میں رہا کرتا ہے ہمیشہ تار

تار برقی کو کہے لندن و امریکہ جدول
آج کل نظم کا رشتہ تو یہ باندھا ہے تار

قصیدہ جواب در قصیدہ انگریزی لندن شاہ جہان ملکۂ ہند و انگلستان

اے گل گلشن شاہنشہ ہند و لندن
آب و رنگ چمن ہند و فضا سے چمن

خاک لندن کو اگر سمجھیں تو توہے طوبی
تجکو سدرہ کہیں گر ہند ہو رضوان کا چمن

گر ولیعہد بہادر ہیں قبائے اقبال
تو بھی پیراہن شاہی کا ہے شاہا دامن

فرط شادی سے کبھی جامہ کو تن میں نہ سما کے
آپ کے جدۂ شاہنشہ ہند و لندن

ہند و لندن جو حقیقت میں ہی مانند صدف
اوسکا تو ہی دُر یکتا کہ نہیں جسکے ثمن

تو اگر زمرۂ اطفال میں ہی شاہنشاہ
شاہ نسوان تری مادر بھی ہی شاہ زمن

شاہ مردون میں ہیں بیشبہہ پرنس و یلز
شاہ شاہان تری جدہ ملکہ یعنے کوئین

دست قدرت ہیں جو شاہی کی جناب ملکہ
قوت بازوی شاہی ہیں ولیعہد زمن

تو ہی خورد کلید در دولت ہے مگر
عقدہ حل ہوتی ہیں ناخن ہی جو کھولو تو معاً

ہیں ولیعہد فلک عرش جناب ملکہ
مہر تابندہ ہے تو نام ہے جس ہی روشن

مہر شاہی ہیں ولیعہد مگر تو ہے نگین
تو انگوٹھی ہے سلیمان ہی جو شاہ برٹن

وسعت ملک میں گر روس و حبش ہیں بڑھکر
قوت علم و ہنر میں ہی بیرا فضل لندن

شاہ کا ہوتا ہے جس شکل سے ذیان وسیع
مہر ہو خرد مگر نام ہے اوس ہی روشن

کیا بزرگی ہے ہوا کوہ جو رفعت میں رفیع
حاصل کوہ یہی ہے کہ ہوا اوسمیں معدن

شکل و ل جسم میں تو اپنے گھرانے میں ہے
اسلیے تیری بزرگی میں نہیں جای سخن

کسر شان اسمیں جناب ملکہ کی کیا ہے
نکتہ چین ایسی مثالون سے نہونگی بدظن

پہلے تو ایک تھین اب سو ہیں جناب ملکہ
بیٹے اور پوتے ہیں دو صفر تو حضرت ہیں وَن

گود میں تخت نشینون کی تری جا ہی آج
تجھسے ہو رشک سلیمان کو تو ہے مستحسن

تو جو سویا تو خبر کون جہان کی لیگا
پاسبان سوتی ہے ہرگز نہیں یکچشم زدن

ناز کا خواب بلاشبہہ ہے خواب شیرین
مان سلاتی ہے تجھے زانو پہ جو رکھکر دامن

پر نہ سو ایک منٹ اور نہ کہا مان کا مان
لاکھہ سونے کو کہے شاعر شہر لندن

چشم بد دور ترا جیسے ہی بخت بیدار
عین بیداری کا لازم ہے تجھے بھی قدغن

تہنیت اب تجھے دیتا ہے زمانہ شاہا
چین و امریکہ و ہند و حبش و روم و ختن

چشم انصاف سے دیکھو اور اکا سلام
طالب دید ہیں دم بھر کو اوٹھا دو چلمن

یہ دن وہ دن ہے کہ یکسو غم جہان سے آج
ہیں جمع آج مسرت کے جابجا اسباب

ہیں محض فیض ہوں روح القدس ہے میرا نام
سوائے لطف نہیں میرا کام زجر و عتاب

کمال لطف سے رکھکر مرے دہن پہ دہن
کیا زبان کو عنایت مذاق شہد لعاب

کہوں عقیق ہیں یا برنگ لعل اوسکے
وہ سرخ و صاف کہ ہو آب آب رنگ شہاب

مزے ہیں قند شکر کہ لطف ہیں وہ لب
سرور حسن سے کہ ہو مثل نشۂ مئے ناب

کہا ہے میں نے کہ اس لطف کا سبب کیا ہے
دیا براہ عنایت یہ اوسنے مجکو جواب

جہان میں ہے زبان زد ترا کلام بلیغ
ملا ازل سے فصیح البیان کا تجکو خطاب

نہ سال حزن نہ شہر الم نہ روز قلق
نہ وقت رنج کا ساعت نہ غم کی ہے یہ جناب

زمانہ عیش و طرب کا ہے روز شادی ہے
یہ وقت لطف و مسرت کا ہے پئے احباب

ہجوم رنج کے ہے بعد بالیقین راحت
سبب الم ہیں خوشی کے جہان میں اکثر اسباب

طلوع شمس و قمر کا ہے جیسے ظلمت سے
نزول بارش باران کا یا سبب ہے سحاب

جناب حق سے تری حق میں ہے یہی فرمان
یہی ہے تیرے لیے حکم حضرت وہاب

خزائن در مضمون کو کھول دوں تجھپر
کروں میں وا تری خاطر سخن کے سب ابواب

کہوں میں وحی کہ الہام اوسکو یا القا
کہ صاف اوٹھ گیا یک لخت میرے دل سے حجاب

کھلی جو آنکھ تو دیکھا عجیب اک سامان
کہ ایک نور ہے جس طرح چادر مہتاب

وہ اہتمام تھا فرش زمین سے تا بفلک
کہ جسکو دیکھکے ہوتا تھا مجکو استعجاب

شب برات شب قدر یا شب معراج
تمام تھے متردد ملک شتاب شتاب

پڑی ہی تھی چادر مہتاب کی فلک پہ نقاب
پرے سے اہل فلک جھانکتا تھا خوب سحاب

تھی سدراہ کئے ساکنان عرش برین
ہزار طائر سدرہ کے پر برا سے حجاب

جدا تھا عالم علوی سے عالم سفلی
یہ حکم دیدۂ انجم کو تھا بصد آداب

نگاہ بھول کر ڈالے کوئی نہ سوئے زمین
حیا سے آنکھ رکھی اپنی بند مثل حباب

ہیں ماہتابی پہ مانند ماہ جلوہ فروز
عروس پردہ نشین نوشہ سپہر جناب

وہ ماہتابی کہ کرسی پہ جسکی ہے بنیاد
وہ ماہتابی کہ جلوے سے ہیں غیرت مہتاب

بلندی اوسکی ہی اس درجہ آج شہرۂ خلق
کہ ہو سکے اوڑ کے کبھی فکر کا نہ اوسپہ عقاب

جو سلسبیل جنان اونکا رود خانہ ہے
تو رشک چشمۂ کوثر ہے صحن کا تالاب

نجوم چرخ ہین اوس سے سعادت اندوز آج
سعید ہو جو زحل آ کے چومے اوسکی رکاب

ہے مشتری کی سعادت بھی کوڑیون کی مول
قرین ہوئی ہین یہ سعدین یا اولوالالباب

ہے مشتری کو یہ حسرت تھا یہ رشک زہرہ کو
کنیز ہوتی جو اونکی نہ پھرتی خانہ خراب

عجب نہین ہے جو بیت الشرف ہی آج محل
فلک نشین ہی کہ فرش زمین ہوا کمخواب

وہ شامیانہ ہے کہتے ہین جسکو عرش برین
فلک ہی خیمۂ اطلس تو کہکشان ہی طناب

بچھا ہے مخمل و قالی کی جا تمامی فرش
سمور و قندر و دیبا و قاقم و سنجاب

ہے اونکی جلوہ سے یہ دھوم فرش تا بہ عرش
اور اونکی فیض سی عالم کا ہے چمن شاداب

یہ کہدو وا ہے در فیض نقد انجم سے لے
سنائے آ کے مغنی چرخ چنگ و رباب

وہ لوح جسکو کہ محفوظ لوگ کہتے ہین
ہے اونکی فیض کے دفتر کے ایک فرد حساب

کیا ہی چرخ پہ زہرہ نے کار مشاطہ
زمین پہ کرتی ہے بلقیس جمع کل اسباب

ارم مین آج حسینون کی ہی حنا بندی
لگائے پھرتا ہی پیر فلک شفق کا خضاب

فروغ حسن خداداد کا یہ عالم ہے
کہ لیلی حور سے پریون تلک ہی استعجاب

ہے وہ وجود مقدس بصورت معصوم
خطا کا نام نہین ہی جہان سوائے صواب

وہ حسن ہین فلک حسن ہی تو مہر مین مہر
ہی وہ جو مہر تو ذرہ ہے مہر عالمتاب

زبان پہ حور و پری کی یہ ذکر خیر ہے آج
زبان پہ کون سی ہم منہ سی لائین نام جناب

جہ ذکر نام مبارک کمال بے ادبی ہے
ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب

ہے اونکی عفت و عصمت کا اک جہان شاہد
تمام ہند ہی واقف گواہ ہے پنجاب

ردا ہے عصمت والا ہی چادر تطہیر
کہوں جو دامن مریم نہین کچھ استعجاب

وہ عندلیب خوش الحان ہین باغ عالم مین
کہ جنکو بلبل شیراز دے سکے نہ جواب

سخن ہے اونکا فصاحت مین شمع گویا تھی
سفینۂ دل آگاہ ہے خدا کی کتاب

قیاس اونکا ہی مقیاس کارخانۂ دہر
اور اوسکے دیدۂ حق بین ہین عین عین الصواب

دماغ ہے گل مضمون کے عطر سے معمور
علی وہ روضۂ رضوان کا عطر بیز ہوا

ہے صحن صفحہ پہ اب گرم رقص کبک قلم
صریر ہے کہ کسی عندلیب کی ہے صدا

ہے آج سبزۂ طبع رواں میں ایسا نمو
کہ ہو بہار میں سبزہ جیسے صحن صحرا

ہوا ہے رشک سے لوح و قلم پہ عرصہ تنگ
ہر عندلیب قلم اس اور نغمہ سرا

زمین قصیدہ کی رکھتی ہے آسمان پہ قدم
کہ گل سخن میں ہے انجم سے بڑھ کے نور و ضیا

کروں رقم جو میں احوال نرگس بیمار
خط غبار ہو نرگس کو جس میں نامۂ شفا

ہر ایک سطر مسلسل ہے صورت سنبل
ہر ایک بیت ہو مانند سدرہ ... طوبی

ہے سلسبیل وہ بیت السطور رشحۂ سیاہ
کہ جس کو خضر بھی کہتے ہیں نہر آب بقا

کہوں میں حاشیۂ صفحۂ قصیدہ کو
سواد باغ ارم تو یہ میں ہے نازیبا

اگر ہے مثل گل اشرفی گل مضمون
تو موتیا ہے ہر اک گوہر سخن میرا

یہ سال سال مسرت ہے ماہ ماہ مراد
یہ دن ہے عید کا دن وقت خورمی ہے دلا

یہ روز روز ہے نوروز کا جو عالم میں
سرور و عیش کا گھر گھر اسی سے ہے چرچا

لکھوں قصیدہ کا میں ایسا مطلع روشن
کہ جس سے مطلع خورشید کی ہو ماند ضیا

مقابل اوسکے چراغ سحر ہے طور کی شمع
فق اوسکے سامنے موسی کا ہو ید بیضا

جہان میں آج جو سرکار ہے سر آرا
یہ جشن اور یہ نوروز وا وصل علی

نثار فرق مبارک ہوئے نجوم فلک
فدا ہے پاسے مبارک گہر ہیں سر تا پا

یہ دھوم دھام ہے شادی کی عرش ہے تا فرش
کہ تہنیت کا ہے گردون تلک غوغا

کہا یہ دل نے دکھاؤں تجھے قران دو سعد
فلک پہ چل کے بصد صدق دیکھ لے رعنا

قران وہ جس سے سعادت قرین ہو تا ابد
وہ اجتماع کہ ہوں جمع مشتری زہرا

ایضاً ناتمام

بہار تازہ سے ہے عالم میں نور کا ہے ظہور
چمن چمن ہے جہان میں جہانیوں کو سرور

یہ روز آج جو نوروز کا ہے عالم میں
ہوئے ہیں لذت شادی سے کام جان معمور

بڑھا ہے نشۂ جامِ بہار اس درجہ
کہ سارے حور و ملک جن و انس تک ہیں چور

بہار باغِ جہان کو ہے تحفۂ جنت یہ
فضائے گلشنِ گیتی میں ہے ہوا سے سرور

ہوئی بہار یہ باغِ جہان میں رحمتِ عام
کہ تا بنجار و خسک سبز ہے بہ ربِ غفور

جہان کی باغ میں نوروز کا یہ شہرہ ہے
بلند عالمِ علوی تلک ہے اوسکا شور

دعا یہ داعیٔ صادق کی ہے بصدق و صفا
کہ رکھے آپکو خالق مراد سے بھرپور

تری طرف سے کدورت جو دل میں رکھتے ہیں
مثالِ شیشۂ ساعت ہوں گرکے چکنا چور

ایضاً

بس کہ جرات ہے کافر پہ مکر و دغل
باز آ ظلم سے غارتگرِ ادیان و ملل

جان و مال و دل و دین کرتے ہیں عشاق فدا
حیف ہے جا سے وفا اوسپہ دغا اور دغل

کیا ہوا شکل فرشتے کی بنا رکھی ہے
باطناً کوٹ کے رگ رگ میں بھرا ہے چھل بل

دلربائی سے زمانہ میں کمالِ دلدار
سخت معیوب ہے محبوب کا یہ مکر و چھل

تقریبِ جشن شادی ولیعہد بہادر مارواڑ

کیا شادی کا مبارک ہے ترے سر سہرا
راج کا ہے یہ ولیعہد کے سر پر سہرا

تیری شادی سے ہیں سب شاد مہاراج کنور
تیرے سہرے سے زمانہ میں ہے گھر گھر سہرا

گل کترتے ہیں مضامین کو سہرے کے لیے
رشتۂ فکر میں گوندھیں گے سخنور سہرا

موتیا میں ہے کہیں آب سوا موتی سے
اشرفی کی ہے کہیں پھول سے پُرزر سہرا

صرف تارِ نظرِ عاشقِ صادق جو کروں
دل سے دیں داد مجھے دیکھ کے دلبر سہرا

کہکشان سے نہ مجھے عقدِ ثریا سے غرض
ایسے سہروں سے میں گوندھوں ترا خوشتر سہرا

پیرِ کنعان کا اگر رشتۂ الفت پاؤں
گوندھوں پھر سوزنِ عیسیٰ سے مقرر سہرا

حسنِ یوسف کے چمن میں سے زلیخا گل چین
کبھی ایسا نہ ہوا اوسکو میسر سہرا

گلِ جنت کہوں علماؤں سے الا ہکت فی القول
عرقِ حور میں کر لائیں معطر سہرا

کم نہین مردمک چشم عنا دل سی گہر
رگ گل تار ہی کیا خوب ہے بہتر سہرا

رشتۂ کاہکشان مین ہین پروئی انجم
پیر گردون نے یہ گوندھا ہی منور سہرا

روی روشن ہی جو خورشید تو سہرہ ہی شعاع
باندھ کر آیا ہے گویا شہ خاور سہرا

عرش پر قدسیون نے گوندھ کی تیار کیا
عقد پروین نہین قدرت کا ہی مظہر سہرا

لعل و یعقوت ہین الماس و عقیق و گوہر
کیا انمول ہی شاہا ترا پرزر سہرا

حور و غلمان ملک و جن و بشر ہین حاضر
دیکھیے کرتا ہی عالم کو مسخر سہرا

ہفت اقلیم کا رکھتا ہی تماشا یہ طلسم
شکل آئینہ ہے لے دیکھ سکندر سہرا

آج شادی سے سماتا نہین پھولا عالم
دیکھ پایا ہی جو پھولون کا سراسر سہرا

اہل محفل کے دماغ آج ہین خوشبو سے
عطر سے مشک سی گل سے ہی معطر سہرا

کہتے ہین سید کے واقف سمجھے دہر یار
تار زرتار ہین اب گوندھین گے سرور سہرا

قدر دان پھولین گے پھولونکی طرح محفل مین
داد دینگے مجھے سن سن کے سخنور سہرا

سر پہ نوشہ کے مبارک ہو یہ سہرا آمین
گائے تا اوج افلاک یہ گھر گھر سہرا

دل سے دیتا ہے نظام انکو سحر کی دعا
تیرے سر پہ رہے تاج کا تا ساعت محشر سہرا

سہرا در شان سید صاحب

تمکو نوشاہ مبارک ہو یہ زرین سہرا
لعل و یاقوت سے ہی صاحب تزئین سہرا

انجمن حلقۂ انجم ہی مکان چرخ برین
چاند سا آپ کا چہرا ہی تو پروین سہرا

نکہت گل سی بسی محفل جشن شادی
گوندھ کر لایا ہی گلزار سے گلچین سہرا

سہرے کی شان بھلا کس سے بیان ہوتی ہی
سورۂ فاتحہ چہرہ ہے تو آمین سہرا

مصحف پاک پہ تفسیر ہی جیسے صورت
چہرہ سہرے کی جلا چہرہ کی تزئین سہرا

صبح تک شام سے اوٹھے نہ حیا کا پردہ
کان مین کرتا ہی نوشاہ کے تلقین سہرا

آپ سرتاج ہین امت کی تعجب کیا ہی
کنگنا جبرئیل امین باندھین سلاطین سہرا

گل تو کیا تیرے سہرے پہ جو چھا جائین کی تعجب کیا تھا
ہمہ تن شکل زبان ہو کے ہی تحسین سہرا

تہنیت جشن بسم اللہ شاہزادی

کہو زہرہ سے گائے آج انجم کا سہرا
ہے محفل مشتاق آج بسم اللہ کا سہرا

دولھن ہے شاہزادی گندھی جا کر ہے کوئی
ارم سے گوندھ لائے آج بسم اللہ کا سہرا

دولھن کا عطر اگر ہے ... سے پائی
پری لا کر بسائی آج بسم اللہ کا سہرا

یقین ہے موتیوں کو جو ہے ... بھاری
کہو سر سے پاتک سے آج بسم اللہ کا سہرا

بندھے گا پاک دامن کو یہ سیراب گوہر ہیں
کہو جا کر نہائے آج بسم اللہ کا سہرا

عروج سربلندی کہکشان عقد پروین
بھلا کیونکر نبائے آج بسم اللہ کا سہرا

بندھا ہے روی پاک گلبن گلزار زہرا ہے
کہاں پھولا سمائے آج بسم اللہ کا سہرا

لکھوں کل سے بہا ہے دوسرا سہرا عروسی کا
اگر یہ تنکو کیا سے آج بسم اللہ کا سہرا

مبارک باد سے ... ہو زیادہ شور تحسین کا
وہ رعنا لکھ کے لائے آج بسم اللہ کا سہرا

تہنیت تیوہار راکھی سر بہ دربار دوار

ہو مہاراج بہادر کو مبارک کنگن
آئے ہر سال مع الخیر یہ رکھشا بندھن

زیب راکھی کو ہوئی ہاتھ سے ماشاء اللہ
ہاتھ کا دست نگیں اوس سے بڑھا یا جوبن

ہاتھ اور راکھی کا کیا خوب ملا ہے جوڑا
دولہ گر دست حنائی ہے تو راکھی ہے دولھن

عقد سے اوسکے کھلیں اہل جہاں کے عقدے
یہ ہے پہنا کبھی نہ ہوگا کبھی ایسا روشن

ہاتھ سے پنجہ خورشید تو راکھی ہے شعاع
عقد پروین ہے جو دیکھے تو بجا ہے یہ سخن

کہہ عجب تاب ہے راکھی کی زر و گوہر سے
ماہ کی قدر دانی ہے تو سورج کی کرن

اوسکی نگینی پہ نیرنگ جہان کا ہے گمان
اوڑ گیا دیکھتے ہی طائر رنگ گلشن

تہنیت کا جو گیا چرخ بریں پر شہرہ
ہو گیا خم پئے تسلیم سر چرخ کہن

ہے یہ دربار کہ اندر کا اکھاڑا یا رب
جس طرف دیکھیے پریوں کا عیاں ہے جوبن

اک طرف گاتی ہے راکھی کا بدھاوا زہرہ　خلد سے ناچنے کو آئی ہیں حوریں بن ٹھن
سحر گانے نے کیا ناچ نے از خود رفتہ　دل اوڑا لے گئے لیجاتی ہے ہوا مجھ دامن
چرخ گردون نے عجب لے کا سماں باندھا ہے　مہ و خورشید کے طبلون پہ اوڑاتا ہے پرن
دیجیے دل سے مہاراج بہادر کو دعا　مدح کے بعد مری طبع کو یہ ہی قدغن
خیر سے آئے یہ دن آپکو ہر سال آمین　جب تلک ہند میں جاری ہے راکھی کا چلن

مبارکباد شرح سلطانیہ

ہوا پر نور سلطان جہان بیگم کا کاشانہ　کیا شاہ جہان بیگم نے کیا جشن شاہانہ
سکندر بیگم علیا نے کی وہ آئینہ بندی　پھرا دیوانخانہ سے سکندر مثل دیوانہ
نظر خیرہ ہوئی تھی شیشہ آلات اسقدر روشن　پری شیشے میں اوتری ہو گئی محفل پریخانہ
کیا دربار میں زہرہ نے آکر جیسے گھڑی مجرا　ہوئے بیخود مسیحا دیکھکر ناز عروسانہ
ہزاروں بزم میں جمشید سے ناخواندہ مہمان تھے　نکل خم خانہ سے دخت رز آئی بے حجابانہ
عیان تھا دور دورہ اونکا دور ساغر مے سے　سکندر کا بنا آئینہ دیکھو جم کا پیمانہ
یہان تھی عام دعوت خوان یغما خوان نعمت تھے　وہ جنت تھی کہ آدم نے جہان پایا نہیں دانہ
ہزاروں طائفے تھے بزم کا یہ قرینہ تھا　زنانہ میں زنانہ اور مردانہ میں مردانہ
زلیخا مریم و بلقیس حور و لیلی و شیرین　یہ سب مہمان بزم جشن تھیں ہم صاحب خانہ
دل ابنائے جہان کے مطمئن ہیں اعتماد سے　تمہارے عدل کا مشہور ہے عالم میں افسانہ
تمہارے عہد میں ہو خاطروں کو اب یہ جمعیت　خیال زلف میں خواب پریشان اب ہے افسانہ
نہیں پڑتی نگاہ گرم عاشق شعلہ رویوں پر　مژہ چلمن بنی ہے اونکی حق میں مثل خس خانہ
تمہارے عہد میں اب بیکسی یہ ہو گئی عنقا　یتیم آتا نہیں درج صدف سے کوئی دردانہ
تم ایسی پاک دامن ہو تمہارے عہد عفت میں　نہ آیا شمع کے دامن تلک بھی اوڑ کے پروانہ
پڑیں آنکھوں میں جلتی ہو سلائی آنکھ کا ڈورا　عنادل کی جو پڑ جائے نظر نرگس پہ مستانہ
نہیں تار فلک پر نقد انجم لیکے آیا ہے　ہوا ہے آپکی سرکار سے گردون یہ جرمانہ

ایسی ہے برق کی گرما گرمی
طور کی شمع اگر تجلی ہے
کانگڑہ کا ہے گمان بادل پر
شامیانہ ہے اگر ابر کرم
رعد کا شور ہے طبلہ کی پرن
رقص سے کم نہین بجلی کی دمک
بیقراری ہے برنگ سیماب
دامن برق کی ہے قوس قزح
برق کی ابر مین اس شکل نمود
جیسے خیمہ سے اوٹھا کر چلمن
چاند بدلی سے نکل آتا ہے
نظر آجاتا ہے کاٹے کا من
نظر مردمک چشم پری
شب یلدا مین براق معراج
ریل کے دود سے اوٹھتا ہے شرر
برق کے جلوون کو زنہار نہ پوچھ
صاف شیشہ مین اوتاری ہے پری
ہے دماغ اوسکا جبھی گردون پر
عرش والون کی ٹھٹکتی ہے رال
بزم عالم مین ہے گر ابر عروس
گھیر لاتی ہے اوسے سر ہوئے
صاف اوڑ اسکے لیے پھرتی ہے وہ
ہو ہوا خواہ جو لاسکے دم مین

ابر مین صاف ہے اعجاز نما
ابر ہے صورت طور سینا
برق جو الا مکھی ہے کہیے تو بجا
صاف اندر کا اکھاڑا ہے کھلا
مینہ سے زنگولہ کی آتی ہے صدا
زر سنی کہیے کہ اوسکو زہرا
ہے چپک رقص کا جیسے توڑا
پیش واز ابر شفق ہے ٹپکا
جیسے محمل مین مقام لیلا
جلوہ دیتے ہین پر پیرو ڈھلا
جیسے رخ زلف سے ہو جلوہ نما
دانت یا اودے لبون سی پیدا
یا خیالات دل اہل صفا
نائل عرش ہے یا عمل علی
یا شب تار مین جگنو پیدا
گہہ فلک پر ہین کبھی تحت ثری
حور ہے خلد مین یا جلوہ نما
اور مزاج اوسکا ہے بالا سے ہوا
کون کہتا ہے اوسے مینہ کا چھالا
چشم بد دور ہے مشاطہ ہوا
یہ جو شانہ ہے تو وہ زلف رسا
خوب باندھی ہے ہوا اوس کی بھی ہوا
[illegible] دل کیا کیا

کسی عاشق کا کھون کیا دم سرد
خفتۂ گنج عدم جو ننگ پڑے

کیا بیان کیجیے برسات کا لطف
باد و باران جو موافق ہین آج

ابھرے ہوگئے سب نقش بر آب
کیا ہو باران کا بیان شان نزول

فیض باران سے ہین اشجار نہال
مہربان ہون تو برس جاتی ہین

رشتۂ سوزن عیسے سے نہین
رشتۂ الفت عاشق کیسے

فرط بارش سے ہے پانی پانی
صورت گریۂ عشاق کہین

چشمۂ آبروان صورت چشم
بخت بیدار ہوے دہقان کی

مردہ دل فصل خزان کے مارے
قطرۂ بارش باران سے جیے

عالم آب روان ہے یہ صاف
دیکھ دریا دلیے باران کو

تار باران کا جو دیکھے تیز از
آگ پانی نے جو ٹھنڈی کر دی

آگئی جان زمین مین مینہ سے
ہے طبیعت مین یہ موسم کی نمو

صورت چشمۂ حیوان ہے دوات
دم عیسے سے نہین کم جھوکا

سخن سے آیا جو کہین گستاخا
دل اوڑا سے لیے جاتی ہے ہوا

کیسی دلچسپ ہے یہ آب وہوا
گلون کو باران نے بنایا ہے صفا

شان باری کی ہین بادل آیا
واہ رے لطف عمیم مولا

دشت مین ہوتے ہین جاری دریا
تار باران مین کم اعجاز ذرا

خواہ تار نظر چشم حیا
بہہ گئے کوہ سے ہر سو دریا

خضر کا دل تو نہین پھوٹ بہا
قطرہ قطرہ ہوا دریا دریا

کیا بہا جاتا ہے ہر سو سوتا
زندہ درگور تھے اب تک گویا

خضر نے آب حیات اونکو دیا
صورت طبع روان رعنا

شعر کی بحر کا ہے اب دھوکا
صاف ہو آب روان کا دھوکا

آج زر دشتی ہین سب ہم ترسا
ہے یہ گل مین اثر خاک شفا

دوب ڈالو تو شجر ہو پیدا
شاخسانہ قلم نے سے اوگا

ہو گیا ہے فلک نیا اوپری — سبزہ حد سے بڑھے کیا سبزا
ہو سر رشتہ دوانی تو خیال — سبز باغ اوسکو دکھائے کیا کیا
گائے دیپک تو سنے گونڈ ملار — شمع ہو برق سے بنے دود گھٹا
طرفہ آزادی نے دکھلائے رنگ — بید پھولا ہوا ہے سرو چلا
اشرفی سکے نہ کہین گل پھولین — زر قارون سے بھی صحرا صحرا
شجر و گل ہوے سب نقش و نگار — فرش قالی سے ہے نیا گل پھولا
قیس کی قبر سے ہے بید مجنون — خاک لیلی سے ہے بنفشہ نکلا
خون فرہاد سے برگ سیاوش — قبر شیرین سے ہے جل نیم اوگا
طائر رنگ چمن اوڑ نہ سکے — تار بارش کا بندھا ہے ایسا
سبز ہے سبزۂ بیگانہ بھی — عام ہے گلشن ہستی کی فضا
پھول بھی پھولے سماتے نہین آج — غنچے خوبون کے دہن ہین گویا
گل ہر اک جا پہ نیا پھولا ہے — ہے عجب رنگ کی باغون مین فضا
جل ترنگ آب روان کا ہے شور — خار ہین چوب تو گل نقارا
جھانجھ سے کم نہین گل کی اوراق — غنچۂ گل ہے مثال شہنا
نوبت نغمۂ بلبل ہے آج — کوس شادی کی چمن مین ہے صدا
بلبلین مست ہین صیاد خموش — ہم صفیرون کی یہ دلکش ہے صدا
کہین غنچون کی صبا سے صحبت — شاخ ہے دست و گریبان صبا
گل کہین جامہ سے اپنے باہر — چاک ہر اک کا ہے دامان قبا
کیسی عشقی سے ہے دبوچے گل کو — کچھ بھی بلبل کو نہین پاس حیا
گل عنادل کے گلے کے ہین ہار — باغ عالم مین نیا گل پھولا
ہو گئی زندہ گلستان کی زمین — باغبان معجز باران دیکھا
کیسی اترائی ہوئی پھرتی ہے — باغ مین ناز سے بن بن کے صبا
سرو سے جا کے لپٹ جاتی ہے — نکہت گل کہین لاتی ہے اوڑا

کھولے بیٹھی ہین عنادل منقار / کان مین گل کے یہ جا کر پھونکا
لا دیا ہے کہین دم بھر مین / بید مجنون کو پیام لیلی
نخل بھی جھومتے ہین مستانہ / شاخ ہے پھل کے لیے اک جھولا
نکہت گل نے بسائے یہ دماغ / حقۂ عطر ہے باغ دنیا
صحن گلشن مین ہے کیسی کشش / جا بجا مرغ غزلخوان کی صدا
کوک کوئل کی پپیہے کی ہوک / قمریون کا وہ لب جو نالا
رقص طاؤس نچاتا ہے ناچ / بہر تفریح جو جاؤ صحرا
ہے نضارت سے ہر اک تا حد نظر / بحر اخضر ہے کہ دشت خضرا
فرش قالی ہوا گلکاری سے / نقش ارژنگ ہے اک اک تختا
چمن دیر کی ہے سر سبزی / زور جوبن پہ جو ہے سبزہ
واہ کس دھوم سے آئی ہے بہار / عام ہے عیش جہان مین ہر جا
کشت امید ہے دہقان کی سبز / فارغ البال ہین عیال ہر جا
عاشقون کو ہے وصال معشوق / گرم رہتی ہے بغل صبح و مسا
دور عالم مین ہے دخت رز کا / جیسے چکر مین ہے چرخ مینا
ہے یہ دریا دلی پیر مغان / مے کے ساقی نے بہائے دریا
دیکھکر رندون کی بدمستی کو / یہ دل حور و ملک للچایا
خوب کوثر پہ چلے جام طہور / جاے تسبیح مچایا غوغا
پر جبریل بنے موجہ سے / جام سے صور سرافیل بنا
سبب عمر درازی جہان / ملک الموت کا نشہ ٹھہرا
جتنی میکال نے پی دل بھر کر / خوب دل کھول کے اوتنا برسا
پا سکے تب حورون نے خالی میدان / دیکھ کر دیوون کو متوالا
فارغ البال مخلے بالطبع / آ سکے یکجا ہوئین زیر طوبے
واہ رے رحمت عام باری / کس زبان سے مین کرون شکر ادا

حوریان ساغر مستانہ زدند
با من خاک نشین رعنا

مثنوی سردمہر

گرم سردی کا خوب ہے بازار
چھائی ہے نوریون کو بھی اب نار

گرم ہر ایک گھر مین ہے مجمر
تاپنے کا ہے شغل لیل و نہار

مرد مومن بنے ہین زردشتی
حیف آتش پرست ہین دیندار

اہل کشمیر ہو گئے زنگی
کینگڑی اونکے ہے گلے کا ہار

چلہ جاڑے کا تاپ کر کاٹا
وقنا ربنا عذاب النار

نوری ناری بنے ہین دنیا مین
کیا عجب بخشدے جو اب غفار

آنچ ہو آتش سقر کی حرام
گذرا سرما عذاب سے اس بار

ایسی سردی کبھی نہ دیکھی تھی
نہ سُنی کان سے کبھی زنہار

ہو گئی ہے دوات یخ بستہ
دم تحریر خامہ ہے بیکار

بید کی طرح کانپتا ہے قلم
ایک لکھون تو ہون حروف ہزار

ہاتھ مین بھی ہے اسقدر رعشہ
تھامنا تک قلم کا ہے دشوار

سردمہری سے فصل سرما کی
گرمی طبع ہو گئی فی النار

نفس سرد بھرتے ہین شاعر
اب ہے کافور گرمی اشعار

کرۂ زمہریر ہے عالم
اسکے جاڑے کی ایسی آئی بہار

نیلا سردی سے ہوکے چرخ برین
چرخ نیلی مثل ہے آخر کار

برف کے ٹکڑے ہین نہین انجم
چشمۂ مہر جمگیا اس بار

باغ جنت مین آگئی ہے خزان
لیک دوزخ مین آج کل ہے بہار

صاف یخ بستہ نہر کوثر ہے
پل بنی جمکے سلسبیل کی دھار

زندہ ہین دیکھ لین سگے گرما مین
خالدا فیہا ابدا لا نہار

خرمنِ عیش لٹ گیا ہیہات
ہوں بہشتی اگر بہشت نصیب
آئیں دوزخ میں تاپنے حوریں
ہے جو شانِ جلال زوروں پر
نار ہے ناریوں کو نوری پر
رحمتِ عام ہو گیا دوزخ
دوزخی لطفِ حق سے بھول گئے
جوش پر آگئی جو رحمتِ حق
جو ہوئے ہیں وہ جیتے جیتوں سے
گر پئیں چاء گرم یا قہوہ
کرۂ زمہریر ہے حمام
قطرہ گرتے ہیں مثلِ شبنم سرد
دود لوبان سے ہے جو چھینک چھینکا
جل جلاتا ہے پانی پانی ہو دل
باہر آنے لگی جو سن سے ہوا
پہنو ہر چند قاقم و سنجاب
دن گذاریں اگر عذابوں سے
دھوپ کافور دن کو ہے دیکھو
سنگِ مرمر ہے چاندنی کا فرش
شمع ٹھنڈک سے ٹھنڈی ہوتی ہے
جاڑا سیماب کو ہوا اکسیر
نہیں ملتا مزاج جاڑے کا
اولے مینہ کی جگہ برستے ہیں

ہے یہ مشتِ نمونہ از خروار
کیا تعجب ہے جو ہیں یہی آثار
پھر کے دل سے دو نالہ ہے اس بار
انقلاب اب یہ ہے بروئے کار
واہ رے جوشِ رحمتِ غفار
ناری ناجی ہوئے جو تھے فی النار
وقنا ربنا عذاب النار
ہے جہنم خلیل کا گلزار
زندہ درگور ہم ہیں یا غفار
صاف تبرید کا کرے وہ کار
صورتِ نور ہو گئی ہے نار
ہیں سو صبح صبا میں اور ہیں بخار
آج نار دھواں ہے نہ لہجار
غسلِ میت ہے غسلِ آخر کار
ہو گیا متصل سما کے پار
مارے جاڑے کے ہیں سبھی بیکار
رات کا کٹنا سخت ہے دشوار
شمع مہتاب شب کو ہے فی النار
پھول قالی کے بنتے ہیں خار
شام سے صبح تک یہی ہے نار
پارہ مقیاس میں ہے قائم نار
بارد اب ہو گئے مزاجِ حار
ابرِ نیساں ہو جیسے گوہر بار

بجلی کا نون کی ہو گئی بجلی　　داسنی مین دنک نہین زنہار

نفس سرد اب ہے نفخۂ صور　　جاڑا محشر سے کم نہین زنہار

امرا کا ہے پشم پر جاڑا　　غربا کو نہین میسر تار

آہ سرد آہ منہ سے آتی ہے　　پیٹ دوزخ نہین ہے اب زنہار

سند مین ہو گئی روئی عنقا　　ہے یہ شنبہ کی گرمی بازار

لکھنؤ چھوڑ جائین جان سے　　دیوین سرما کو آگرہ مین گذار

گھوڑا گاڑی مین کا یہ دور کیا جاتین　　یہ سفر بھی سقر ہے اور دشوار

تر کی گھوڑون کی بھی تمام ہوئی　　اونکو جاڑے سے ہو گئی ہی کنار

خیر مر کر جو ریل تک پہونچین　　اور قسمت سے اوسمین ہون سوار

آگ گاڑی کا اب یہ عالم ہے　　نہین چلتی ہے ایک دم زنہار

بر دسنے یہ دھوین اوڑا ئے ہین　　یک قلم شور و شر ہوا فی النار

آگ کی بجھ گئی طبیعت گرم　　چوب ہے سنگ سنگ ہے مردار

ہے غلط سنگ مین نہان آتش　　توڑ کر دیکھ لو تو ہوا قرار

لاٹ جو اللٰہی کا ہے دم سرد　　نور ہے صاف تھی جو پہلے نار

طور کی لن ترانیان دیکھین　　کہدو موسیٰ سے آپ ہون ہشیار

برق کی ہے جو سرد بازاری　　تار برقی کہین نہو بیکار +

دھو کنی بھو کتے ہین آہنگر　　آگ کی جا ہے بھٹیون مین غبار

آگ کا اسقدر ہے اب توڑا　　نالی بندوق کی ہوئی ہے نار

جائے جاتے ہین جانور رنجک　　جنکا جا جا کے کھیلتے تھے شکار

چلہ اب ہے کمان کا چلہ　　نکلے گوشہ سے کیونکہ اب سوفار

جب سمندر کو آگ مین ڈھونڈا　　دیکھا عنقا اوسے وہ یا فی النار

شب برات آئی اب کے سرما مین　　قحط آتش سے سب عبث ہین انار

جھاڑ اپنے تو اوس سے پہول گرکر　　طور پر کو سپے حل سہگئے دو چار

پا یا نارِ خلیل کو بھی سرد ॥ جا کے مالک سے پھر کیا اصرار
یہ وہان سے جواب صاف ملا ॥ آگ ہے ایک انار و صد بیمار
مے ہے شیشہ مین بند مثل پری ॥ پنبہ قاضی کی بنگئی دستار
ہو گئے نشہ اب ہرن اونکے ॥ جوشِ ور وزر ہتے تھے سرشار
اسم اعظم ہوسے معاذ اللہ ॥ بلکہ عنقا ہوئی جہان مین نار
ہے تو کوئی نہین بتاتا ہے ॥ اور مانگو تو آگ دین نہ اودھار
نقد جان خواہ نقد ایمان دو ॥ بخشہ و لاکھ اونکو یا دینار
مثل قارون دبا کے رکھی ہے ॥ کم نہین زر سے آگ یا ستار
لاکھ رگڑو دیا سلائی کو ॥ بو ہے کافور کی سہی اوسکے شرار
آب حیوان سے لکھین استعفا ॥ خضر سمجھین لین جو آگ ہے درکار
گر رہی یونہین آگ ناپیدا ॥ اور سردی کا گرم یون بازار
تو مقرر مین اب کے جاڑے مین ॥ پڑھ کے اسم جلالی ستار
دیکھیون سردی کو اب کے برسا مین ॥ گرم تا کے بماند این بازار
گرمیان ساری شعلہ رویون کی ॥ ہوگئین سرد کیسی یا غفار
آتشک کا مرض ہوا کافور ॥ اور سوزاک بھی ہوا فی النار
آتشین رخ کا اب ہوا یہ رنگ ॥ لالہ مرجھا سے جیسے بعد بہار
رکھتے ہین ہیروئہ حنا مین ہاتھ ॥ مثل موسے بغل مین لیل و نہار
مارے جاڑے کے جبکہ یہ گت ہو ॥ کہیے کیونکر بجائین بین ستار
قافیہ تنگ ہے گوئیون کا ॥ گٹکری ہے صدا کی اب تکرار
دم پر بنگا ہوا ہے اوڑنے سے ॥ ابتو ناری تلک ہوسے بیزار
ساتھ سایہ ہے اونکا دھوپ کی جا ॥ زندگی کیون نہو اونہین دشوار
مردم چشم کو ہے قید فرنگ ॥ باہر آتی نہین نظر زنہار
صف مژگان نہین ہی چلمن سے ॥ نہین ہوتی ہے اب نظر بھی دوچار

آنکھین ٹھہرائین سرد مہرونکی
ہے اداکڑی زنگ رُوئی ہے
مارے جاڑے کے اکڑ گئی ہین
باغ مین ہو گئی صبا آندھی
گوش گل کر ہین غنچے ہین خاموش
کیا ادواسی چمن مین چھائی ہے
سنّاٹا سا ایسی سردی کا
بو ہوا ہو گئی ہے پھولون کی
ٹھہر آب رواں پہ کیون نہ پڑین
وصل کا خاک بیان کیجے نقشہ
پاؤن باہر نہین نکلتے ہین
آج گوشہ نشین وہ کافر ہین
ہین نہین قائل اونکی عصمت کا
اونکی خلقت مین ہے دل آزاری
کاٹتا ہے پلنگ مثل پلنگ
پہلوون مین ہزار ہون معشوق
بات بنتی نہین کوئی ہرگز
جی کی رہتی ہے جی مین ہی حسرت
سرد مہری سے مین ہجر ہے وصل
ٹھنڈ سے ہاتھ پاؤن لکڑی ہین
پاکبازی کا یہ رواج ہوا
اب نہیں کا نہین کچھ کام
حسرت وصل یار سے سرد ہم

دور آنکھون کا ہے نظر کا تار
اور پریشان ہین گیسوئے خمدار
نہ مسی ہے نہ سرمہ ہے نہ سنگار
مرغ ترک چمن پہ ہین طیار
بند اب بلبلون کی ہے منقار
شاخ مین گل نہ نخل مین اثمار
اسنے گل کو بنایا صورت خار
شاخ گل مین نہ برگ ہے نہ بار
جم کے ٹھہر ہوے ہین صاف نہار
آسکے گلگشت کو نہ جب دلدار
ہو گئے مجبور سب اپنی اب رفتار
بیٹھا کرتے تھے جو سر بازار
ہین وہ بیچادری سے اب ناچار
پاس ہین لیک رات بھر بیکار
مائل خواب ہون جو وقت خمار
گرم ہوتی نہین بغل زنہار
تھرتھری ہے عجب دم گفتار
مارے جاڑے کی بات ہے دشوار
ایسی سردی یہ ہے خدا کی مار
کانپتا دل ہے ہر گھڑی ہر بار
معصیت کے رہے نہین آثار
کہدو رہنا ہے آپ کا بیکار
ٹھنڈی لیتے ہین سانس لیل و نہار

سرد مہری سے تیرے اے سرما / سو گئے بخت چشم سے بیدار
تو بھی میرے لیے رقیب ہوا / دل مین حسرت ہو یاس ہو دلدار
خیر چلہ اگر گذر جائے / خیر سے اب کے آئے فصل بہار
سرد مہرون کو تو نے مات کیا / مٹ گئی اونکی گرمی بازار
مین ترے حال سے نہین غافل / تو بھی میری طرف سے رہ ہشیار
زندگی قہر ہو گئی کمبخت / ایسے جاڑے سے توبہ استغفار
لعنت اس تیری سرد مہری پر / ہو گیا اب حلال بھی مردار
خوب گرمی مین تجھسے سمجھون گا / دیکھ کیسا تجھے بناؤن یار
تو بھی میری طرح سے او موذی / جلائے گرما مین اب کے ہو فی النار
نام کو بھی نہو نشان باقی / سرد ہو تیری گرمی بازار

گرم صحبت ہو یار سے رعنا
عیش ہو صبح و شام لیل و نہار

مثنوی ناتمام

ہوا امسال سردی سے جہان سرد / زمین و آسمان کون و مکان سرد
ہے اس درجہ فلک کی سرد مہری / زمین ٹھنڈی ہوئی ہے آسمان سرد
ہوا سردی کا ایسا گرم بازار / ہوئی گرمی بازار دکان سرد
فقط باقی ہے فکر گرم رعنا / گمان کرتے ہین لیکن بدگمان سرد

ظرافت یعنی ہجو ملیح عباسی پیر نابالغہ لکھنؤ

نفس امارہ مین ہر ولولہ فعل حرام / اسلیے کرتے ہین مردان خدا اوسکو ملام
جو بشر ہے وہ نہین نفس کے شر سے خالی / حیف سے ہے نتیجہ ابلیس ہین ہر خاص و عام
وسوسہ جو ہے وہ اس نفس کا شیطانی ہے / سکو معلوم ہے آغاز اور اوسکا انجام

دیدۂ عقل پہ غفلت کا پڑا ہے پردہ
نفس کے لوگ ہین در پردہ جو پوچھو تو غلام

تدر ابلیس فرشتہ سے سوا ہے توبہ
کم نہین جانتے ہین وحی سے اوسکے احکام

سارے نیرنگ اسی کے ہین خیال فاسد
خواب مین بھی یہی ابلیس کو کرتا ہے رام

پر جو پوچھو تو کسوٹی ہے یہ انسان کے لیے
یہ نہوتا تو ملک کرتے نہ آدم کو سلام

فخر انسان کو اسی سے ہے ملک پر الحق
اشرف الخلق اسیوجہ بشر کا ہے نام

نفس ہوتا نہ اگر پھر تو ملک تھا انسان
آدمی دہر مین لی نفس کے ہے کا انعام

خاکساری سے جو ہے نفس ہے مشابہ ملک
بندۂ نفس ہے جو رکھتا ہے شیطان سے کام

التفوض ساری شرافت ہے جبھی انسان کی
نفس اماره کو اپنے جو کرے ضبط سے رام

خاص خاص ایسے بھی ہوتے ہین جہانمین اشخاص
عام جو لوگ ہین وہ نفس شقی کی ہین غلام

اونہین مخصوص جو پوچھو تو مین کرتا ہون فکر
قوم کسبی کی ہے اس فرقۂ بد مین بد نام

نفس ہے اونکی غذا نفس ہے اونکا ایمان
نفس ہے انکا غذا نفس کی کسبی ہے رام

نفس کا پڑھتی ہین دن رات وہ کافر کلمہ
نفس سے اونکو سروکار ہے ہر صبح و شام

بندۂ نفس ہین اور نفس کی پیر مرید
نفس اماره ہے پیر اونکا وہ اوسکی خدام

نفس ہے اونپہ سوار اور وہ ہین اوسکی مطیع
دست قدرت مین اسی نفس کی ہے اونکی لگام

کسب اوقات ہے اور تحفۂ معیشت اونکی
اونکا پیشہ ہے جو ارذال کو بھی ہے دشنام

ہین تہ اس قدرت خالق کا ہون یار و مداح
کہ ولی کرتا ہے ابلیس کو رب علام

نار سے نور کرے رات سے دن کو پیدا
یخرج الحی من المیت آیا ہے کلام

حق وہی کرتا ہے باطل سے یقینًا پیدا
روشن اسلام ہو چھا جائے جہان کفر و ظلام

خیر کی فرقۂ بیدین کو عطا ہو توفیق
ہو حلال اوسکی عنایات سے اکدم مین حرام

ہے یہ منکر کو یقین دیکھ کے عباسی کو
خیر کا شر مین ہوا دیکھیے کیسا ادغام

نام کسبی کا ہے خو بو ہے مگر حورون کی
اور یہی کہتے ہین دیوانے جنھین ہے سرسام

پر فرشتون کے جلین ہونہ دعا اونکی قبول
التجا لاکھ کرین لیکن نہ کبھی اونکا سلام

آنکھ ہاروت کی تھی جس سے لڑی
تھی وہ زہرہ ہے یہان لو تو کوئی عشق کا نام

ناچ مجرے کی یہان گرمی بازار ہے سب
بات کھوٹی ہے کہ چلتی ہین فقط جام کو دام

دولت حسن لٹائی وہ لٹا دیتی ہے
مالزادی کو میسر ہو اگر ایک چھدام

قول ہاری ہوئی بیٹھی ہے یہان دولت عفت
زر سے بنے ذرہ جو وہ ہاتھ مین لے اوسکو تھام

لائے گر نذر کو تو منہ وہین کالا ہو جائے
رونما کے لیے کچھ حاصل اقلیم سیام

جیبین آتا ہی نہین اوسکی گمان فاسد
پختہ مغز ایسی کہ ہین خواب خیالات حرام

غنچہ مر جھاتا ہے صرصر سے جہان ہین جسبار
اوسکی نکہت سے معطر کہین ہوتی ہین مشام

سن چہل شمش ہے گر ہے وہی عالم اب تک
جیسے غنچہ کا ہو محفوظ صبا سے اندام

ذکر کیا دخل کرے نام کو کچھ نفس نفیس
تل کے رکھنے کا نہ ہو نام کو جس جا پہ مقام

پاک نفس ایسی بھی دیکھی ہے کسی نے کسی
ہو خرابات مین اور نیک کرے خیر سے کام

تعزیہ دار ہے شیعہ ہے مخیر بھی ہے
جان سے مال سے ہے عاشق شیدای امام

ایک سو لاکھ تلک سنجشد سے لاکھون کو
مالزادی کو بھلا داد و دہش سے کیا کام

پیر فرتوت ہے گزشتہ ہمت خرد مین لقمان
عورتین گو کہ ہین نقصان خرد مین بدنام

بیسوا ہے نہ وہ عیار نہ مکارہ ہے
خلق ایسا کہ ہنود اور مسلمان ہین رام

ہے وہ بلقیس سلیمان کا ہے لیکن پایا
کسبیان اوسکے مقابل مین کنیز بے دام

لکھنؤ مصر زلیخا ہے یہان عنقا سی
خیر سے چاہ مین یوسف ہین مگر اوسکی غلام

سردمہری پہ جو آجائے تو دل کانپ اوٹھے
گرمجوشی مین دکھاتی ہے لطف حمام

اوسکے کوچہ کو جو عشاق حرم کہتے ہین
سر سے پھرتے ہین کفن باندھے بجای احرام

حسن پردہ شہ خوبان ہے یہان تک مغرور
لے زلیخائی مین یوسف کو نہ زنہار وہ دام

شاہباز نگہ ناز کو کر دے جو رہا
زندہ درگور ہوا اور گور مین پڑی بہرام

برش خنجر ابرو سے بچانا یارب
ننگی شمشیر ہے جسکا نہ غلاف اور نہ نیام

رشتہ تار نظر سوزن مژگان پری
ہو میسر تو سیئے گھاؤ کو اوسکے حجام

مڑکے دیکھا بھی نہ اوسنے کبھی ہدہد کی طرف
لاکھ لاکھ اوسکو سلیمان نے بھیجے پیغام

سال خوردہ ہوئی ہر چند وہ چشم بد دور
خوردسال اوسکو ابھی جانتے ہین خاص و عام

حسن پیری مین ہی آتش گل ہی اب جوبن پر
صبح کا بھولا ہوا آتا ہے جیسے سر شام

اب بھی سب مانتے ہین سیف زبان کا لوہا
کہنہ ہوکر نئی دکھلاتی ہے جوہر صمصام

جوبن آجاتا ہے ہر سال مین پی ماہ الجبین
جس طرح لائے صبا فصل بہاریکا پیام

آخر انسان کا ہوجاتا ہی پیری مین شباب
سیر فرماتے ہوتی ہین کہین بھی اصنام

وہ نزاکت ہی کہ پھولون مین نہین تُل سکتی
نکہت گل کو اگر سونگھی تو ہوجائے زکام

خواب مین بھی نہین آتا ہی کثافت کا خیال
گھٹتے ہین لطف خدا داد سے ماہ و ایام

حور کی دوست نہ وہ یار فرشتہ خان کی
گرچہ عبّاسی مین عیاشی مین تجنیس ہی نام

جھوٹھ سمجھو نہین سچی ہی کمر شب کی وہ
نہ تو اوباش کی طالب ہی نہ عیاش سے کام

نہ تو کچھ عصمت بی بی کے یہان سے چادر
خوش غلافون کی طرح بھی نہین گھر گھر بدنام

جھوٹھ طوفان غلط نام جو لے مرتی ہین
اپنی شیخی کے لیے رکھتی ہین اوسپر الزام

کس سلیقے کی ہی دیکھو تو نشست و برخاست
بیٹھنا ناز سے آفت ہی قیامت ہی قیام

کسبیان دانۂ تسبیح مین رشتہ سے ہے شہر
ہے وہ ان دانۂ تسبیح مین جسطرح امام

جب کہ داروغۂ ارباب نشاط اوسکو کیا
کسبیان شہر کی تھین اوسکی کنیزین بے دام

دست بستہ اوسے سب نذر دیا کرتی تھین
صبح و شام اوسکو کیا کرتی تھین جھک جھک کے سلام

اب بھی سچ پوچھو تو اوسکا ہی وہی جاہ و جلال
روبرو اوسکے کوئی کر نہین سکتی ہی کلام

نام پاک اوسکا ہی وہ نام خدا اصل علی
قدسی اس نام پہ پڑھتے ہین درود اور سلام

بات ہی اوسکی نبات ایسی ہی شیرین سخنی
گالیان اوسکی ہین گلقند ہو جو شیرین کام

مردم دیدۂ عاشق کو یہی ہے قد تخت
خواب مین وصل کی بھولے سے نہ لائی وہ نام

رقص کے سامنے پرکاس کو کیا رتبہ ہی
تان مین اوسکے گرہ گانے مین جھکن ہی کلام

ایسی باریک ہی گلبانگ سی گلرو کی صدا
آشنا صورت سے ہوتی نہین گوش گلفام

رقص کا اوسکے یہ عالم ہی کہ دل کہتے ہین
ناز کہتا ہی کہ آہستہ مناسب ہی خرام

دیکھو یہ چال یہ دیوانہ تماشا بین ہین
سایہ کرتا ہی قدم رقص پری سے نکلے خرام

ناز کی پاؤن پہ سر رکھ کے یہ بول اوٹھتی ہی
دیکھنا غش کہین آجائی نہ اوٹھتی ہی نہ کام

گانا سن پائی جو بس سنتے ہی سن ہو جائے — دل تڑپنے لگے رہ جائے کلیجے کو تھام
تان لیجاتی ہے جب تان سے کوئی ناگاہ — عرش اعظم کو فرشتے ہین لیتے ہین تھام
بھاؤ کا بھاؤ جو پوچھو تو بہت ارزان ہے — ایک کیا لاکھ دکھا دیتی ہے وہ سحر کلام
لب کسیوقت ہین خندان کبھی آنکھین گریان — شور تحسین ہے کہین اور کہین ہے کہرام
ناموری ایسی ہے وہ صورت وشہر مین آج — کلمہ پڑھتے ہین سب ہند سے لیکر تا شام
یا الٰہی رہے دنیا مین یہی اوج و عروج — شب کٹے عیش مین ہون اوسکی موافق ایّام
آئینہ دار سکندر رہے ساقی جمشید — ہو ثریا جو صراحی تو ہلال اوسکا جام
عشق مین اوسکی پھنسین طائر جان عالم — خال رخ دانہ ہو اور گیسوی مشکین ہو دام
بول بالا رہے آفاق مین عباسی کا — کلمہ دل سے پڑھین ہند و مسلمان ہر ایّام
قافیہ تنگ نہ ہو جائے کہین مدحت کا — ایک ہی نکتہ مین کرتا ہون مین اوسکو اعلام
کر دیا ذکر فقط تذکرہ مین مینے بھی — مدحت و ذم سے مجھے ورنہ ولی کو کیا کام
جسکا مداح زمانہ ہو اوسے کیا پروا — گو مری مدح سرائی بھی ہو مشہور انام
طول مدحت سے کہین ہو دل نازک نہ ملول — کلمہ خیر پہ قصہ ہے قصیدیکا تمام
دوست آباد رہین اوسکے عدو ہون برباد — اوسنے لطف اپنے سے تو ہون مع ہمین اکرام
توسن ناز شب و روز رہے گرم عنان — جب تلک مہر مین ہے جنبش لیال ایام
مدح مین میری ہے تب تک ہو قلم فرسائی — روشنائی سے ہون جب تک کہ سیہ روئے قلم
سایہ حضرت عباس ہو عباسی پہ — بہتر آغاز سے ہو دونون جہانمین انجام
حشر تک عباسی کا دیدار نہ دیکھا ہوگا — ہوگا دیدار [illegible] قیامت مین [illegible]

واہ کیا خوب لکھا ہے نے قصیدہ رنگین
مدح و ذم صورت و معنی کا ہے اسمین انعام

ایضاً

آپ جیسے شاہزادہ ہے ہو [illegible] — مدح مین نظام [illegible] ہرگز آ [illegible]

زود رنجی سے مجھی آپ کی ہے استعجاب
ہے کہ ارباب نشاط آپ ہون مغموم و حزین

جب کہ اک موت کا دن ایک ولادت کا ہے روز
بے ثباتی کا ہے اس عمر دو روزہ پہ یقین

ذم یہ کچھ خانہ برانداز نہ تھی در پردہ
ہوتی ہے پردہ دری اسکی جو ہو پردہ نشین

یار لوگون نے فقط آپ کو بھڑکا یا ہے
آگیا تمکو در اندازون کی کہنے کا یقین

قدردان آپ جو ہوتین تو مجھے ملتی داد
ہین سخن سنج ہین تو بہت کوئی سخن فہم نہین

ہین خوبی ہے قصیدے مین اگر ہو تمہید
عرش سے رتبہ ہین ہوتی ہے بلند اسکی زمین

نفس امّارہ مین ہے ولولۂ فعل حرام
اس قصیدے پہ چڑھی حاشیہ کیا بے تبیین

فتنہ انگیز ہوئی راستی الحق ورنہ
تھی خوشامد نہ درآمد نہ خیان اور نہ جنین

خشک و تر پوچھو تو یون آیا ہے قرآن مین بھی
رطب و یابس ہے بھرا انہین قرآن مبین

کوئی دنیا مین تر و خشک نہین ہے بیکار
فائدہ آنکا دیتی ہے تیمم مین طین

کون ہے بے عیب ہے جز ذات خدائے اکبر
چشم بد دور اگر رکھتی ہو چشم حق بین

حسن ظن سے جو کہو عیب تو ہو جائے ہنر
حسن کو قبح کہا کرتے ہین لیکن بد بین

فرق فرقان کی بھی معنی و صورت مین کیا
اختلافات سے آرا کے ہوا برہم دین

جب کلام ازل خطا کو ہے کلام حق مین
خردہ گیری سخن سنج ہین کچھ بات نہین

مدح جو کچھ ہے قصیدہ مین تمہاری ہے بس
تمکو تمہید سے تمثیل سے کچھ کام نہین

لے صفا چھوڑ کدر ہے جو عمل اپنا یہین
کسلیے آپ ہین فرمائیے پھر اب غمگین

اور اسپر بھی نہو آپکا گر دور ملال
ضد سے بے نسخ قصیدہ کے نہو کچھ تسکین

نسخ خدا نے کیے منسوخ صحائف اپنے
ہو نہین تنسیخ پہ کب ایک قصیدہ کی غمین

فیض روح القدس آخر ازلی ہے حاصل
وہ نہین اور سہی اور سہی گر وہ نہین

نجل کیون مدح سرائی مین مجھے ہو یعنی
نہ مجھے کبر نہ نخوت ہے نہ پندار نہ کین

خلق خلقت مین ہے اور ربط مری عادت مین
خود پسندی ہے نہ خود رائی نہین ہون خود بین

دوست کا دوست ہون اور یار ہون یار شاطر
میرا دشمن نہین زنہار بجز ابلیس لعین

حرز جان ہے مجھے صورت تری او زنام ہے ورد
تا دم نزع نہ بھولون گا مثال یٰسین

حسن صورت سی بھلا آپ کے کب ہی انکار
حسن سیرت کا بھی سو جان سی ہی مجکو یقین

شکل وہ پاک کہ پڑھتی ہین درود او سپہ ملائک
سورۂ مصحف ایمان ہی پے صاحب دین

جعد کا نافہ تبت کے ہے سر مین سودا
چین پیشانی سے ہین لعبت چین چین بجبین

مطلع

اور مطلع ہی تری شان مین ای ماہ جبین
جیسے جوزا مین کہین جمع ہون ماہ و پروین

رنگ گورا ہی بڑی آنکھہ سیہ چوٹی ہے
جنتی جو ہین سمجھتے ہین تجھے حور العین

تیری سفاکی سے مریخ نے مانگی ہے پناہ
قاتل ابرو نہین تیری ہین یہ ہین خنجر کین

طائر سدرہ کا منظور نظر ہو جو شکار
نگہ ناز تری اوسکے لیے ہو شاہین

ہے وہ شیرین سخنی جس پہ ٹپکتی ہی رال
چاٹتے لب ہین تری حسن کو سنکر نمکین

تیرے جوبن کی بہار ایسی ہی ای رشک چمن
تنگ ہی دامن نظارۂ شوق گلچین

حسن سیرت جو کسی مین ہی تو صورت معلوم
اور صورت ہی تو سیرت کا کہین نام نہین

تیری اک ذات مین دو وصف ہین لیکن توام
سچ تو یہ ہی کہ نہین تجھسا زمانے مین حسین

پیاری بد قد ہے تو جادی ہی بہت چھچک رو
کالی حیدر ہی تو اک ہونٹھہ ہی ہینگن کا نہین

ناز سندر کو عبث حسن دو روزہ پر ہے
ماہ سے کر کے شب تاب برابر ہے کہین

پوچھ لے تجھسے ذرا لطف لطافت کو لطیف
سیکھ لے تجھسے امیر آ کے وقار و تمکین

نوک کی لیتی ہی پاپوش سے تیری بولن
جیٹھی گر گالی کی ہوتی ہے بھلا ہو کر کہین

رقص پر تیرے غلط کر گئی رفتار چکور
جو کڑی بھول گئی رم پہ ترے آہوی چین

تیرے گانے پہ مسیحا بھی ہے از خود رفتہ
محو قدسی ہین گرے ہاتھ سی زہرہ کی بین

شہر کی کسبیون مین تم ہو فقط لب لباب
بالیقین علت و آخر ہین باقی ہمسکین

عیب ہین عیب تری نام مین تب بتلاتا
جب کہ ہوتا نہ الف اور نہ تری نام مین یا

تو وہ عاقل ہے جسے کہتے ہین عقل فتین
طفل مکتب ہی ترے سامنے جبریل امین

تو فرشتہ کو جو چاہے تو ابھی چاہ جھکای
پاکبازی کی ترے دھوم ہے تا علیین

یوسف مصر زلیخا کا اگر تھا معشوق
تیرا عاشق ہے پری یوسف خیر آباد مین

تیسرے مطلع خوش آب کا جاری ہو جو ذکر
تشنہ شربت وصلت کو سعا ہو تسکین

سنگدل کوہ کے مانند وہ تیرے ہیں شیرین — مطلع — کوہکن لایا تھا جس کوہ سے جوئے شیرین
سکہ تیرا ہی رہا اور رہے گا جاری — کسبیاں شہر کی خاتم ہیں تو تو اونکی نگین
ایک تو نے نکری بات تلک تارون سے — اور سرداریں نفرت نہیں کرتیں نفرین
تو وہ ہے صاحب شوکت کہ کنیزیں ہیں تری — لیلی و زہرہ و بلقیس و زلیخا شیرین
تو وہ ہے [illegible] عاشق — ہو ترے عشق میں برباد دل و دولت دین
[illegible] تو آنا مشکل — کوچہ تیرا در خیبر ہے تو گھر ہے خیبر بین
[illegible] ہے — اسلیے شعر لکھے وصف میں تیرے رنگین
[illegible] سے عروج — فلک الشمس سے ہمسر ہو تیرے سید کی زمین
[illegible] شب تار سے جیسے مشکین — مطلع — کہکشان مانگ ہو سو باف زری ہے سر دین
مدح اک اور ہو تا قصیدہ نکر ہو جاسے — آپ تھین سبے قصیدے [illegible]
شاباش آپ کی یہ مدح ہے لو راضی ہو — منتقل مدحت اول ہے برائے تسکین
رخ نہ بدلیں گے صلہ کے لیے گرچہ مجھسے — چال میں آپ ہیں شطرنج جہاں کی فرزین
جب تلک نام ہو عنقا کا جہان میں باقی — پیر رہو تیرا پری بال ہما سے بالین
قلم عفو کھینچے تیرے معاصی پر صاف — بے اثر جائے نہ یارب یہ دعائے مسکین
تیرا ہو جائے سیہ نامہ اعمال سفید — کوئی پوچھے نہ تجھے روز قیامت آمین
انکسار آدمیون کو ہے بجائے معراج — پیر و مرشد کی ہے بندہ کو ہمیشہ تلقین
خاکساری ہو سمجھے تمکو مبارک نخوت — بوریا جائے مرا جاسے تو نگر قالین

ہجو ملیح جعدی سوم بعصای موسوی بفرمایش دوست لی ریا

حق نے جس مرد خدا کو ہے دیا خلق حسن — نسبت اشعث سے مقرر ہو وہ مومن بد ظن
جعد کو سانپ سے نسبت شعرا دیتے ہیں — کم نہیں رنگ میں کالے سے یہ جعدی پرفن
[illegible] — آستین کا ہو جب ہی سانپ یہ جانی دشمن
آیا قرآن میں ہے کید عظیم عورات — فہم کج رکھتی ہے اور نام ہے مولوی کا زن

حرف علت جو بڑھاؤ تو بنے لفظ زنا
زن مریدی نکری جو سے وہی مرد خدا
جدہ گر زہر ہے تو مادہ ہے اوسکی جدی
کالی کالی ہے وہ صورت کہ بھرا جس مین ہو زہر
لاکھ ظاہر مین زبان اوسکی ہو شیرین گویا
زہر خندہ ہے ہنسی جیسے جراحت پہ نمک
ہے منظور کیا قد ہے عصائے موسیٰ
ناگ سے صاف یہ پیدا ہو کہ ہو سانپ کی اُم
مار لپٹا ہوا بیٹھا ہے نہین یہ جوڑا
سامنے کالے کے جلتا نہین سنتی ہین چراغ
کجروی صاف ہو رفتار سے موذی کی عیان
دم فسونگر نے دیے ایک بھی منتر نہ چلا
مالزادی اوسے جو کہتی ہین کہتے ہین بجا
مار صورت مین ہو سیرت مین ہو شیطان کی پیر
اب یہ آفاق مین ہو قالب بسی مین عیان
جو کوئی مار گزیدہ ہے ڈرا کرتا ہے
زندگی شاق ہو عشاق مین زندہ درگور
آتش عشق مین ناری سے کے جلے جان و جگر
چاک ہوتا نہ کبھی دامن یوسف ہیہات
کج ادائی ہگی خاک مین ملجاتی آہ
نامبارک ہے قدم باد خزان کی صورت
اسکا افسون نہین دنیا مین بغیر لاحول
مرد کی دشمن و قاتل ہین بہر دو لعنت

قلب سے ناز ہے عادت سے عیان ہیکو فن
دوست کا دوست ہی اور دشمن دین کا دشمن
جان کی وہ ہی تو ایمان کی یہ ہے دشمن
جسکا کاٹا نہ جیے یہ وہ بلا ہے ناگن
زہر مار اوسکا ہے تاثیر مین ہر ایک سخن
ہی وہ ضحاک کہ ہے جو اوسے زیب گردن
اژدہا ایک دم غیظہ وہ جاتا ہی بن
پیٹے سو بار لکیر اور نہ پاسکے ناگن
کینچلی سانپ کے چھانے ہین تو گیسو ناگن
ماند ہے زلف کے آگے جب ہی وہ ہی روشن
معتبر کیا ہے جو سوراخ مین سیدھا ہو چلن
کھیلتا ہی نہین وہ جسکو ڈسے یہ ناگن
یعنی ہے سانپ خزانہ کی یہ قوم کنجن
خلد مین آدم و حوا کا تھا جانی دشمن
اس سے لازم ہے حذر ہی یہ وہی آہرمن
اتفاقاً نظر آجائے اگر اوسکو رسن
سر پہ باندھی ہوئی پھرتے ہین شب و روز کفن
خاک ہو جائے سبًا ننگ و حیا کا خرمن
لوث سے پاک زلیخا کا جو ہوتا دامن
چال سیدھی نہین چلتا ہی مگر چرخ کہن
خاک اوڑ جائے اگر جائے یے سیر چمن
توبہ تریاق ہی کیا ڈر جو وہ ہی توبہ شکن
بنت اشعث ہی وہ جعدہ تو ہی جعدی الفغا

قطعات روز کلان

یہ نوید تہنیت اب ہے بعالم ایجاد
جناب عیسیٰ مریم کا آج ہے میلاد

ہے سال خرمی و ماہ عیش و روز طرب
فرح جہان مین ہر گھر گھر جہانیان ہین شاد

فلک پہ رونق تازہ ہے خلد مین زینت
زمین پہ گرم مسرت ہین آج سارے عباد

ہے آسمان چہارم عروج مین وہ گھر
کہ جسمین حضرت عیسیٰ مسیح کی ہے یاد

اوسی وجود مقدس کا ہے یہ اک اعجاز
پدر بغیر ہوئی ہے نہ ہو کبھی اولاد

رہے نہ نام کو نام خدا کوئی ناکام
یہ دن ہے یمن ولادت سے اونکے روز مراد

کرسٹ مسڈی کی دیتا ہے آپ کو رعنا
خوشی سے شوق سے اور لطف سے مبارکباد

ایضاً

یہ عید کا دن کرسٹ مسڈی
ہے روز سعید خیر سے آج

ہے یوم ولادت مسیحا
آج اس سے ہے انبیا کو معراج

گرجا ہے بہر خیر کعبہ
ذاکر نام خدا ہین محتاج

اہل قدس آپ کو خوشی سے
دین کیون نہ مبارک اے مہاراج

لیتے ہین خراج ارض سے آپ
گردون سے لیا ہے آپ نے باج

اے مالک ملک و دولت و دین
اے صاحب بخت و تخت و ہم تاج

اونکو ہے یہ داد و بخشش و جود
کون آپ کے عہد مین ہے محتاج

داعی کی یہی دعا ہے آمین
قائم رہے تا بحشر یہ راج

ایضاً

وہ دم اب ہے کرسٹ مسڈی کی
جا بجا عیش ہے سرور ہے آج

ہے جو یہ دن ولادت عیسیٰ
اور مہر فلک مین نور ہے آج

حور و غلمان ہین شاد جنت مین — جوش پر بادۂ طہور ہے آج
صرف نغمہ ارم مین ہین غلمان — خلد مین گرم رقص حور ہے آج
بھول جائے کلیم کو ارنی — شمع گر جا وہ شمع طور ہے آج
مشکلین ہر بشر کی آسان ہین — رحمت حضرت غفور ہے آج
مدح ممدوح سے تمہین رعنا — شاعری مین بڑا غرور ہے آج

قطعۂ تہنیت جشن دسہرہ مہاراجہ کپورتھلہ

جناب مہاراجہ رندھیر سنگھ — سر راجۂ راجگان جہان
سلامت رہین با جلال و حشم — فلک پر ہے انجم مین جب تک قران
عدو اونکے پامال ہون شاد دوست — رعیت خوش اور مشفق خاندان
دسہرا کا دن ہو ہر اک روز عیش — دیوالی ہون راتین با من و امان
فلک عقد پروین کرے لا کے نذر — رہین تحت فرمان زمین و زمان
دسہرا جو ہے روز جشن و خوشی — نہ کیونکر ہون خوش اوسمین اہل جہان
خوشی سے نہ و فرش کیونکر زمین — کہ پھولا سماتا نہین آسمان
خدایا ہے جب تک قیام زمین — مہاراجہ اوسپر رہین حکمران
ہے رعنا جو گرم صفیر دعا — ہما ہے کہ طوطی ہندوستان

قطعہ دیگر حسب ایمای اکبری مرحوم وقت آشتی گفتہ شد

دیوان با وقار امر ناتھ اکبری — نام خداست فرد بخلق و کمال علم
چشم فلک ندیدہ چو رعنا بعالمی — شاباش کریم و مرد خدا با وقار و حلم

ایضاً

اکبر جو گوئے اکبری سے — ہے نام خدا جہان مین مشہور

لاہور سے ہے آبروے پنجاب
اور اکبری آبروے لاہور

دیگر

خاک پر آئے ملک جائے فلک پر انسان
عشق اعجاز نہ دکھلاتا یہ کچھ بات نہ تھی

جذبۂ عشق مجازی سے زمین پر آیا
ورنہ ہاروت کی زہرہ سے ملاقات نہ تھی

لیگئی عشق حقیقی کی کشش گردون پر
ورنہ زہرہ مین کوئی ایسی کرامات نہ تھی

بشکایت سرما و طلب لباس گرم از تحویلدار صاحب

ہے اب کے برس یہ سرد مہری فلک
ہے صاف زمین برف سے مثل بلور

کس طرح نہ آفتاب ہو کوزۂ برف
چشمہ خورشید کا ہے یخ بستہ ضرور

سردی سے ہوا ہے زمہریر اب عالم
ہے رات کو شمع دھوپ دن کو کافور

ہے مہر وشون مین سرد مہری نہ فقط
عشاق بھی ٹھنڈھی سانسین لیتے ہین ضرور

گرتا ہے کبھی جو آنکھ سے دانۂ اشک
ہوتا ہے مثال آبگینہ وہ چور

یخ مردم چشم پر ہوا مثل فرنگ
نکلے در چشم سے نظر کیا مقدور

ناری بھی سبنے ہین اب تو نوری توبہ
ارنی پہ ہے شعلہ نار کا صورت نور

سردی سے یہ انقلاب دیکھا ضون
دوزخ مین جنان سے تاپنے آئین حور

سردی سے خدا پرست ہین زردشتی
آتے ہین شبانہ روز آتش کے حضور

جیتی ہین مچھلیان کہ یخ بستہ ہے
کرتی ہین پیادہ اب سمندر سے عبور

بجلی بھی جو گرتی ہے تو ٹھنڈھی ہو کر
مرطوب مزاج کیون نہون اب محرور

گوشہ ہیت کمان کے تیر ہین چلہ نشین
ہین خانۂ مور مین نہان سارے طیور

سمجھے تھا مین اگلے سال تجکو سرما
خیر اسکے برس اور ہون زندہ درگور

[illegible] اے سرما ہی ابھی
اے حضرت دل ہنوز دلی ہے دور

جب قطع ہوئی امید تب آخر کار
لکھا ہے یہ قطعہ مین نے ہو کر مجبور

اے میر اگر زیست ہے رعنا کی غرض | تو بیچے چادرِ رختِ سنجاب و سمور
فی الحال یہ دورِ دخترِ رز ہے تو بہ | نشۂ مین شراب کے ہین صوفی تک چور
جو گوشہ گزین و خم نشین تھے وہ بھی | دیکھو سرِ بازار ہین سارے مخمور
دستار ہے قاضی کی گرو مے کی عوض | میخواری کا اب جہان مین ہے یہ دستور
زاہد مسجد کو جانکر خم خانہ | ترجون کو خمِ شراب کہتے ہین حضور
سمجھے وہ عصا کو تاڑ لا حول و لا | اور دانۂ تسبیح کو تاکِ انگور
باران کی جگہ ہے اب تو بارانِ شراب | دیکھین رعنا خدا کو کیا ہے منظور

دیگر

خانِ عالی منش مصاحب خان | کرم و خلق و لطف عادت اوست
چہ عجب گر نواخت رعنا را | کار ہر کس بقدرِ ہمت اوست

دیگر

چو جم در جاہ و لقمان در خرد در عدل نوشیروان | بطالع چون سکندر در دلیری رستمِ دستان
بزر باشی توئی حاتم بجان بخشی مسیحا دم | مثالِ خضر دریا دل بفیضِ عام چون باران
بلطف و خلق و عدل و عقل و جود و ہیبت و ہمت | نہ تنہا فخرِ کابل بلکہ فخرِ ہند و راجستان
الٰہی تا جہان باقیست تو ہم در جہان باشی | جہان باشد مثالِ جسم تو اندر تنش چون جان
بود در جودہ پور دائم چو بختِ تخت بنشستہ آئین | مجتبیٰ خان بہادر یہ میرا حاجی محمد خان
بختم و صدف تضمین کرد رعنا مصرعِ سعدی | چہ غم قصرِ ریاست را کہ باشد چون تو پشتیبان

دیگر حالیہ سفر مارواڑ در ۱۹۱۶ء کہ از بیجا منی راہ ناہموار در منازل غیر آباد وغیرہ پیش آمدہ

حالِ رعنا مپرس ای منعم | کز اودہ چون بہ مارواڑ آمد

قائم اللیل مانند در شب ھا | روز ھا صائم النھار آمد

وصف پردلہ

کیا خوب یہ پردلہ ہے دیکھو زرکا | تلوار ہے بجلی تو وہ ہے ابر بہار
سہے پردلہ گر کمند تو اژدر تیغ | یا بنگی ہوا نظر گلی کا وہ ہار
سہے پردلہ یوسف کا کمر بند اگ | شمشیر دو دم ہے ذوالفقار گرار
ت ان کی کام مین زبان ہے گویا | ستیاغ مکے پردلہ مین یا ہے تلوار

قطعات

افلاک کی سہے یہ سر دمہری | اکٹرا ہوا پیر اور جوان ہے
یخ لبستہ ہے صاف چشمۂ نور | کافور سا دھوپ کا نشان ہے

دیگر

کھینچی ہے کسی نے آہ سرد آہ | یا ہے کسی بت کی سرد مہری
سردی سے اکڑ گیا ہے عالم | اب ہوگئی زمہریر ہستی

دیگر

برسات مین جود ہ پور دیکھو | ہے باغ ارم ضرور دیکھو
سب کردیے تشنہ کام سیراب | دریا دلی حضور دیکھو

دیگر

تھا نظام الدولہ آگیا اب نظام الرای ہے | تھا ارسطو پہلے لیکن آج وہ لقمان ہوا
بندہ سے آزاد سہے محکوم سو حاکم نظام | پیشتر دیوان تھا اب صاحب دیوان ہوا

رباعیات

ہون خانہ نشین نہ ہاتھ ہلتا ہے نہ پیر
من و سلوا و مائدہ سے کیا کام نظام
نے سعی و تلاش نے سفر اور نہ سیر
دیتا ہے کریم رزق بے منت غیر

دیگر ہجو یہ بہلی

رستے مین پڑی جو کچھ مصیبت بہلی
کچھ پوچھیے نے عذاب تکلیف سفر
سب بھول گیا سفر کی کلفت بہلی
بہلی مین نہ ایک دن طبیعت بہلی

دیگر

ہمدم کی طرف سے نذر رعنا کو ہے
کھانے کی عوض یہ ناشتا ہو مقبول
گو مشک نہین ہے مشک کی خوشبو ہے
برفی ہیڑا ہے لو ز لڈو ہے

رسید خربزہ

جڑوان ہمین خربزہ جو تمنے بھیجا
یہ وصل مجسم ہے پیام وصلت
ہم پا گئے آپ کا دلی منصوبا
یا نخل ملاقات مین پھل ہے آیا

ایضاً

دو پھل یہ جڑے ہوے مری جان نہین
رعنا کو دکھائی شکل جمعیت خوب
یہ فال ہے نیک جسکا ہوتا ہے یقین
یکجا ہین جمع مثل شکل پروین

رباعی

الفت نہ دلبرون سے نے رسم وراہ
نے سوے بتان مری بھٹکتی ہے نگاہ

توبہ کرے گا رعنا پھر عشق ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دیگر

مومن ہے تو ہو نہ تو کسی بت کا رام ۔ کافر ہے تو کعبہ میں نہ باندھ احرام
ہے بتر حقیقت سے جو بہرہ رعنا ۔ تو کعبہ سے رکھ غرض نہ کچھ دیر سے کام

دیگر

اے قبر پرست قبر سے سود نہیں ۔ ہے خاک عباد کچھ یہ معبود نہیں
کرتا ہے عبث سجدۂ تعظیم ولی ۔ درگاہ درِ کعبۂ مقصود نہیں

دیگر

ہے زلف رخ یار اگر شام محن ۔ پیشانی ہے پر مراد کی صبح وطن
ہے سورۂ واللیل وہ جعد پرشکن ۔ اور سورۂ والشمس ہے چہرہ روشن

دیگر

اس سال جہان برف سے ہی ہے معمور ۔ کشمیر سے ہے سوا ہر اک جا مشہور
بلّور کا تختہ ہے جہان اے رعنا ۔ برسا نہیں برف نور کا ہے یہ ظہور

دیگر

تا مد نظر ہے صاف مانند بلور ۔ موسم خنک اور برف کا او سپہ وفور
اللہ رے زمہریر بھی سرد کیا ۔ اس جاڑے میں کھینچیں جلد سورۂ نور

دیگر

ہے کوہ سری برف سے اب کوہ نور ۔ تا مد نظر برف سے ہے مثل بلور

آتش سے کے دھوئین اوڑ گئی تھرائی ہے — ہے رات کو شمع دھوپ دن کو کافور

دیگر

سیماب وہ سیم تن ہے چالاکی مین — ہمسر نہین اوسکا کوئی بیباکی مین
کیا حسن خداداد ہے ماشاءاللہ — کیا نور ہے اوسکے بدن خاکی مین

دیگر

تھا روسے زمین پہ ہند باغ رضوان — اب جسکا دہر سے ہے تاراج خزان
اس سال تو غدر سے ہی درخاک وخون — اور سالگذشتہ مین رہے بہقحط خان

رباعی ہجویہ آگرہ

نے شام او وہ ہے نہ بنارس کی بھور — ہے آب وہوا سارے جہان کی آخور
اعدا وسے آگرہ کے ہی گور عیان — رہنا بھی ہے آگرہ مین زندہ درگور

دیگر

کافر ہند وسے اب مسلمان ہوا — بعد اسلام اب کرستان ہوا
تا زیست رہا یون ہی رکابی مذہب — جیتے انسان موے پہ شیطان ہوا

ہجویہ کوہ آلو

ناساز ہے آبو کی اب ہدر جہ ہوا — بیمار ہوا سیج اچھا نہو ا
گر جان بچی جان غنیمت ورنہ — موجود ہے دیکھیے قلب آبو مین وبا

گلگشت باغ سحولاسی

برسات شباب پر ہے جولائی ہے — رو پڑتی ہے خوب آب جولائی ہے

ساؤن کی گھٹا سے لطف برسات بڑھا | گلگشت ہے آج کہیں بجرا ئی ہے

دیگر

بارش سے ہے مارواڑ میں عالم آب | دریا دل ہو کے بہہ رہے ہیں تالاب
فوارہ قلم ہے بحر ظلمات دوات | کاغذ آبی ہے حرف ہیں نقش بر آب

دیگر

کیا غم ہے جو ہو کفر محیط اسلام | ہوتے ہیں شب تار سے پیدا ایام
ہے مردمک سیہ میں یہ نور نظر | یا کفر میں اسلام کا جلوہ ہے نظام

برآمد کانہای مخفی شدہ در مارواڑ

ہر کس کہ بہ بحر غوطہ زد گوہر یافت | چون کند زمین و کوہ و صحرا زر یافت
تحقیق بہ مارواڑ چون کرد نظام | سیم و مس و آہن و سرب اندر یافت

ایضاً

آب حیوان بظلمت اسکندر یافت | جمشید بدور سلطنت ساغر یافت
از کندن کوہ کہ برآید لیکن | اقبال نظام بین کہ کان زر یافت

دیگر

کیا ایسے تو ناسمجھ نہ اب کم سن ہیں | کس سے ملو غائب آپ رات اور دن ہیں
رعنا سے جو راز دل نہیں فرماتے | کیا غیر سے آپ بھی فریشن ہیں

رباعی تبدیل تخلص خود

آغاز سخنوری میں مضطر تھا نام | رعنا تھا شباب شاعری کے ہنگام

ہے زیر نگین جو کشور نظم نواب | نواب خطاب اور تخلص ہے نظام

۸۹ شکریہ قطعہ دیوان صاحب عالم مرزا ولیعہد بہادر شاہزادہ ۱۷

اے وارث ملک و افسر و چتر و سریر | اے کوکب برج فلک دولت و دین
دیوان حضور سے ہوا لطف مجھے | آباد رہے خانۂ احسان آئین

دیگر

فقط گندم تلک تھا آب و دانہ | نہیں تقدیر کی اسمیں شکایت
ہوئی گندم نمائی جو فروشی | یہی تھی آدم و حوا کی قسمت

شکایت

محنت بباد داد و عنایت زیاد رفت | داد از تغافلش ہمہ کارم ز داد رفت
رعنا چو بگذری ہمہ آخر برابر ست | ناشاد رفتہ باش کہ زین دہر شاد رفت

قطعات بصنعت اشتقاق بنام منشی کرپا رام دیوان کشمیر

اے دل برکت چو در جہان میخواہی | کن ورد بہ اسم اعظم کرپا رام
تخلیص حروف نام کن بے تکرار | پیدا است ازین لفظ مبارک از نام

دیگر

دیوان سخی ابن سخی کرپا رام | مشہور شد از داد و سخاوت حاتم
از نام دو حرف اول و یک آخر | دال آمدہ بر جود ہمین لفظ کرم

ایضاً

حقا کہ بزرگیش خداداد آمد | پیدا است کہ ہست محترم کرپا رام

چھوڑ دی نارپرستی آخر — سارے زردشتیوں میں شکر خدا
ایک دل دوسرا دوزخ ہے شکم — ایسا دو آتشہ دیکھا نہ سنا
جتنی باتیں ہیں جبلی اور کسبی — یہ زبان ہے کہ زبانہ گویا
انجروں سے تہ و بالا ہے بخار — تپ زدہ تپتے ہیں ارض و سما
کچھ نہ گایا کبھی دیپک کے بغیر — چرخ سے آئی جو گانے زہرا
نظم بھی لکھیں تو لکھتے ہیں واسوخت — واہ رے گرمیِ طبعِ شعرا
خاک پر ذرے فلک پر تارے — کم شراروں سے نہیں صبح و مسا
مہر ہے مہر تو تھا ہی مجمر — ماہ مشعل ہے فلک گرم نوا
ماہِ نو سے یہ نمایاں ہے صاف — چرخ ہے نعل در آتش گویا
پر فرشتوں کے جلے جاتے ہیں — کوئلا ہو گیا جل کر طوبا
ہے جو آتشکدہ دوزخ تو ضرور — دھونکتی صور سے بجلی نفخا
پر سے اب لیتی ہے پنکھے کا کام — سو نہیں ملتا ہے پری کو سایا
خلد میں خشک پڑی ہیں نہریں — العطش کی ہے بہشتی کی صدا
سرد خانے ہوئے سارے تمام — برف خانے ہوئے مطبخ سے سوا
ڈھونڈھتی پھرتی ہیں پانی حوریں — حوض کوثر میں نہیں اک قطرا
کھا گئے ماہ کو دلسوزی سے — کبک سمجھی جو اسے انگارا
موج کی جا نظر آتی ہے گرد — خاک اڑتی ہے جہاں تھا دریا
ریگ ماہی ہوئی ماہی بے آب — وان بگولا ہے بھنور تھا جس جا
شعلہ رویوں کا عجب عالم ہے — ہے لبِ آتش کا ہر اک پرکالا
تار برقی ہوئی تارِ گیسو — کان میں ہو گئی بجلی شعلا
آگ ہیں طپش کے مارے گل رو — لال گرمی سے ہوا رخسارا
تل کے دانے کا نکلتا ہے تیل — جا سے روغن سے لپٹا گویا
دست و پا کو نہ جلا لے کیونکر — آتش مشتعل رنگ حنا

کیسی بے لطف ہے گرما گرمی
قدر عشاق ہے معشوقون کو
آتشین رخ سے بھڑک اوٹھتا ہے
ایسی گرمی مین کہین ممکن ہے
تاب کیا ہے جو کرین شعلہ رو
گرم جوشی کرین کیونکر عشاق
نفس گرم تو ہے گرم دھوان
ہے نسیم سحری باد سموم
آگرہ مین نہین رہنا بہتر

دیگر قطعہ حالیہ مشعر صفت

ہے عیان تکبیر او تجنیس سے رعنا کی صفت
جو منافق ہین مقرر اونسی مین عیار ہون
خاکساری آب و گل ہین ہیچ نام بوتراب
امتحان نیک و بد کو سنگ اسود ہی محک
اور اگر رعنا کے معنی مین کسیکو ہو کلام
مجکو خود اقرار ہے لاریب جن مرد عیار
آئینہ ہے الغرض انسان انسانکے لیے
ورنہ من آنم کہ من دانم جو پوچھو تو بس
نام مردان علیخان ہے اور آقا ہین مرے
ہاتہ مین میری ہے کلک امتحان یون جسطرح
قول میرا فعل ہے اور فعل میرا قول ہے
لکہو مین اور قول ہون میرا بایۂ ذمہ کا ہی فرق

آبرو دنیا مین ہو ایمان عقبیٰ مین رہے — بس یہی ہے دولتِ دارین کافی کردگار

شکریہ شبیہ موصولہ

صورت کی ہے نواب کی وہ صورتِ پاک — جسنے دیکھا یہی کہا صلِ علیٰ
مشاہدہ ہے عیان ہے آئینۂ رحمتِ حق — ہے سورۂ یوسف کا بعینہٖ نقشا
خط آیۂ سجدہ ہے جو پیشانی پر — سجدہ کرتے ہین اوسکو سب اہلِ صفا
والشمس ہے والقمر ہے سب کی نزدیک — اخلاص سے ہاتف نے کہا صلِ علیٰ
لیئے ہے مجاز بھی حقیقت در اصل — ہے عین مناسب جو کہون ظلِ خدا
مصداق تھا یومنون بالغیب کا مین — اب مصحفِ رو کا مجکو دیدار ہوا
جسوقت مرقع وہ صورت رکھی — سب بولے ہوے اہلِ کتاب اب ہمنا

دیگر جشن نشرہ

بزمِ عالم مین ہے عجب رونق — جشن گھر گھر ہے عیش ہے ہر جا
مادرِ دہر شاد و شاد ہے آج — پیرِ گردون پہ ہے شباب آیا
ہے نظیر حسن کا نشرہ آج — برکت نے یہ روز دکھلایا
بزم مین رات تھا وہ صدر نشین — جمع تھے لکھنؤ کے سب امرا
کہا رعنا نے دیکھ کر محفل — رفعتِ شان جشن صلِ علیٰ

دیگر

مہاراج الور ہین شیودان سنگہ — وہ ہین فخرِ راجہ ہندوستان
سخاوت مین وہ حاتمِ وقت ہین — شجاعت مین ہین رستمِ داستان
مہاراج سیر اشہ اجداد مین — خداداد ہے عدل نوشیروان
بڑی سیر چشم اور عالی ہمم — شریف و ہنرمند کے قدردان

سکندر پہ شوکت میں جسم جاہ میں | رہے ہے اقبال جسم اور وہ اوسکی جان
وہ ہمپایۂ صاحب تخت ہین | رہے ہے قوت بازوئے خسروان
کرشن اور اندر ہین وہ بزم مین | مہادیو تا رزم مین پہلوان

تاریخات اقسام

تہنیت جشن شادی سرکار مہاراجہ پٹیالہ کہ بعد شادی جیجک عارض شدہ غسل فرمودند

سرکار کی شادی کی نہ کیونکر ہو دھوم | شاہانہ تجمل تھا نہین شبہہ و شک
تھا ایک جہان محو تماشا ہر سو | انسان کا کیا ذکر ہے تا جن و ملک
اوشاہ کی شادی کا یہ عالم دیکھا | تھا محو جمال چشم انجم سے فلک
مشتاق تھے دریا ہین ہر اک چشم [illegible] | جھپکی نہین گلزار مین نرگس کی پلک
لیلی محمل سے اور محمل سے [illegible] | خلوت سے نکل آئی زلیخا در تک
اشتر سے جذب شوق دیا [illegible] | آبیٹھی ہے زہرہ بھی لب بام فلک
دیکھی ہے لگا کے سہرا جشن شادی کی | پیر گردون نے ماہ و خور کی عینک
تھا غلغلۂ عیش کا جو عالم مین عام | چشم بد دور از سما تا بسمک
[illegible] | دیدار کی خاطر نکل آئی جیجک
رعنا سے برائے فال غسل صحت | سلم بولا فراغ بے شبہہ و شک

۱۲۸۱ھ

دیگر

[illegible] | یا بباغ جہان رسید بہار
[illegible] | شاخ گل شد بیاز گل بے خار
[illegible] | ابر نیسان چوگشت گوہر بار

مدبر آمد ز ابر مدبر منیر — مہر تابان ز مطلع الانوار
پئے معراج سوے عرش عظیم — گوئیا رفت احمد مختار
ز احمد آباد آمدہ اینک — ہمچنان با عروج عز و وقار
میرزا صاحب محمد خان — نائب جود و پور از سرکار
شاد را ماند این چنین دستور — فخر ہند و ولایت و دربار
مخزن عدل و داد و خلق حسن — معدن عقل و ہمت و ہشیار
نام حاتم شد از سخایش سطے — شد گدا ہم بعہد او زردار
تا جہان ست در جہان باشد — این چنین مرد با خدا دیندار
سال تاریخ گفت ملہم غیب — دو و ہشتاد و ہم دو صد بہ ہزار ۱۲۸۲ھ

قطعہ دیگر در شان مہاراجہ

کہوں اونکو گر میں عالم فروز — تو اظہر من الشمس ہے مہربان
کہ ہے ہاتھ میں اونکے میزان عدل — عدالت سے ہیں روز و حکمران
ہیں یہ صلح کل جنکے شاکر مدام — ہنود اور مسلمان ہیں باصد زبان
بدل حق سے کرتا ہے رعنا دعا — مہاراج ذیجاہ کا مدح خوان
رہیں تا قیامت وہ فرمانروا — بزیر نگین ہوں زمین و زمان
رعیت ہو شاد اور آباد ملک — سلامت رہیں جب تلک ہیں آسمان
وہ عقل اور فرہنگ میں پیر ہیں — مگر بخت اور عمر میں ہیں جوان
عدالت سخاوت شجاعت میں آج — وہ ہیں فخر اسلاف ہم خاندان
چرا تا ہے اب گلہ گوسفند — فقط رعب سے اونکے شیر ژیان
وہ نام خدا کیسے ہیں نامور — کہ نام آور اونکے ہیں نام و نشان

دیگر

جگت گو اسواسطے کرتے ہیں سجدہ — پتلا آدم کا ہوا روز ازل میں مسجود

سجدہ آدم کا ادا پہلے فرشتون نے کیا | ورنہ انسان کا انسان کہین ہے معبود

پیش از مرگ واویلا یعنی تاریخ فوت خود در ایام وبای ہیضہ سنہ ۱۳۱۹ھ مقام لکھنؤ جسکے بعد بعالم رویاے صادقہ بشارت سلامتی ہوئی

دور دورا ہے وبا کا گھر گھر | شہر آشوب ہے ہیضہ ہر جا
ہیضہ حد درجہ ہوا عالم گیر | اس سے ہے قحط رجال اب گویا
خاک مردہ ہو بدست زندہ | جان سے ہاتھ جہان نے دھویا
عشق کو بھول گئے عاشق زار | لالے جانون کے پڑے ہین بخدا
جان سے تنگ آئی ہین جانانِ جہان | غم جان یاد ہے بھولے غمزا
سانس کیا لیجیے دم رکتا ہے | متعفن ہوئی اس درجہ ہوا
مادّہ کا ہے نہ موسم کا فتور | عمل زشت سے پھیلی ہے وبا
معصیت سے جو ہو توبہ تو ابھی | سایہ کی طرح پلٹ جائی قضا
اب بھی غفلت ہے تو میرا ہی سلام | آپ کردار کی پاؤ گے سزا
زندگی خواب ہوئی عمر خیال | عافیت اور ہے خیر اب عنقا
شہر مین شہر خموشان سارے | خوب آباد ہوا ملک بقا
زندہ درگور ہین اتنا مقتدر | ملک الموت کا یہ ہے دھڑکا
پاؤن لٹکائے ہوئے بیٹھے ہین | قبر مین تابع تسلیم و رضا
ملک الموت بھی جاتا ہے سہم | پاس آتے ہوئے ڈرتی ہے قضا
اب حسابون سے بھی منکر ہے نکیر | غرق ہے خواب عدم مین موتے
گوش زد نالہ و شیون ہے آہ | ماتم عام ہے گھر گھر برپا
سہل مرنا ہوا جینا مشکل | کیا قیامت ہے یہ رب دوسرا
رحم ای ہیضہ بس ای عزرائیل | ہے خدا سے یہ یہ کیا قہر خدا
کام تیزاب کا کرتا ہے گلاب | زہر مہرہ ہے ہلاہل سے سوا

نار جل اور لگاتا ہے آگ　فساد زہرا و سپہ معین صفرا
خطرۂ جان ہوں نکیوں نیم حکیم　نام کو بھی نہیں ہوتی ہے شفا
تھا مسیحائی کا دعوے او میز　عیسیٰ دم دیتے ہیں ترسا ترسا
خضر لاتے ہیں جواب حیوان　کارگر خاک نہیں ہے اصلا
ستے نہیں تھو سکتے ہیں جنبر بیر　تف ہے اس ہیضہ پہ لاحول ولا
دست و قے ہو گئے پیغام اجل　پیٹ چلتے ہی مریض آپ چلا
یوں بھی مرنا ہے مسلم یار و　پیش از مرگ ہے کیوں واویلا
ہم کفن باندھے ہوئے بیٹھے ہیں　شوق سے آئے جو آتی ہے قضا
مرگ انبوہ نہیں جشن سے کم　گرچہ ہے مرگ مفاجات وبا
وصل سے لاکھ غنیمت ہے وصال　موت آجائے تو ہے شکر خدا
جینا عزت سے باایمان مرنا　سب ہے یہی عمر ابد صل علی
ورنہ بے اسکے تو جینا ہے ہیچ　خاک ہے جینے پہ ہے لاحول ولا
موت کی دیکھ کے گرما گرمی　اپنے مرنے پہ نصیب اعدا
تھا غرض حفظ تقدم مجکو　تا نہ تکلیف اوٹھائیں شعرا
بے کم و کاست لکھی یہ تاریخ　فوت مردان علیخان رعنا
۱۸۹۳ع

دیگر

پڑا اکثر دیوں میں شور رعنا　معاصی کا ہوا میرے یہ طومار
سیہ نامہ کا جب دیکھا سیاہہ　ہوئی اک لوح محفوظ اور بیتار
فرشتے آئے یاں تک تنگ آخر　کہ لکھتے لکھتے سمجھے اوسکو بیگار
گنہ جب اسقدر میں نے کیے ہیں　ہوا مشہور جب سے میں گنہگار
تو میری مغفرت پھر کیوں ہے مشکل　حضور کبریا ہے جو کہ غفار
کرے جب محو خط سے میرے عصیان　تو ہے حرف غلط وہ آخر کار

چھپا لیگا وہ دامان کرم مین	کہ ہے نام خدا نام اوسکا ستار
غم عصیان نہین اس سے کہ وہ ہے	گناہ آمرز رندان قدح خوار

قطعہ بنام مشفقی شیخ داؤد صاحب

ماشاء اللہ واہ چشم بد دور	کیا مجمع اوصاف ہے حضرت کا وجود
یعقوب کی الفت ہے جمال یوسف	ایوب کا صبر ہے سلیمان کا جود
موسیٰ کی جفاکشی ہے اعجاز مسیح	سن خضر کا ہے نوح کا حلم محمود
فولاد کے دل ہین اسکے آپ سے موم	ہے خلق محمدی تو نام داؤد

تاریخات

قطعہ وفات ابوظفر بہادر شاہ معزول شاہ دہلی مقیم رنگون خاتم السلاطین چغتیہ تیموریہ

مپرس احوال این دنیا کہ چون ست	فنا باشد ہمہ آغاز و انجام
ببین در چرخ نیلگون رنگ وفا نیست	تہی چون شیشہ واژون صورت جام
کجا اسکندر و جمشید و ضحاک	کجا اسفندیار و رستم و سام
مگر از نیک و بد باقیست نامے	کہ مے ماند ز نیک و ہم ز بد نام
غنیمت دان دو روزہ عمر نادان	بسر گردت گرت باعیش و آرام
شہ تیمور چنگیزی ز ترکان	شنیدستی کہ بودش عالمی رام
ہمہ در سایہ ہیبت جلالش	ز چین تا ہند بود از روم تا شام
چو ہند و ہندوان بودند در اش	ہمہ ترسا و گبر و اہل اسلام
مسند شاہی او در ہم رفتند	زدہ در ہفصد و ہفتاد و دو گام
ز تیمور ابتدا ابوظفر ختم	بہند آمد شمار بست و سہ نام
شمار سال عمر سلطنت گشت	ازین رو پنج صد اے نیک فرجام
ز ابراہیم لودی باز چون کرد	ظہیر الدین بابر ہند را رام

هزار و پانصد و بیست و شش ز سالی — چه سال از سال عیسی بود هنگام
غرض سه صد سی و یک سال دیگر — شمار کامرانی شد ز ایام
بعهد شاه عالم عهد شاهی — بعهد کمپنی چون کرد ادغام
هزار و یک صد و هفتاد و سه بود ۱۱۷۳ — ز هجرت آنکه آمد سال اسلام
ز تخت و تاج شاهی ماند تا هم — نشان باقی و از شاهی فقط نام
چو گشت غدر شد سر منبر از جور — رسید از دست اهل غدر آلام
هزار و دو صد و هفتاد و سه بود ۱۲۷۳ — گذشته از بغاوت شاه بدنام
پس از یک سال شاه انگلستان — گرفت از کمپنی احکام حکام
هنوز آن شاه شاهان حکمران است — که حکمش باد در هر ملک تا دام
بگیر آمد بهادر شه چو در رزم — به رنگون رفت آخر با صد آلام
بجبر شورش شد شوریده آخر — شده آغاز شورش را چه انجام
گرت دا گوشش فهم و چشم بیناست — شنو نظم و ببین احوال ناکام
من از آن روز دانستم که آخر — بود در دهر شور شدید بام
شده طالع ز مغرب شد که مشرق — شب و روز شهی را زود تر شام
مقام ترس و جای خوف و بیم است — که آغاز آن بود این باشد انجام
من و تو هر دو را کار از قضا است — دگر خواب و خیالات است و اوهام
دگر مخروش ای رعنا که آمد — ز جبر شور شور رنج و آلام
چه در رنگون شه بیکس قضا کرد — بهادر شاه غازی بوظفر نام
۱۲۷۹ھ

دیگر

شه بیکس چو رفت از دنیا — بیکسی کرد بر سرش ماتم
دید رعنا چو دست را خالی
گفت تاریخ او غزال ارم
۱۲۷۹ھ

دیگر

بہادر شاہ چون سوے ارم رفت | کہ بر او نام شاہی راست اتمام
پئے فوت بہادر شاہ غازی | حسین رعنا رقم زد خلد خدام ۱۲۷۹ھ

دیگر

رفت از دہلی سوی زنگون چو شاہ بوظفر | شادمان گشتند بہر دعوتش ارباب خلد
رخت بست از ملک مشرق چون بسوی خلد برین | گفت رعنا سال فوت او کہ مشرق باب خلد ۱۲۷۹ھ

دیگر

دار فانی مقام عبرت ہے | کیا کوئی اوس سے آہ دلکو لگاے
شاہ بیکس سگئے جو دنیا سے | کہا رعنا نے رخت باندھا ہاے ۱۲۷۹ھ

بجواب نذر محمود نامہ بخط ناخن جلی

مصطفی را ید بیضاست و رین صنعت لغز | بے قلم سکہ شد از ناخن خود صورت کن
گفت رعنا کہ عجب نامۂ محمود نوشت | ناخن عقدہ کشا خوب بخط ناخن

تہنیت ولادت فرزند مرزا حاجی محمد خان مرحوم کہ دوستانہ ہمراہ سامان دلازمہ چھٹی فرستادہ شد در ۱۲۶۳ع

مژدہ اے دل راحت جان جہان پیدا ہوا | شاد اے جان قوت روح وروان پیدا ہوا
پیر گردون تو بلاگردان ہے ہر شام و سحر | مادر گیتی ہے قربان وہ جوان پیدا ہوا
کیون نہو فرط خوشی سے آج گھر گھر دھوم دھام | خیر مقدم رونق ہندوستان پیدا ہوا
نقد ایمان کا نہین ہے سالکون کو دغدغہ | گلشن اسلام کا وہ دیدبان پیدا ہوا

مطلع امید سے طلوع ہوا ماہِ مراد
نیّرِ برجِ شرف ای مہربان پیدا ہوا

اے زلیخا ے تمنا ابتو تیرے دن پھرے
جسمین یوسف تھا ترا وہ کاروان پیدا ہوا

نقدِ انجم صرف یا افلاک نے بالکل نثار
جو خزانہ جس زمین مین تھا نہان پیدا ہوا

بزمِ عالم مین جو شورِ تہنیت ہے ہمنشین
کون مہمان نواز و میزبان پیدا ہوا

عرش و کرسی سے زمین کا بڑھ گیا ہے اوجِ برج
افتخارِ رفعتِ ہفت آسمان پیدا ہوا

نکہت بستان رحمت نوبہارِ باغِ خلد
ثمرۂ نخلِ حیاتِ جاودان پیدا ہوا

ہمصفیر گلشنِ ایجاد مین آئی بہار
دھوم ہے باغِ جہان کا باغبان پیدا ہوا

دیو بندی سنگی پریان کنیزین ہو گئین
کون اسے آصف سلیمانِ زمان پیدا ہوا

تشنۂ آبِ بقا کو مژدۂ عمرِ ابد
چشمۂ حیوان سے وہ آبِ روان پیدا ہوا

طوطی ہندوستان کا بند ہے اب ناطقہ
بلبلِ شیراز گویا خوش بیان پیدا ہوا

آیۂ رحمت کا ہے نام خدا شانِ نزول
افتخارِ امت فخرِ جہان پیدا ہوا

حاتم ابن حاتمِ ثانی سخی ابنِ سخی
چارہ سازِ زمرۂ بیچارگان پیدا ہوا

قوتِ جان و دل مشتاق بہرِ والدین
طاقتِ روح و روانِ انس و جان پیدا ہوا

صبحدم جیسے سپیدہ ہو سحر کا نوربار
غازۂ روے زمین و آسمان پیدا ہوا

عدل کا پلہ نہ کیون بھاری ہوا انصاف جو
طالعِ میزان مین وہ نوشیروان پیدا ہوا

گوہرِ مقصود سے درجِ تمنا بھر لیے
قسمتِ دایہ سے ابرِ درفشان پیدا ہوا

میرزا حاجی محمد خان مبارک نورِ عین
دیکھیے چشم و چراغِ خانمان پیدا ہوا

نامور ہین آپ ہر اب نامِ نامی آپ کا
تا ابد باقی رہیگا وہ نشان پیدا ہوا

صاحبِ اقبال بخت و ثروت و جاہ و حشم
نامور ممتاز و فخرِ خاندان پیدا ہوا

تاریخ سالِ ولادت کا جہان مین امتیاز
کہہ دلا ممتاز عبداللہ خان پیدا ہوا
۱۲۸۱ھ

سالگرہ کوہ نور [illegible] تاریخ سنہ ۱۲۸۶

کوہ نور اختر عمر او دراز
تا ابد باد الٰہی برقرار

کوه در یکبین و نور اندر صفا — زین سبب شد باسم نوربار

لوح محفوظ ست لوح روشنش — خط تقدیر ست خط مشکبار

چشم بد دور آن سویدای خلقتش — نرگس چشم بصیر روزگار

از سطور و نیز از بین السطور — آشکارا صورت لیل و نهار

مخبرش گشته چه جبرئیل امین — در خبر آمد سلم اعتبار

سنگ ادراز طور سینا ساختند — زین سپید و هم سیه را شد عیار

دستکاران دست قدرت یافتند — کار را لیکن چنین بنا شد استوار

طبع عالم را ازین مطبوع گشت — شد بلا ناغه چو طبعش سبزه وار

سکه شد از مهر آن یوسف مدار — هر زلیخا سی تمنا انتظار

عاملان را گشت دستور العمل — خسروان را هست چون آیین بکار

مجلس میونسپل را رهنما — حاکمان عهد را هم خضروار

هست گورنمنت را بس خیرخواه — هم رعایا را ایمان و دل نثار

میکند تسخیر عالم گیر او — لشکر طائر شد وقع را شکار

شد جهانی بنده احسان او — یاور و یارش شده هر شهریار

در دعا بر اهل امرت سر قوی — در وفا لاهوریان را یار غار

شد مقابل هر که از خیره سری — روز آورد از بهرش آخر دمار

آن ز رشکش میخورد خون جگر — وان دگر سر در گریبان سوگوار

ذم اگر شد سود کاریش گرد — مدح گر بنوشت اعزاز و افتخار

سطوتش ملک جهان را در گرفت — هیبتش را شد بعالم اشتهار

از خریداران اخبارش بپرس — تا ابد هرگز نیاید در شمار

در شمار از سند و از پنجاب هم — شاعران را وصف او باشد شعار

لیک من در تهنیتش ای بو العجب — آمدم محسود هر ملک و دیار

تیره و پنجاب را برخوان مرا — خطه سندوستان را افتخار

نورا و باد ا منور اے کریم
کوہ باشد بر زمین تا برقرار

بخت و اقبال ست چون عمرش دراز
روز افزون ست تا روز شمار

سال نو ہر سال سے کو میرسد
در چمن تازہ چو ایام بہار

رنگ گل در دیدۂ احباب باد
سخت در چشم حسودان نوک خار

گفت رعنا سال نو از عیسوی
یک ہزار و ہشتصد و شصت و چہار

طرح سازم گر ازین مصرع فقط
باشد از سال مسیحی یادگار

قطعۂ تاریخ اودہ اخبار سنہ ۱۸۶۴ع

مژدہ اے ناظرین با تمکین
خرمی سے کے جہان مین ہین آثار

ہے اب آغاز سال نو یعنے
ہشتصد و یک ہزار و شصت و چہار

گلشن دہر رنگ لایا ہے
کیسی دلکش چلی ہے باد بہار

ہر روش سے گلون پہ اک جوبن
گرم نغمہ ہے ہر چمن مین ہزار

نہر آب روان بعینہ ہے
جیسے گلزار خلد مین انہار

چشم بد دور ایسی رونق ہے
چشم رضوان مین رشک سے ہے خار

پھول پھولا نہین سماتا ہے
گل سے لیتا ہے نوک کی ہر خار

آتش رشک سے جلا لالہ
وقنا ربنا عذاب النار

رونق باغ عالم امکان
ہے مگر صدقۂ اودہ اخبار

روشنائی ہے اوسکے حرفون کی
سرمۂ دیدۂ اولو الابصار

صورت دہر کا مرقع ہے
جس سے عالم کے ہین عیان اسرار

صفحہ آئینۂ سکندر ہے
جام جمشید ہے اودہ اخبار

اسقدر اوسکی ہے خریداری
گویا یک انار و صد بیمار

ہین خریدار لاکھہ یوسف سے
مصر تک ہے یہ گرمی بازار

ہے شش و پنج مین مہندس عقل
کچہ خریدارون کا نہین ہے شمار

بالیقین بالیقین کی ہے یہ بیت | نام تاریخ خیر اسکے ہے مسلسل کے
پر مثلث کیا جو نام سے نقش | ہے مربع یہ ہم از برائے شفا
سال ہجری کہا یہ بالترتیب | عدد اس کا چار سو سے کر لیا
جمع پھر اس کے باندھ پر تعویذ | سے مجرب ترا ہوا اسے سلا
حرز جان جوان ہوا اسکا نام | ورد اہل جہان ہو ہے یہ دعا
با ثبت با الفت سے کہا کلام | یا الٰہی بحق آلِ عبا

تاریخ فوت

حسن جان از فرط رنج و قلق | بمرگ زن خویش چون غصہ خورد
سر و شم پئے سال فوتش گفت | کہ رعنا بگو کوچ آغا بمرد

۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت شاہزادہ اودھ بمقام کلکتہ

بسال و مہ و روز و وقت سعید | ہوا پیدا ہوا وارث تاج و تخت
پئے سال کی شہ سے رعنا نے عرض | مبارک ہو فرزند برجیس بخت

۱۲۷۷ھ

تاریخ کتاب میر وزیر علی بمقام لاہور

لکھا ہے میر وزیر علی نے اک نسخہ | کہ فہم و عقل میں یکتا ہے وہ زمانہ کا
لکھا ہے خامۂ رعنا نے طرفہ سال تاریخ | سفینۂ خلاصہ ہدایت ہے ہفتگانہ کا

۱۸۵۹ء

دیگر

کرد تصنیف چون وزیر علی | نسخۂ با نخبت ہستی سرفہ
گفت رعنا بسال تاریخش | ہفتگانہ ہدایت نشر فہ

۱۲۷۵ ہجری

قطعہ تاریخ والیہ بھوپال

یارب آباد ہے جب تک کہ بنی آدم سے
راحت و عشرت و آرام سے سارا عالم

گلشن عالم امکان میں ہے جب تک شب و روز
تیری رحمت سے برستا ہوا یہ ابر کرم

اپنے الطاف و عنایات سے ای رب کریم
میرے ممدوح کو رکھ خیر سے شاد و خرم

سر ہمت سے یہ رعنا رقم کی تاریخ
کار فرما رہیں نواب سکندر بیگم
۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت ولیعہد نواب کوٹلہ

ہیں والی کوٹلہ بہادر
نواب سکندر علیخان

وہ نام خدا یہ نامور ہیں
پڑھتے کلمہ ہیں اونکا انسان

عالی نظر و بلند ہمت
دیندار ہیں اور بڑے مسلمان

جب بزم میں رزم میں ہیں رستم
ہیں دولت و ملک میں سلیمان

خالق نے دیا ہے اونکو فرزند
تابان صفت مہ درخشان

اس مژدہ کی دھوم ہے جہان میں
عالم میں سرور کا ہے سامان

ہر رات تو ہیں نثار انجم
ہر روز ہے مہر بھی زر افشان

لو وا ہیں در خزانہ غیب
جاری ہے عطا کا آج فرمان

کی میں نے جو دل میں فکر تاریخ
ملہم بولا بحکم یزدان

الف و مائتین و ہشت و ہفتاد
کہ سال ولادت ای سخندان
۱۲۷۰ھ

تاریخ تولد فرزند دیوان کپورتھلہ

چو پیدا گشت نور چشم دیوان
نوید شادمانی رفت ہر جا

بساط خرمی فرش زمین شد
ز رقص زہرہ شد عشرت مہیا

ز شادی گفت ہاتف بہر سمت
بگو رعنا کہ عمر خضر بادا
۱۹۱۸

قطعہ تاریخ نذر ظرف یادگار زبدۃ راجہ کپورتھلہ بمقام کلکتہ

بکرمان سنگھ بہادر سردار
فوج کی قبضے مین ہی اونکے کمان

افسر فوج نے ظرف نقرہ
پیشکش اونکو کیا بہر نشان

فکر درکار نہین اسے رعنا
ظرف صہبا سے ہے تاریخ عیان

۱۲ہ

تاریخ مظہر العجائب اخبار روڑکی

مطلوب ہے مظہر العجائب چھاپہ
مرغوب ہے مظہر العجائب چھاپہ

روڑکی مین جو مطبع ہی تو رعنا تاریخ
کیا خوب ہے مظہر العجائب چھاپہ

۱۲۷۹ھ

تاریخ فوت لارڈ کننگ ولیسرائے ہند

وہ اقبال مجسم تھا کننگ آہ
کہ تھا عالم مین اوسکا جا بجا شور

خلیق و محسن و مونس مربی
شجاع و عاقل و فیاض و غمخور

ظفر کھاتے تھے الحق اوسکی سوگند
دیا تھا ہند سارا بازر و زور

سوئی دادو دہش سب ختم اوسپہ
سلیمان کو نظر تھی تا بہ مور

عدم کو گھر سے جاتی ہی سدھارا
جہان ہے اس الم سے زندہ درگور

دل مغموم رعنا سے یہ سنکر
صدا آئی بصد غم ہاے غمخور

۱۸۶۲ع

قطعہ تاریخ باغ

لاہور مین بنا ہے یہ وہ یادگار باغ
رضواں کی طرح خلد کو بھی جسکا داغ ہے

اب سرزمین باغ جہان کا فلک تو کیا
سچ پوچھیے تو عرش بریں پر دماغ ہے

تاریخ کا خیال جو رعنا کو آگیا
آواز ہاتف آئی کہ گلزار باغ ہے

۱۲۷۶ ہجری

تاریخ یادگار باغ کہ از نام باغ بلینیم کردہ می آید

لفٹنٹ پنج آب ہستے سرجان لارنس ہے نیک نام جسکا وہ صاحب دل و دماغ
باغ جہان مین نام رہے تا کہ تا بحشر لاہور مین بنایا عجب یادگار باغ
رعنا نے نام باغ سے ڈیوڑھی کہی عدد روشن سن مسیح ہوا صورت چراغ

دیگر

لاہور مین بنا ہے یہ وہ یادگار باغ لالہ کی طرح خلد کو بھی جسکا داغ ہے
اس سرزمین باغ جہان کا فلک تو کیا سچ پوچھیے تو عرش برین پر دماغ ہے
تاریخ کا خیال جو رعنا کو آگیا آواز ہاتف آئی کہ گلزار باغ ہے
۱۲۷۶ھ

مادہ تاریخ واگذاری عمارت

خانۂ خدا داد آباد
۱۲۷۸ھ

تاریخ طبع قصۂ امیر حمزہ تصنیف شایان لکھنوی

قصص حمزہ کی جب شایان نے لکھی ہوا مسرور سنکر ایک عالم
خرد سے جب کہ پوچھا سال تاریخ کہا رعنا نے اوس سے سحر اعظم
۱۲۷۹ھ

تاریخ سفر ولایت کرنل اسپٹ صاحب بہادر لکھنو

ہین فخر فرنگ کرنل اسپٹ صاحب گلگشت وطن کو [illegible]
تھی قسمت لکھنؤ کی فرمان فرما عدل و کرم و خلق سے وہ عرش جناب
اندھی [illegible] ہوا سے عدل [illegible] کیا دخل ہوا اونکو سکے ایک حساب
ایسے ہین وہ [illegible] حاتم کو رہا اونسے ہمیشہ سے حجاب
خلقت مین ہوا اونکو [illegible] مداح ہین سب غریب [illegible]

اب اونکے فراق مین یہ امی مردم چشم — دریا کو نہی مین ہو کر ہے چشم پر آب
دلسوز شفیق کی جدائی مین آج — دل آتش دوری سے ہے مثل سیماب
جب تک ہے جہان ہیں سلامت آمین — فرمائے خلق وہ رہین یا وہاب
رعنا کی دعائیہ سے ہے تاریخ سفر — بالخیر کہ لکھنؤ مین وہ آئین شتاب
۶۱۸ ۹۴

تاریخ وفات چھوٹے میان احمد علیخان عکاسی مصور لکھنو

جنھین لوگ کہتے تھے چھوٹے میان — وہ تھے لکھنؤ مین بڑے نامور
اور احمد علیخان بھی تھا اونکا نام — ہے اوصاف سے اونکے سب کو خبر
جو اخلاق پوچھو تو تھے احمدی — علی کی صفت تھی وہ سینہ سپر
رہے عمر بھر ایک انداز سے — مسرت سے کی زندگانی بسر
معزز رہے دور شاہی مین وہ — رہے انگلشیہ مین بھی معتبر
مصور تھے ایسے زمانے مین وہ — کہ بہزاد و مانی نہ تھا اسقدر
یہی تک اوتر آئی شیشے مین صاف — یہ تھا سحر گویا کمال ہنر
اور اسپر تھی یہ سیر ہستی عیان — کسی سے نہ لیتے تھے کچھ سیم و زر
بشر تھے مگر شر سے وہ پاک تھے — کہ خضر مجسم تھے عالی گہر
وبا کا کہین ستیاناس ہو — قلم کار قسم سے ہے شق اب جگر
وہ یوسف جو تھا آہ ہر دل عزیز — جہان سے گیا ایک دم مین گذر
بہشتی تھے اسواسطے خلد مین — معًا پہونچی شیشے مین جیسی نظر
مرقع مین عالم کے تھے منتخب — ہوئی جب یہ اہل بقا کو خبر
کیا جذب رحمت نے اونکو طلب — کہ نقشہ جمائین یہان بیٹھکر
جو نقش فنا تھا فنا ہو گیا — قضا کا بقا عکس باقی ہے پر
ملائک تو کہتے ہین باوش بخیر — دعا کرتے ہین مغفرت کی بشر
وہ مغفور ہے اسلیے سال فوت — کفایت ہے رعنا سے یعنی غفر
۱۲۸۰ھ

تاریخ تولد فرزند میر فضل حسن

ہین محمد حسین جو حافظ | یعنی اولاد سید الثقلین
اونکو برسون سے یہ تمنا تھی | دے خدا اونکو ایک قرۃ العین
حق نے آخر دیا اونہین فرزند | جبکہ طالع مین آگئے سعدین
میر فضل حسن ہے نام خدا | ہے عیان حا و عین ورا و غین

۱۲۶۸ھ

دیگر

صاحب تقویم اور تنجیم بھی | بوالعجب ہین سنکے حال جنتری
ہے ستارہ اوج پہ طبع کا آج | کیون نہو رعنا کمال جنتری
مشتری زہرہ سے جا کر پوچھ لے | حسن معنی و جمال جنتری
فکر مین تاریخ کے بولا سروش | مظہر قدرت ہے سال جنتری

۱۲۹۴ھ

تاریخ باغ نواب عبد المجید خان

سرشتِ خلد ہے اس سرزمین مین | مثال خلد ہے نے لاہور کا باغ
مگر جسوقت دیکھا باغِ نواب | کہا رعنا نے فوراً نور کا باغ

تاریخ تولد فرزند حاجی محمد خان

مژدۂ میلاد عبد اللہ خان عمرش دراز | میفزاید رنگ واز فرط شادی بر جست
میرزا حاجی محمد خان بہادر بشنوید | سال فرزند شما آمد ز رعنا فرخست

۱۲۹۰ھ

دیگر

در سال نکو چو گشت مولود سعید | کشت امید سبز شد صورت باغ

چون فالِ نکوش در گلستان دیدم — آمد پئے آن شده نکو لفظ فراز
۱۲۸۱ھ

تاریخ فوت لارڈ ایلجن وایسرای ہند ہنگام یورش شیر و سوار وغیرہ

در عہد جناب لارڈ ایلجن — چون گشت عیان قتال ہر جا
از سالِ وفاتِ او سرو شم — فرمود بگو عبد الٰہ معز...
۱۲۸۰ھ

دیگر

تا دهم سال رفت از شمله — لارڈ ایلجن با حتشام و شکوه
کرد بر راه کثرتِ امراض — کرد ناگہ ز ہر طرف انبوہ
نیز دهم سال چون رسید قضا — قلب سال او فتاد از اندوه
سالِ تاریخ فوت او رعنا — گفت شد آفتاب بر سر کوه
۱۲۸۰ھ بعد تخرجہ قلب سال

تاریخ فوت سرمستی پاتر

مرادآباد میں تھی ایک پاتر — کہوں کیا تم سے انداز سرمستی
تھی گھر میں کبھی آئی معاً وہ — وہ تھا انداز یہ ناز سرمستی
مسلمان ہو گئی تھی مدتوں سے — ہوا اب فاش یہ راز سرمستی
وہ ڈھونڈھو تھی مگر اسے ہم صفیرو — جوانا نہ سمجھے انداز سرمستی
سخن شیرین کرکے دکھلاتی تھی جو بن — یہ تھی مشہور اعجاز سرمستی
اجل کا آ پڑا اس وقت شہباز — نہ نکلی کچھ بھی آواز سرمستی
اڑا جب طائرِ جان ہم صفیرو — پڑا سب رنگیا سازِ سرمستی
پئے تاریخ رعنا خود اجل نے — صدا دی سمجھ یہ دو رازِ سرمستی
۱۲۸۰ھ

تاریخ باغ میرزا صاحب در اجمیر

[illegible] ساگر — آمد [illegible] سرو جہان [illegible]

اندا ختہ طرح باغِ آن نیک نہاد
رعنا پئے سال گفت ظلِ فردوس
۱۲۸۰ھ

معجز فلک کہ در ایام یورش فوج بطور تفاؤل گفتہ آخر کار ست تاریخ تسخیر شد

دل عساکرِ سرکار شادمان گردد
دمیکہ از ظفر کوہ صواٹ گرد و سیر
شہ کوہ گشت مسخر براے فالِ ظفر
ز فکرِ سالِ رعنا ستھانہ صواٹ تسخیر
۱۲۸۰ھ

فقرہ تاریخ مسجد + فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس
۱۲۸۰ھ

تاریخ مسجد حاجی محمد خان

ہمت ام شدہ آنکہ باسم اعظم
تا مسکہ ملک نام خدا خواندرود
تاریخ بناے مسجدش ہاتف غیب
تیار شدہ گشت خدا خانہ بزود
۱۲۸۰ھ

تاریخ فوت خود قبل از مرگ باتباع موتوا قبل ان تموتوا

کے از غم دنیا رسدم بر دل داغ
تر سیدارم نگشت خلد دماغ
میبرد اگر اسال نصیبِ اعدا
دارد رعنا ز سالِ تاریخ فراغ
۱۲۸۱ھ

تاریخ فوت خود مثل قبل از مرگ واویلا

سواے ذات پاک کسکو بقا ہے
نہیں کافر کو بھی مرنے سے انکار
پھر اسیر موت سے غفلت عجب ہے
کریگا ایک دن یہ خواب بیدار
کر اسکی فکر گر ہے عاقبت بین
نہ ہو مرنے سے غافل گر ہے ہشیار
خیال و خواب ہے عمرِ دو روزہ
قضا آتی ہے اک دن آخر کار
پیش از مرگ واویلا نہیں ہے
اجل کو میں نہیں بھولا ہوں زنہار
ہزار و دو صد و ہشتاد و یک میں
قضا آجائے گر میری تو قضا اکار

تو فکر سال فرمائیں نہ شاعر | کہ مجھے ہے بار احسان سے بہت عار
بشارت مجکو دیتا ہے یہ ہاتف | نہ ڈرنا لاکھ ہے گو تو گنہگار
نصیب دشمنان امسال رعنا | سوا تو حق کو ہے بخشش سے انکار
عیان ہے نام سے نام خدا فال | کہ وہ غفار ہے غفار غفار

۱۲۸۱ھ

تاریخ وفات ناظر وحید الدین

ناظر نے افسوس قضا کی | سب کی شکستہ کیون نہو خاطر
رعنا نے تاریخ رقم کی | آہ وحید الدین ناظر

۱۲۸۰ھ

نام تاریخی فرزند عبد العلیخان

پسر در خانہ عبد العلیخان | عنایت کرد چون خلاق منان
برائے نام تاریخش ہاتف | ز رعنا گفت تمکین علیخان

۱۲۸۱ھ

تاریخ غسل صحت نواب عبد المجید خان

آنکہ او نام خدا ہست مجید | گشت بیمار نصیب اعدا
یافت صحت چو ز لطف شافی | فارغ آمد بزبان سال شفا

۱۲۸۱ھ

دیگر

مدرسہ در اٹاوہ شد تعمیر | در زمان سعید مسٹر ہوم
گفت سال مسیح او رعنا | خانۂ فیض اہل فن و علوم

۱۸۶۶

تاریخ فوت سیٹھ سبحان مل اجمیری

ہمسر نہین جسکا شہر میں کوئی آج | تھا سیٹھ سبحان مل وہ ساہو زردار

اجمیر شریف مین جو کی تپ سی قضا
تاریخ جب ہی نام خدا سے ہے غفار
۱۲۸۱ھ

ایضاً

تھا سیٹھہ سجان مل جو زر دار
ہے سال وفات اوسکا شاہد
بیشک نکل آئی عیسوی سال
مفرد جو لکھون حروف واحد
۱۸۶۴ء

پیش از مرگ واویلا یعنی تاریخ فوت خود نصیب اعدا

موت ہر سال و مہ و ساعت و روز
گھات مین رہتی ہے سبکے بخدا
صورت سایہ قضا میرے سات
دشمن جان ہے نصیب اعدا
جی کسی بات مین کسطرح سے لگے
کب ہجر و سا ہے یہان جینے کا
زندہ در گور ہین گو جیتے ہین
سامنا موت کا ہے صبح و مسا
نوح اور خضر کی ہر چند ہو عمر
عاقبت ایکدن آنی ہے قضا
سمجھتا مین نہین مرنا ہرگز
یاد رہتا ہے مجھے روز جزا
دیکھتا ہون جو دو حرف ہے سر اسم
نام مین مرے ہے فوجینا کسکا
پھر مجھے موت کا ڈر کیا یعنی
شوق سے آئے جو آتی ہے قضا
مین تو مرتا ہون قضا سے پہلے
پیش از مرگ نہین واویلا
ہے رضا مجھکو قضا پر الحق
پر گنا ہون کا ذرا ہے کھٹکا
جسم کہتا ہے نہ اب خاک اڑا
روح کہتی ہے کہ چل سوے بقا
نفس اور روح مین ہر دم ہے جنگ
دشمن جان ہے ادھر حرص و ہوا
ہے عجب کشمکش اس جینے مین
ایک جان لاکھ عدو سو ایذا
خانۂ جسم ہوا دار الحرب
ہجرت اب تن سے روانکو ہے روا
اتفاقات سے شاید یہ سال
اسی کشمکش مین جو آجاسے قضا
سال تاریخ تھا دل سے نہاں
[illegible]

آیۂ فتح یہ پائی تاریخ | فتحِ مردان علیخان رعنا ۱۸۶۵ء

تاریخ بنائے مسجد

مسجدے ساخت چون نگہ بانہ | خان ذی قدر دیا محبِ خدا
سالِ تاریخ او چو رعنا خواست | گفت دل خانۂ خدا زیبا ۱۲۸۱ھ

نصیب اعدا پیشگی تاریخ فوت رعنا

چہ گویم ہمنشین احوال دیشب | عجایب داستانی ہست از جان
تجلی‌گاہ انوار صورت طور | نشستم محو یاد رب سبحان
شدہ چون حامل بار امانت | چہ باشی گو بعجب از فخر انسان
ملک چون از در آمد در حضورم | تو گوئی از برائے کسب عرفان
سوال مرگ خود کردم درین سال | کہ ہست الف و دو صد ہشتاد و اثنان
بعرض آورد عزرائیل با من | ندارد علم مرگت غیر یزدان
کنی ہجرت چو درا سال ہجری | ازین عالم سوئے گورِ غریبان
برائے سالِ تاریخت دمِ نزع | بگویم سیدِ مردان علیخان ۱۲۸۲ھ

تاریخ فوت سید باقر علی

حیف جوان مرگے آن نوجوان | سید و دیندار و سخی و ولی
مردِ خداداں و بحق آشنا | محرم اسرار خفی و جلی
صورت یوسف چو نبی حسن خلق | علم چو حیدر بخبر و بو علی
سالِ قضا گفت ز رعنا ملک | سوئے جنان رفت چو باقر علی ۱۲۸۲ھ

ایضاً

گر بخواہی سال فوت سید باقر علی | سیزدہ با چار صد اعداد آتش بر شمار

سه بچار و ده هشت و چار در سه ضرب کن
یکهزار و دو صد و هشتاد و دو شد آشکار
۱۲۸۲ھ

تاریخ مسند نشینی نواب حاجی کلب علیخان بهادر والی دار السرور رامپور

خدیو عالم و عالم پناهی
جناب حضرت کلب علیخان

ندیده اینچنین نواب عادل
فلک با چشم ماه و مهر رخشان

ثبات عالم تکوین ازان است
جهان باشد اگر تن او بود جان

ببین بالای چرخ از بهر عدلش
مجسم عدل گشته برج میزان

قضای مبرم امر و نهی او هست
شد از روز ازل قدسی بفرمان

ز رعب او ز هم گر حرف اینک
معانی گردد از الفاظ پنهان

ز جوهر خنجر و خنجر ز جوهر
جدا گردد چو جان از تن تن از جان

بعقلش چون شمارم عقل اول
ارسطو پیش او طفل دبستان

ندیدم در جهان مثلش شهی را
بعدل و داد و خلق و لطف و احسان

بصورت یوسف و حیدر بصولت
بسیرت خضر و در شاهی سلیمان

جهان و هر چه باشد در جهان خوب
چو ظلش باد دائم زیر فرمان

بآغوشش عروس هفت کشور
بود چون جان به تن در دل چو ایمان

همای دولتش بادا مسخر
چو مرغ جان به دام زلف خوبان

بود دائم ملک رامپور رام
بحکمش تا ولایت باد افغان

بتکبیر آمده امر از راهم زین رو
اولو الامر آمد او از حکم یزدان

بعمر خضر بادا تا جهان است
جهان زیر نگینش چون سلیمان

چو اکبر صلح کل نواب آمد
مسلمان را هم و هندو و کیش مسلمان

نبی حامی علی هم یار و یاور
خدا پشتش حافظ و ناصر نگهبان

بود مداح او جبریل امین
[illegible] ان علیخان

پئے سالِ جلوسش گفت رعنا | پس شامی دمیدہ صبح خندان
۱۲۸۱ھ

تاریخ مطبع کانپور

نو بہارِ مطبع تازہ عجب لائی ہے رنگ | نکہتِ گل سے معطر ہے دماغ کانپور
گوشِ گل میں مژدۂ تاریخ کو پہونچا دیا | قاصدِ بادِ بہاری نے کہ باغ کانپور
۱۲۸۲ھ

تاریخ فوت نامی سردار مہتاب سنگھ مجیٹھہ

کرد مہتاب سنگھ چون رحلت | بود خوش خلق و نامور سردار
سالِ فوتش ز فرطِ درد و الم | گفت رعنا جدا ئے غمخوار
۱۲۶۵ھ

تاریخ فوت میر ناصر احمد بین کار لاثانی

سیدی کو بہ تارِ بین و ستار | گو ہرِ نغمہ را بیک جا سفت
در جہان مثلِ ناصر احمد کس | مردِ کامل نہ بین کار شنفت
حیف در بزمِ شہرِ خاموشان | از اجل ہیچ بختِ نغمہ بخفت
دفنش گشت در کپورتھلہ | گو یا کنزِ نغمہ گشت نہفت
وہ منتی چرخ از رعنا | وا تقف نغمہ سال فوتش گفت
۱۲۸۲ھ

تاریخ یافتن خلعت مسند نشینی نواب کلب علیخان بہادر جاہی الجہ رئیس رامپور

مبارک ساعت و روز و مہ و سال | کہ در وے شد مخلع شاہِ افغان
ندیدم مثلِ او شاہے بعالم | بعدل و داد و جود و لطف و احسان
بملکِ رامپور چون حکمران شد | بالف و دو صد و ہشتاد و اثنان ۱۲۸۲
نویدِ جشنِ عامِ او رسیدہ | ز شاہنشاہِ ہند و انگلستان
خطاب و خلعتش امداد فرمود | بصد اعزاز و با صد ساز و سامان

شرف بر ساکنِ جبریل وارد	مکانِ اشرف الاخبار دہلی
بود با مشتری چون ماہ آئین	قِرانِ اشرف الاخبار دہلی
ز رعنا گفت ہاتف بہرِ سالش	نشانِ اشرف الاخبار دہلی ۱۲۹۷ھ

تاریخ سبیل آغا حسن جان

ساخت نذرِ امام شہدا	سال بخشیدنِ آب از دریا ۱۲۹۳ھ

دیگر

چو رعنا نیازِ حسینی شگفت	بگفتا ز آغا حسن جان سبیل ۱۲۹۳ھ

تاریخ فوت گنیش پرشاد مدرس چپار گڈہ

مدرس کہ پیشش امینِ طفلِ مکتب	جہان را بعلم و ادب بود استاد
حصورِ سکندر شدہ چون ارسطو	ہر آنکس کز و کرد علم و ہنر یاد
پئے ورتیس قدسی رحیل ارم گشت	شد اوستاد کو بی گنیش پرشاد
حسابی ز تاریخ چون خواند رعنا	ہزار و دو صد گشت و دو سال و ہشتاد ۱۲۸۲ھ

تاریخ ابجد خوانی صبیۂ نواب صاحب سورت

پئے مرہ عصر نوابِ سورت	عجب ساخت نامِ خدا جشنِ مکتب
دلم خواست چون سالِ تاریخِ ابجد	ز قرآن چہ خوش خواند جبریل زا رجب ۱۲۹۳ھ

دیگر

پیدا شدہ در خانۂ نواب پسر	در جاہ و سلیمان بحشم اسکندر
کردم چو سوال سالِ میلاد از عقل	ملہم ارشاد کرد کیک بخت جگر ۱۲۹۳ھ

دیگر

نواب غلام سید بابا خان را — گوہر ز خاندان خود گوہر شرف
خالق چو نمود پور رسید از عطا — شارع فرمود سال با شرع خلف
۱۲۹۳ھ

دیگر

بہ نواب صاحب خداداد آمین — پسر تا ابد پاک گوہر مبارک
بجذف سیکے آمده سال عیسی — خوش اقبال فرزندِ اکبر مبارک
۱۸۶۶ع

دیگر

نورِ چشم حضرت نواب سورت ای کریم — نام آور ہو کریم النفس ہو دیندار ہو
سال تاریخ ولادت میں جو کی رخناز فکر — خوب ہاتف نے کہا نواب برخوردار ہو
۱۲۹۳ھ

دیگر تعمیر مکان

مکانے ساختہ نواب سورت — کہ دارد مثل خود در ہند و ایران
پئے سال بنایش از سر اوج — شدہ تاریخ سنگی قصر خاقان
۱۲۸۳ھ

دیگر

در بلدۂ خوش سورت نواب فلک پایہ — قصرے چو بنا فرمود آن ثانی اسکندر
سالش چو اسد منزل اندیشم از بنیادش — ز ملہم غیب آمد بیت الشرف نیر
۱۲۸۳ھ

دیگر

نواب غلام سید بابا خان نے — سورت میں بنایا جو مکان سب تمثال

اہل تنجیم سے جو پوچھی تاریخ
بیت الشرف مہر سے فرمایا سال
۱۲۹۳ھ

تاریخ ولادت ولیعہد بہادر حضرت عالیمقام نواب نظام دکن مندرجہ اودھ اخبار

افضل الدولہ میر آصف جاہ
صاحب ملک و چتر و افسر و تخت
داد خلاق چونکہ فرزندش
گفت رعنا ملک سلیمان تخت
۱۲۹۳ھ

تاریخ تشریف خلعت

ہمنام محبوب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
چون یافت خلعت بیضا کشف الدجی بجمالہ
گفتہ ملک روحی فداہ حسنت جمیع خصالہ
تاریخ بازہ نعمیہ بلغ العلی بکمالہ
۱۲۸۳ھ

تہنیت کامیابی دیانت الدولہ بحضور شاہ اودھ

یار دیکھے سب اپنے مطلب کے
باوفا ایک بھی نہ یار ملا
مئے الفت کا ہو سکے متوالا
اپنے مطلب کا ہوشیار ملا
سارے ہی شہر کی تمام ہوئی ہے
جب کوئی اونکو شہسوار ملا
دلرباؤن کو دل دیا لیکن
جسکو دیکھا ستم شعار ملا
ہم موافق ہون وہ منافق ہون
اونسے یارب نہ زینہار ملا
زلف سے ہو گئی جو خاطر جمع
دست شانہ سے انتشار ملا
بیچ مین لایا پالا ہاتھون کا
جو ملا آستین کا مار ملا
غنچہ گل عندلیب کو گلچین
جو ملا وہ گلے کا ہار ملا
زمانہ ڈبو دیا جسکو
کار پرداز نا بکار ملا
لاکھون سے ملے زمانے مین
مین ہزارون سے گو ہزار ملا
مہربان پر نہ کوئی ہاتھ آیا
ہان مگر اک وفا شعار ملا
یعنے حاجی دیانت الدولہ
جسکو آقا سے نامدار ملا

شہر دیکھے ہزار ہا لیکن
ایک ایسا شہر یار ملا

تجھ سے کیوں نہو وہ سر بفلک
کج کلہ شاہ تاجدار ملا

وصف سلطان کا ای مہندس عقل
کچھ نہ پایان و دم شمار ملا

لگ گئے خضر یار سا ہے بخت
یوسف مصر کو وہ یار ملا

دولت و جاہ و منصب و آرام
جو کہو اونکو بے شمار ملا

وصل کا لطف ہوگیا دونا
یار جب بعد انتظار ملا

فاختہ کو بہار میں جس طرح
سرو لب جویبار ملا

کیوں نہ جسم جہاں میں جان آئی
جان عالم و جان نثار ملا

دوستان شاد و دشمنان پامال
شہ سے کچھ فرمایا جب کہ بار ملا

نہ فقط یار ہی ملا اونکو
لطف شاہی سے کاروبار ملا

سال تاریخ پوچھا رعنا نے
بولا ملہم کہ اختیار ملا
۱۲۸۴ھ

تاریخ تعمیر مکان و چاہ و مسجد

در ریاست شیخ بہاء الدین بنی
در عہد کرم چو خضر آمد مشہور

چاہ ہے چو بنا کرد بسمت گفتم
جوئے شیرین ز آب در خطۂ شور
۱۹۲۲ سنہ

دیگر

بہاء الدین بنا فرمود چاہے
کہ مشہور آمد از مہ تا بماہی

برائے یادگارش گفت ملہم
ز رعنا چشمۂ فیض الٰہی
۱۲۸۴ھ

دیگر

بہاء الدین وزیر ملک جوناگڈھ شنیدستی
کہ در آفاق ہست از فیض عالش نیک فسانہ

سر رہ ساخت چون تعمیر عالی سال او گفتم
بہاء الدین بنا فرمود چاہ و مسجد و خانہ
[illegible]

تاریخ ولادت فرزند نواب محمد ابراهیم خان رئیس سورت

به نواب نیکو آمد شاه سنی حشم	به گردون فره بانگ و دولت و مال
ز دست آرزوی جانشین خوش سرشت	پسر آمد از حضور خالق امسال
عجب جشن شهانه داد ترتیب	شد ایثار نقد و گوهر و شال
منور شد چو از مولود عالم	نوشتم سال او مهر سپهر اقبال
	۱۲۸۵ھ

مادهٔ تاریخ شکارگاه شاه اوده در کلکته منزل نوربخش ۱۲۸۵ھ

تاریخ تعمیر مکان نذر محمد خان

چنان نذر محمد ساخت کاخی	که بالاتر ز عرش ست آستانه
پی سال بنایش گفت رعنا	عجائب دلنشین و حسیب خانه
	۱۲۸۵ھ

تاریخ تولد فرزند دیگر مرزا حاجی محمد خان

سالکی بود در غم تا شب انتظار	ساقیا بر خیز و جام می بیار
غنچه باغ گشت و ثمر آورد نخل	در شگفت آمد و طرز زینت نوبهار
مه صغیر الشان تاریخ و سن خویش	شاعران را این بیان شد شعار
میرزا حاجی محمد خان جوان	که ندارد مثل خود در روزگار
وصف او اظهر من الشمس است و بس	در شمار آید نه تا روز شمار
داد یک فرزند دیگر خالقش	چون نسازم وصف و شکر کردگار
چون سر تاریخ در سر داشتم	هاتفی گفته جوانی بختیار
	۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات زوجه میر امان علی

[illegible] پریشان ... خواب	عجب رشته فکر گوهر سفت

تو گوئی کہ رویاے صادق بدہ — کہ شد کشف راز سربستہ نہفتہ
بہارے جہان دیدہ ام از چشم جان — بگلگشت او باندم اندر شگفتہ
بیاراست رضوان بہشت برین — ز پیشش حور از زلف مشکین برفتہ
چو پرسیدم از شست و شوے ارم — ز عقد حسینی گوش جانم شنفتہ
رسید آن عقیقہ بجلد برین — کہ بابا و امان علی بود جفت
جنان یافتہ داد چون نقد جان — بجان ہم گراں در بہشت ست یافتہ
چو شد سو ... خامہ اش آرا کہ — خرد گفت تاریخ باشد ... خفتہ
۱۲۸۲ھ

تاریخ ولادت پسر مولوی صاحب در کلکتہ

مولوی صاحب کو خالق نے دیا — بعد مدت جا گتا جیتا پسر
ملہم غیبی نے رعنا بہر سال — یون کہا بید اہوا لخت جگر
۱۲۸۲ھ

تاریخ تولد دختر بلند اختر ولیعہد بہادر ہند و انگلینڈ

ولیعہد بہادر کو خدا نے — عنایت کی جو اس بہتر سے بہتر
لکھا رعنا نے فرطِ خرمی سے — پئے سالِ ولادت نیک دختر
۱۲۸۴ھ

دیگر

گئے جب لکھنؤ سے سوے الور — بر کسی خانگی تعینت جو کہ چالاک
پئے اخراجِ اخوان الشیاطین — کہا یون اکثر خس کم جہان پاک
۱۲۹۳ھ

تواریخ شہادت نواب حاجی محمد خان مرحوم

سالِ فوت و شہادتِ نواب — بہر تاریخ ہست گر در کار
ہمچو رعنا ز دیدہ و دل و جان — اشک را چار بار کن تکرار
۱۲۸۴ھ

دیگر

نواب چو شد شہید اکبر — از بہر تلاش سر آن او چون بگریخت
زکینہ زد تیغ و با سر او — ہاتف پئے سال گفت خون ناں ریخت

۱۲۷۶ھ

دیگر

شد ز اکبر شہید چون نواب — گشت خلد برین برایش جائے
ملہم غیب سال ہجری را — گفت گشتہ شہید اکبر وائے

۱۲۸۴ھ

دیگر

نواب را چو تیغ زد اکبر بعین خواب — روحش بعزم شوق بسوئے جنان گریخت
مانده جہان چو قالب بیجان بن تنی — فرمود سال فوت سروشی کہ جان گریخت

۱۲۸۴ھ

دیگر

ز نام میرزا حاجی محمد خان پئے سالش — چو از اعداد مفرد زا ر و حا و خا الف مستقیم
ز بحر طبع رعنا گوہر سال مسیحائی — بر آمد بار چون نظم ثریائی فلک سفتم

۱۸ ع

دیگر

محمد خان چو بر دل خورد شمشیر — بدل آمد سر تاریخ مطلق
زغیب الہام شد در قلب رعنا — بہ بیان واقعی شمشیر دل شق

۱۲۸۴ھ

دیگر تاریخ نادر

نواب میرزا حاجی محمد خان بہادر

۱۲۸۴ھ

تاریخ ولادت کنور برادر مہاراجہ کپورتھلہ

بکرما سنگہ اہلوالہ — گو بہ پنجاب آمدہ سردار
پسرش داد چون خدای کریم ۱۲۸۷ — سالش آمد جہان برخوردار ۱۲۸۷ھ

ایضاً بلند اختر ۱۲۸۷ھ

دیگر

در دو صد و یکہزار و ہشتاد و سہ سال — عید اضحی بہ آمد از جشن جم
رعنای پئی عید گفت تاریخ سعید — عید نواب خسرو آرا بیگم ۱۲۸۳ھ

نام تاریخی کتاب علم مسمریزم تصنیف خود سیر غائت ۱۲۸۳ھ

اعجاز فکر یعنی تاریخ سالگرہ سری حضور مہاراجہ بخت سنگہ بہادر والی مملکت مارواڑ

بر چہل ہشت سال نو چو فزود — خرمی در دل حضور آمد
شاہ آراست بزم سالگرہ — جشن جمشید در ظہور آمد
مطرب و چنگ و بادۂ گلرنگ — ساقی و ساغر بلور آمد
نہ فقط بہر نغمہ بوئی چرخ — از ارم گرم رقص حور آمد
شادمانی چو گشت عالمگیر — عالمے غرق در سرور آمد
عجبت چیست یعنی از مداح — گز او دہ تابہ جودہ پور آمد
نہ پئی اقتباس مثل کلیم — بہر معراج بل بہ طور آمد
خواست رعنا چو سال سالگرہ — بے تامل سری حضور آمد ۱۲۸۴ھ

نه فقط خاتم سلیمان داد ‌‌‌ — بل خطابی عظیم کرد عطا
گفت نواب محی دوله هم ‌‌‌ — خواند سلطان معین ملک و ترا
شور تحسین بپا شد از هر سو ‌‌‌ — از سمک تا سما رسید ندا
نقد انجم نثار کرد فلک ‌‌‌ — زر گل در چمن فشاند صبا
بهر ایثار زر بکف آمد ‌‌‌ — لعل از کان و گوهر از دریا
بهر سال خطاب دیوانی ‌‌‌ — نیز جاگیر و خانش رعنا
روی خود را که داده است نشان ‌‌‌ — دولت و فتح و راحت است و غنا

۱۰۰۰ ۲۰۰ سنه ۱۲۱۳ھ

ایضاً تاریخ خطاب

صاحب استار یعنی تخت سنگار ‌‌‌ — گوهر دریا دلی عین سحاب
آمده فرمانروای جوده پور ‌‌‌ — ملک او بحید و مالش بیحساب
بهر دستوری خود از ملک هند ‌‌‌ — خان بهادر راجه فرمود انتخاب
خلعت و جاگیر و هم دیوانیش ‌‌‌ — داد با مهر سلیمانی شتاب
محی دوله هم معین الملک شد ‌‌‌ — تختیاور جنگ نوابش خطاب
جشن جم آراست نواب اینچنین ‌‌‌ — کاسمان گاهی ندیده هم بخواب
شد مهاراجه چو شاه خاوری ‌‌‌ — جلوه گر در محفلش با آب و تاب
شاه مهمان میزبان دستور او ‌‌‌ — روز و دعوت این ز خدمت کامیاب
تا دو هفته مثل ماه چارده ‌‌‌ — ماند در بیت الشرف آن آفتاب
مرجع آفاق شد دربار عام ‌‌‌ — بهر تسلیم آمده هر شیخ و شاب
گوهر و زر کرد هر یک پیشکش ‌‌‌ — [illegible] چنانکه [illegible]
شور تحسین گشت از هر سو بلند ‌‌‌ — ریخته از [illegible]
سال رعنا در رقم جستم [illegible] ‌‌‌ — گوش [illegible]

تاریخ وفات سری مہاراجہ تخت سنگھ صاحب و تخت نشینی سری مہاراجہ جسونت سنگھ صاحب بہادر

رفت چون تخت سنگھ سوے ارم — گو با وصافت بے مثال آمد
گشت جسونت سنگھ وارث تخت — با سنے تخت و تاج سال آمد

قطعہ تاریخ فوت بنیاد علی

چو بنیاد علی سوئے ارم رفت — بنام نیک و عزو قدر و توقیر
برائے یادگار سال فوتش — ز رضوان گوشش ز و گشتہ غم میر

نام تاریخی کلیات

کلیات دیوان نواب نظام الدولہ بہادر

سکہ ماڑواڑ بنام مہاراجہ تخت سنگھ صاحب کہ بر زر و نقرہ کامل العیار
یکسال قدر تا دو نیم سال بعہد دیوانی بندہ مسکوک ماندہ

زر و سیم را سکہ زد تخت سنگھ — بعہد کوئن شاہ ہند و فرنگ

ایضاً بنام مہاراجہ جسونت سنگھ صاحب بہادر

ز دِ بعہد کوئن چو سکہ بہ بخت — گشت جسونت سنگھ وارث تخت

سجع

بنام فرزند علی — ہر سبط محمد ست فرزند علی
بنام حسین بخش — یارب مرا بحق نبی حسین بخش
بنام نذر محمد — ہر شئے کہ بنگری ہمہ نذر محمد ست
بنام نذر محمد ولد محمد اعظم ولد کامل — رسم کامل شدہ از نذر محمد اعظم

چیستان ریل

آن جانورے کہ محض بی بال و پر ست — در سیر روش چو برق شور و شر ست
گر عکس دو حرف سر اسمش گیرے — گیرم کہ ترا ز نام و وصفش خبر ست

تمام شد دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
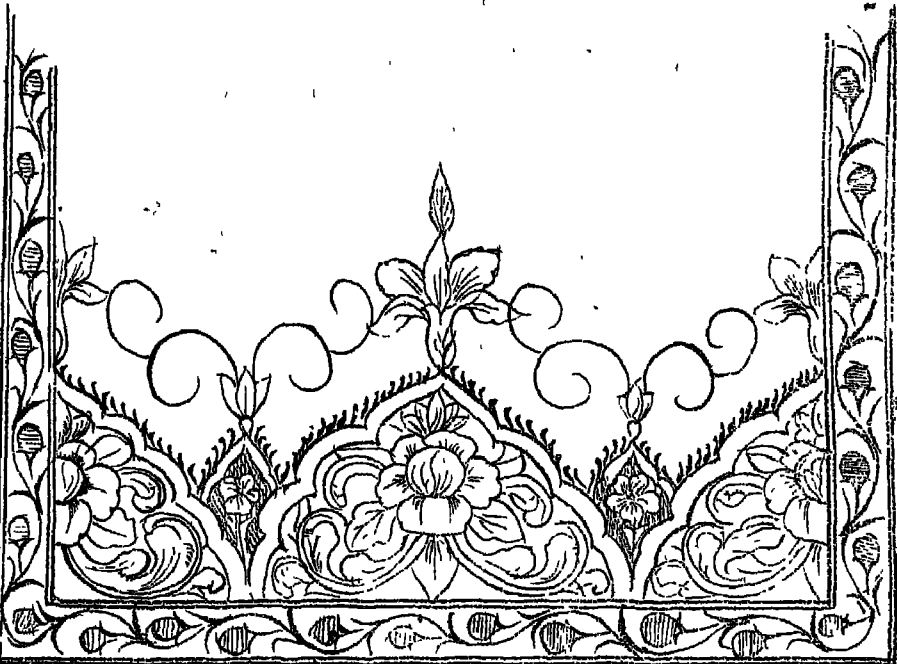
خالق کو بغیر خلق سب تھا معلوم ۔۔۔ موجود تھا اوسکے علم مین ہر معدوم
اظہار سے عالم کے مگر تھی یہ غرض ۔۔۔ تا سبکو خدا کے قدر ہوجائیں مفہوم

ولہ

اے بندۂ حق خدا کی قدرت تو دیکھ ۔۔۔ عصیان پہ کرم فرط عنایت تو دیکھ
خود واقف جرم ہے ازل سے لیکن ۔۔۔ محروم وہ رکھتا نہین رحمت تو دیکھ

ولہ

دیتا نہین مانگے سے بھی زنہار لئیم ۔۔۔ خالی نہین پھیرتا ہے سائل کو کریم
بن مانگے وہ دے جو وہم انسان نہو ۔۔۔ اللہ ری فرط رحمت عام رحیم

ولہ

اللہ کا وصف کر سکے کب انسان ۔۔۔ اور لال ہے نعت احمدی مین بھی زبان
کس منہ سے کہے مناقب آل نبی ۔۔۔ اصحاب کے اوصاف عیان ہیں چہ بیان

در نعت سرور کائنات

آدم کا الف ہے سر اسم اللہ		اور میم محمد کا ہے احمد مین گواہ
مابین صفات وذات ہی برزخ دال		یہ دال ہے دیوار عناصر کی پناہ

ولہ

اللہ کا بندہ ہون محمد کا غلام		گو ہون شہ مردان علی کا ہمنام
ہون خاک مگر خاک در پیغمبر		پستی مری ہے برمحل طشت ازبام

ولہ

خورشید سے روشن ہے محمد کا نام		کل وحی وصحف مین پہلے پہونچا ہے پیام
ہے بید مین صاف پیشنگوئی موجود		باقی ہے نظام کسکو اب جائے کلام

ولہ

محمود محمد ہے تو بندہ ہے ایاز		ذرے کو ہے مہربانی مہر پہ ناز
طاعت مین سمجھا ہون اطاعت اوسکی		مین بندۂ درگاہ ہون وہ بندہ نواز

ولہ

آدم خلق اللہ کی کر تحقیقات		صورت ہے محمد کی ہر اک شخص کی ذات
کر پہلو راست پہ سمٹ کر لیٹے		رکھ کان پہ ہاتھ تب یہ معلوم ہو بات

ولہ

آدم مین جو تھا نور محمد موجود		اسوجہ سے قدسی ہوے اسکو سجود
اللہ کہ راز تھا نہان سب یہ نظام		در پردہ تھی نور حق مین شان معبود

خمسہ بر غزل قدسی

ظاہر آفاق پہ ہے آپ کی عالی نسبی		سرور کون ومکان ہاشمی ومطلبی
رب ہے مداح تو محمود ومحمد ہے نبی		مرحبا سید کی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی +

شب معراج ملایک کو غش آتے ہیہم		ہو گئے عالم ارواح مین بیخود آدم

خط در حاشیہ (عمودی): الحمد للہ نظام ... (ناخوانا)

کیا کہون خواب مین مجھپر بھی جو گذرا عالم — مین بدیل بجمال تو عجب حیرانم

الله الله چہ جمالست بدین بو العجبی

اشرف الخلق ہے شاہ دو سرا تو بخدا — نسل آدم مین ہوا تجسا نہ ہوگا اصلا
نور حق سے تو ہوا تجسے ہے عالم پیدا — نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

ہے ہر اک علم مین استاد ترا رب غفور — ہر شتین سمجھے ہر ایک زبانپر ہے عبور
عربی کی ہوئی پر اسلیے تخصیص ضرور — ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

گلشن ذات کی مانند صبا کی گلگشت — سمجھے کیا خاک خرد مو سے یہ دائرہ طشت
فکرت و اوہام و خیالات کی کر کو طی دشت — شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامی کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

آپکا کوچہ ہے الحق رہ عرش اعظم — وحیہ کلبی بنی جبریل جب آئی شاہ امم
کس طرح ترک ادب کا نہو پھر مجکو ہو غم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی

جبکہ کوثر پہ کھڑے ہونگے وہ عالی درجات — انبیا جاتے تشنگی شب سے پیاسی ہیہات
ہاتھ پھیلا کے یہ لا تینگے زبان پر سب بات — ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

راہ گم کردہ و ناکام و ملول و ششدر — آپکے پاس اب آیا ہون بہت ہون مضطر
چشم امیدی ہے فقط میرے گناہونسے اگر — چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر

اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی +

رحمت عالمیان تم جو ہوا اے بندہ نواز — شاہ سے تا بگدا ہند سے تا ملک حجاز
ہاتھ سبکی طرف دامن دولت ہین دراز — بر در فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز

رومی و ہندی و زنگی یمنی و عربی

مجکو معلوم نہین نیکئی اعمال کی راہ ٭ ٭ ہے گناہون سے مرا نامۂ اعمال سیاہ
شافع حشر ہے تو لطف کی لازم ہے نگاہ عاصیا نیم بزنا نیکی اعمال محو او ٭ ٭

سوی مارو بی شفاعت بکن از بے سببی

تو وہ عیسی ہی کہ کھو دی ابھی امراض دلی خاک در خاک شفا بڑھ کہ ہے اکسیر سحر کی
لطف تیرا ہو پھر درد کی ایذا کیسی سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوی تو قدسی پی درمان طلبی

دیگر

الفما قصیدہ قبول شہیدی

الف اللہ کا نام خدا ابجد ہے ابجد کا ہوئی وحدت سے کثرت جز و ہر نام شمار کا
الف او ر بدین ہونا جلوہ گر جامی محمد کا رقم پیدا کیا کیا طرفہ بسم اللہ [illegible]

سر دیوان لکھا ہی مین نی مطلع نعت احمد کا

دلیل روز روشن جسطرح ہو صبح کا تارا ظہور صبح صادق سی ہو نور انجم کا [illegible]
ہوا کون و مکان میں جلوہ نور نبی ایسا طلوع روشنی جیسے نشان ہو شمع کی آمد کا

ظہور حق کی حجت ہی جہان مین نور احمد کا

مدینہ علم کا ہون حق بجا سنکے سنح فرمایا زبان ام الکتاب اور لوح محفوظ اونکی تھی گویا
الم نشرح اوسیکی شان مین قرآن مین ہی آیا دلبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تھا

نہ تھا نام و نشان جبتک زدن اس لوح زبرجد کا

خدا د صاف ہے صل علی طہ و یسین مین کہا لولاک شان حضرت ختم النبیین مین
جہان کیونکر سماتا آپ کی حشیم جہان بین تک چمن پیرای کن فراش جنکی بزم رنگین مین

بہار آفرینش ایک بوٹہ اونکی مسند کا

ثریا ماہ و خور ہین بارگاہ شہ کی قندیلین زمین کو گاو تکیہ آسمان کو سائبان باندہتینا
سپہر اطلسی کو او سکے بچھونے سے نسبت دینا چمن پیرای کن فراش جنکی بزم رنگین بینا

ہوا شق القمر سے ماہ کامل ور بھی رخشان
بڑھا رجعت سے خور کا مرتبہ پھر کیوں نہ ہو نازان
یہ انجم مہربانی کی نظر سے ہین ترے تابان
ترے پابوس سے ہفتم فلک ہے منزل کیوان

ترے سجدے سے ہشتم آسمان پر فرق فرقد کا

خداوند نعم آپ اور رب منعم ہمارا ہو
طلب نعمت کی پھر کفران نعمت ہے جو سمجھو تو
اجابت اور رحمت وقت دعوت ہین ترے ہمراہ
خدا بن مانگے کیا کیا نعمتین دیتا ہے بندوں کو

ترا دست دعا ضامن ہے جب سے کل کی مقصد کا

شفاعت سے تری آئینگے مسلمان بزم جنت مین
بہی سے کے بہشتی ہونگے مہمان بزم جنت مین
رہینگے نام کو باقی نہ ارمان بزم جنت مین
بٹینگے جس گھڑی عشرت کے سامان بزم جنت مین

کھلے گا حال امت کو ترے انعام بیحد کا

بھلا زاہد گنہگاروں کی کیا جانی حقیقت کو
کرو سمجھین وہ عصیان کی شفاعت اور رحمت کو
نہین گر اب یقین تو دیکھ لینگے خود قیامت کو
لب گوہر فشان وا ہونگے جب عرض شفاعت کو

تماشا گاہ محشر مین نکلینگے نیک منہ بد کا +

خدا نے شرط تھی روز الست اس سے جو لکھوائے
رہی قالو بلی تا یاد تھی یہ علت غائی
یہان تو سنگ ہو نے بھی خجالت سے ہے ہم کھائی
رہا کبھی مین ترے روضہ کے اوپر جا پائی

اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرہ سنگ اسود کا

نظر آتا نہین خورشید کا شپر کی عادت مین
جہالت ڈالتی ہے کور باطن کو ضلالت مین
رہے بوجہل بھی اور بولہب دونو قساوت مین
عدو کو حشر تک انکار ہے تیری رسالت مین

محل باقی رہے اللہ کے قول موکد کا + +

قضائے مبرم اگر صاف پھر جاتے جو تم چاہو
لب معشوق کیا گوشہ بناتے اپنے چلے کو
ذرا چشمک سے بھی تیر قضا نکلے تو یہ سمجھو
نشانہ قادر انداز قدر کا دست و بازو ہو

تری خواہش کرے تیر قضا کو حکم گرد کا

جو تو اے صاحب لولاک گرم ناز ابرو ہو
لب معشوق کیا تیر نگہ تیر ترازو ہو
خدا نا خواستہ گر دفعتاً غصہ رضا جو ہو
نشانہ قادر انداز قدر کا دست و بازو ہو

تری خواہش کری تیر قضا کو حکم گرد کا

شہ لولاک تم ہی مظہر کل ہو بصد ایقان +
تمہی ہو باعث ایجاد و ختم رحمت یزدان
رہے دور تسلسل لاکھ ہو گر دورۂ دوران
ہوا تجسا نہ ہو سکتا ہے میرا ہے یہی ایمان

نمانون مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

نہ خالق نے کیا پیدا ترا ثانی شہ ذیشان
نہ منظور جناب کبریا تجسا بنی انسان
معاذ اللہ وحی آسمان لائیں بصد برہان
ہوا تجسا نہ ہو سکتا ہے میرا ہے یہی ایمان

نہ مانون مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

سنے جو ہر دکھاتی ہے اردو مین صفت تیری
تمام اب فارسی کی دیکھنا ہو جائگی ترکی
یقیناً گھاٹ سے بھی اتہو جیحو نکے یہ گذریگی
تری تعریف سے میری زبان مین آئی ہے تیزی

صفاہان تک مسخر ہوگا اس تیغ مہند کا

کیے اس جوم سے رعنائی ہر ایک بند کو جسمے
سلف کے شاعرونکی روح شاید خوف سے کانپے
ہوئی مقبول ہے امید مجکو حق کی جانب سے
بھجیں گے مثل تقویم کہن دیوان ہزارو نکے

ہوا عالم مین شہرہ میرے اشعار مجدد کا

نہایت اتہو شوق آستانہ دلپہ ہے غالب
مری روح روان روضہ مین ہے اور سینہ مین قالب
اشارہ ہو تو خضر راہ ہون ابن ابی طالب
ہوئی ہے ہمت عالی مری معراج کی طالب

میسر ہو طواف ای کاش مجکو تیری مرقد کا

مدینے کی چلونگا سر کے بل واللہ گلیون مین
کبھی رکھونگا سر پر زائرونکی لیکے نعلینین
کبھی پلکون سے مین جہاڑونگا جم کو در کی صحرا مین
کبھی نزدیک جا کر آستانی پر ملون آنکھین

کبھی گر دور بیٹھون مین کرون نظارہ گنبد کا

نہین حب الوطن اب نے کی رہنی سے ہم گذری
تمہاری شوق مین ہم کیا کہین جو جو ستم گذرے
زیادہ گو نہین باقی بلا سے کم ہی کم گذرے
فراغ دل سے گرواں زندگی کا کوئی دم گذرے

حسد ہو خضر و عیسی کو مری عیش مخلد کا

نہ لون تخت سلیمان سایہ دیوار کی بدلے
کرو نمین آٹھون جنت صدقے اک تیری مدینے کے

ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

مین ایک شب کا بیان تمسے کیا کرون حضرات — ردا ہی سرخ تھی کاندھے پہ اور چاندنی رات
ہوا غرض رخ روشن کے آگے بدر کو مات — صحابہ بولی سما کھینچکر درود و صلوات

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

شکار مردم دیدہ ہوئے غزال حرم — خدارسی کی کمندین ہین گیسوی پرخم
خلیل خلت و یوسف جمال و عیسے دم — جبین پہ صاف ہی ابرو کی بیت مین رقم

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ہزار مانی و بہزاد نے لکھے نقشا — پر ایک خاکہ تلک خاک اونسے بن نہ پڑا
ہوا بصورت تصویر اونکو جب سکتا — زبان حال سے وہ دونون یون ہوی گویا

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

پری پرون سے ملک بال حور گیسو سے — مزار پاک پہ جاروب کش ہین ہر سو سے
مہک رہا ہے مدینہ بہشت کی بو سے — بپا ہے شور یہ کوثر فلک لب جو سے

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

نبی کا تھا جو حقیقی تمام حسن و جمال — کبھی نہ دیکھہ سکا اوسکو کوئی اہل کمال
کیا بھی دیدۂ حق بین نے خواب مین جو خیال — تو بیخودی مین یہ آیا زبان پہ شعر مثال

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

احد مین اور ہے احمد مین حرف فارق میم — یہی ہے وحدت و کثرت مین باعث تقسیم
جمال مظہر حق مین ہے نور ذات قدیم — خدا شناس اسیوجہ کرتے ہین تسلیم

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

نگاہ جب شب معراج میں پڑی ناگاہ
ملک جلو میں ہیں حوریں پہ تخت شاہ
کہ ایک نور کا پتلا ہے جیسے چاردہ ماہ
یہ بولے دیکھتے ہی آدم صفی اللہ

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

مسیح کہنے لگے دم آ کے اسم ربانی +
سپند لائے جلا کے خلیل یزدانی +
ادب سے چوم لی یوسف نے بڑھ کے پیشانی
درود پڑھنے لگے یہ کہتے تھے آدم ثانی +

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

در آئے خلد میں گلگشت کے لیے جو حضور
لیے ہوئے تھی کہیں قدسی کہیں جماعت حور
ارم بہار و رونق تازہ سے ایک عالم نور
کہا یہ دیکھ کے ہر ایک نے بفرط سرور

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ابھی جو شوق سے طے کر کے آپ پہنچے حجاب
اور آگے پہنچے جو محبوب حق و رفع نقاب
سنا تعال تعال اے نبی شتاب شتاب
جناب حق سے ہوا جب حضور کو یہ خطاب

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

میں پل صراط پہ جو دیکھونگا جلوے روز جزا
نظر پڑیگا مجھے جب کہ آپ کا مکھڑا
تماشا دیکھونگا اک اک کے حسن صورت کا
پڑھونگا شعر یہ پیرایہ کہ کیا صل علیٰ

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

سپاہ شفاعت امت لیے سر محشر
کمال ہونگے مشوش تمام پیغمبر

اجابت اُن کے صدقے ہو رو غناتی پر
کہے یہ رحمت غفار فخر سے بڑھ کر

بصورت تو نگاری آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ترے جمال نے ہر دل مین کر لیا ہے گھر
ہوا ہے اور نہ ہوگا کبھی تجھسا محبوب
ہر ایک دیدۂ حق بین کا تو ہے نور نظر
جبھی ازل سے ہے ورد نظام آٹھ پہر

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

تمت

قصیدۂ ناتمام

کونسا دن ہو وہ فخر ملک و جن و بشر
کہ کرون ہند سے بطحا سے مدینے کا سفر

خواب غفلت سے کہین چونک اٹھون وقت سحر
دوش پر کلبۂ احزان سے اوٹھاؤن بستر

من و سلوی ہی جو کھانے کے لیے ہو سو لائین
مائدہ عیسیٰ بھی افلاک سے اوترے لیکر

خوان نعمت کو کرون دور سے جھک کر تسلیم
رد دعوت نکرون لیک لٹادون تمیر

کر نہین شربت نمک بھی جو ادا ہو ساقی
پہر مین ایسا بھی تو نہار نہین تن پرور

خوان یغما سے تیرے رزق مجھے دے رزاق
کیا مین کم ظرف ہون جو اور کا ہون دست نگر

رہنمائی کو جو خضر آئین مری بر سر چشم
پیر ہدایت مین نہین آپ سے کچھ وہ بڑھکر

ساز بے سازی ہو سامان ہو بے سامانی
دمبدم آہ کا نعرہ ہو مرا کوس سفر

ہمسفر ہو وہم سے ہمقافلہ عصیان ہون
نقد ایمان مجھے کافی ہے نہین حاجت زر

آبرو خاک رہ غازہ سے ہوگی میری
پانون کے آبلے ہون مردمک دیدۂ تر

پشت ہو بار ندامت اگر میری دوتا
سمجھون تعظیم بجالایا ہون ہو فخر اسیر

ایضاً

کہ ہے نکہت روح روان حبیب
غذای روح و دل و دین شمیم جان پرور

ہی ترے لطف سے گلزار عالم امکان ✣ کرم سے آپکے باغ جہان ہے تازہ و تر
نہال دین کو ملے سبز بختی جاوید ✣ نگاہ آب بقا سے ہے خضر کے بہتر
بہا تھا اپکی انگشت سے جو آب زلال ✣ اوسیکا قطرہ ہے تسنیم و قلزم و کوثر
تمہین ہو باعث ایجاد عالم تکوین ✣ تمہین ہو صاحب لولاک حضرت سرور
بسا خیال مرے دلمین قد موزون کا ✣ کیا ہے یاکین عنقا نے میرے دل مین گھر
وہ قد ہے صورت شمشاد یا کہ نخل مراد ✣ جھکایا طوبیٰ نے و سدرہ نے جسکے آگے سر
ہے سر خزینۂ اسرار و معرفت یکسر ✣ ہین مہر و ماہ و شب قدر صدقے اوس سر پر
اوڑایا خاکہ فلک نے بنا کے کاہکشان ✣ ہے فرق مانگ سے ارض و سما کا سرتاسر
اوسیکی شان مین ہے اہدنا الصراط آیا ✣ اوسیمین سالک عشاق کے ہین دل ششدر
نہین ہے کوئی شب قدر لیک سایۂ زلف ✣ غدار سے کی کمندین ہین زلف عنبر
نہ موشگافی مضمون کا ہے یہان یارا ✣ نہ شعر طبع سے موزون ہو بے وصف کمر
جہان مین نام ہی سنتے رہے ہین عنقا کا ✣ مگر کسی نے نہ دیکھا ہے کچھ اوسکی خبر
ادب سے پانون کو چومون لگاؤن آنکھون سے ✣ رکھون مین سر پہ سر فخر سے بدیدۂ تر
مین خاک پا کو کرون طوطیائے دیدۂ جان ✣ کہ سیر ہے مجھے ہر دو جہان کی مد نظر
چلے نہ گلشن ہستی پہ پھر سے باد خزان ✣ نہ آئے گلشن امت پہ اونکی جب صرصر
لقب ہے ہاشمی و مطلب ابوالقاسم ✣ ہے اسم اعظم احمد خطاب پیغمبر
کہا ہے وحی مین مزمل اور کبھی طہٰ ✣ ہے ق ن الم بھی مضمر
سناؤن حال مین معراج کا تجھے اونکی ✣ یہ راز کھولون مین بستہ تجھپہ اے مضطر
ہوئی کسیکو نہ معراج اور نہ ہوا ایسی ✣ نبی بھی ایسا ہوا ہے نہ ہوگا تا محشر
بلایا حضرت باری نے جبکہ جانب عرش ✣ چلے تو فرش سے تا عرش ہو گیا اظہر
ہوئے براق پہ بہر عروج جب وہ روان ✣ ہوئی روان کو روانی سے آپکی نہ خبر
گئے وہ عالم امکان سے لامکان مین ✣ کہ جیسے شرق سے لے غرب تک پھرا کی نظر
تھے انبیا سر تسلیم کو جھکاتے ہوئے ✣ صف ملک تھی ادب سے جلو مین تولے پر

خبر جہان نے دی زیب مکان است سے / شتابی پہ خلد سے رضوان بھی لایا پیش نظر
کہا یہ مالک دوزخ نے دور سے با ادب / ہے تیز نار جہنم تمہارے دشمن پر
سنایا حوروں نے سہرا ادب سے کر مجرا / سہانا ہے دو عالم کے ہو تمہیں مظہر
چلی ہوا خنک یہ شجر سے طوبی کے / شگفتہ غنچہ ہو جیسے ہمیں باد سحر
نثار لعقد نجوم فلک ہوا تنگ سے / فلک سے عرش تلک فرش ہو گئے اختر
دیا حضور میں آ مژدہ مبارکباد / دبیر چرخ کا یعنی یہ قطعہ لایا نظر
ازل سے تا ابد تمسے ہے جہان آباد / تمہارا سایہ رحمت ہے تاج فرق بشر
نثار جان و دل اہل عالم امکان / ترے وجود مقدس پہ ہو تصدق زر

قصیدہ

ہے خورشید ذرہ ہی جمال روی احمد کا / جہان کا نور ہے اک پرتوہ نور محمد کا
نہ تھی آگے شب قبل از اب جو ہی قدر و شرف اوسکا / سبب یہ ہے پڑا ہی سایہ اونکی زلف اسود کا
وہاں جب تھی تو مثل ابر رحمت تھا یہاں سایہ / یہاں سے آئی تو اوس عالم میں گھر اسایہ اوس قد کا
شب معراج گذری فرش سی تا عرش اکدم مین / نہ گذرا اومین کچھ بھی وسوسہ افلاک کی سد کا
کہاں ایسی ہوئی معراج ابراہیم و آدم کو / بڑھایا آپنے ہی مرتبہ اپنے اب و جد کا
شب معراج حضرت انبیا بولے یہ حیرت سے / یہ کچھ شان نبوت سب ہی مظہر شان ایزد کا
زمین و آسمان کا فرق ہی عرش و کرسی مین / دوبالا مرتبہ ہی اونکی ممبر اور مسند کا
حیات سرمدی ہی روح حضرت کو دو عالم مین / خلاف اسکے عقیدہ دے خدا ہرگز نہ مرتد کا
میان خالق و مخلوق ہی اک واسطہ اونکو / وجود پاک مین ہے سلسلہ حرف مشدد کا
ہے اسماعیل سی شان نبوت آپکی بالا / یون ہی کعبہ سی رتبہ کم نہین ہی اونکی مرقد کا
نبی ایسا ہوا ہی اور نہو گا حشر تک پیدا / یہی ہی اعتقاد و قول و ایمان پیر و مرشد کا
نہو متروک مجھسی کوئی سنت تیری صدقے مین / بجا لاؤں رہون غیر موکد اور موکد کا
مین ہندی ہون لیکن فیض پانا ہی آسان ہے / سمجھ کرنا جیسی سہل ہے لفظ احمد کا

ہیں ہمین وفیض مقدم ورنہ یون لاکھون ستارے تھے
بڑہا ہے پا بوسی سے اونہین کی رتبہ فرقد کا

قضا وقدر ہے عین رضا ہے رحمت عالم
نہین ہے اسلیے تیر قضا محتاج کچہ رد کا

ازل سے ہے اوسکے ہاتہ مین شیرازہ امکان
مجزا کرنے والا بھی وہی ہے اس مجلد کا

منافق اور مومن کو محک تھی آپکی صحبت
مثال آینہ کھلتا تھا جوہر نیک اور بد کا

ندیکھا کوہ سیم و زر کو کھنچتے اونکی نظر و نین
نمانے سنگریزہ مرتبہ سمجھے زمرد کا

ازل سے تا ابد وہی معلم عقل کل کا ہے
وہ ہے مشتاق تعلیم اس خط لوح زبرجد کا

دو عالم ہین وہ حرف کن سے کن دو لب سے نکلا ہے
مشیت مین خدا کی کام تھا کیا کاوش قد کا

وہ شاہ انبیا نائب جناب کبریائی ہین
جہان مین سر بنی کو فخر ہے اونکی خوشامد کا

پڑھی معنی ورمزدی عقل کل نے یون اونسے
سبق خوان جسطرح ہوتا ہے کوئی طفل ابجد کا

فیوض ظاہر و باطن کا مطلق ہے وہی مبدا
ازل سے تا ابد نعم وہ ہے انعام بیحد کا

نجات عاصیان ہے منحصر تیری شفاعت پر
بروز دستگیری آسرا ہے بس تیرے ید کا

بھروسا ہے ترا بس مجکو اپنی کامیابی پر
کفیل ہے تو ہے درگاہ رب مین ... کا

زبان پر ہو درود اور آنکھ سے ہو دین روان اشک
روان جسم روان ہو جہہ ہوا ہون ... کا

احد تک کچہ نشان عالم امکان نہ تھا گویا
یہ موجودات ... ہے فقط اک میم احمد کا

قبول خاطر اقدس نہو کیون عرضہ رعنا
واما السائل آیا ہے حسن خلق احمد کا

مناقب در شان جناب امیر حضرت علی علیہ السلام

رباعیات

جس نام سے ہے شفا وہ ہے نام علی
ہے ساحت عرش اونکا صحن دیوان
مفتاح در دین کی ہے صمصام علی
کرسی جسے کہتے ہین وہ ہے بام علی

الیضا

ہمنام خدا کے ہین علی نام خدا — حیدر اسد اللہ ہین ای صل علی
یان شیر نیستان تو ہی شیر قالی — ہے شیر ژیان اونکے مقابل چیتا

ایضاً

از بار غم جہان سبکدوش کنی — درماندہ شدم بعرض سن گوش کنی
ای صاحب حل مشکلات عالم — بیچارہ شدم باز فراموش کنی

ایضاً

ازبسکہ بفکر این و انم حیران — ہم چارۂ کار خویش نسوجیان
جز بار گہت نیست مرا عقدہ کشا — یکن مشکل رعنای پریشان آسان

ایضاً

ہے نام خدا شان خدا شان علی — اور جسم جہان کی جان ہی جان علی
گر بعد نبی فخر دو عالم کہیے — شایان ہے شایان ہی شایان علی

ایضاً

ہے ورد مجھے آٹھ پہر یاد علی — اسم اعظم ہے حرز جان ناد علی
حیدر در شہر علم دین ہین رعنا — دیوارین ہین اس شہر کی اولاد علی

ایضاً

ہر وقت خدا کو کرتے تھے یاد علی — راضی تھے رضا قضا پہ تھے شاد علی
حیدر کے سوا مالک کونین ہے کون — ہین دست خدا نبی کے داماد علی

ایضاً

محبوب نبی سے تھے عاشق زار علی — ہین احمد مختار کے مختار علی
کذا کے سر پہ دست موعن مین ہین — شمشیر ظفر حیدر کرار علی

ایضاً

فردوس کے ہین رونق گلزار علی — گلزار خلیل مین سے تھے گلنار علی
آنکھون مین محبوبون کی ہین گل تر — ہین دل مین عدو کے صورت خار علی

ایضاً

ایضاً

یوسف کا جمال تھا تو حب یعقوب　　نوح کا علم تھا تو صبر ایوب
مقصود دو عالم ہیں علی نام خدا　　محبوب الٰہی کے علی ہیں محبوب

ایضاً

بھائی تجھے نبی کے پسر بوطالب　　الحمد کہ شیر تجھے علی غالب
دو آنکھ کی اک نظر ہے جس طرح نظام　　یک جان تجھے نبی علی گر دو قالب

ایضاً

افضل ہیں سلیماں سے گدایان علی　　یوسف سے عزیز ہیں غلامان علی
خورشید کرم ہیں بوتراب اے نظام　　ہے ذرۂ خاکسار مردان علی

ایضاً

ہر بار کہ علی ملک کرد سجود　　بر نام مبارکش بخواندیم درود
عادل بدو دال نام پاکیست بعدد　　ور پنجتن است زین دگر ہیچ فزود

ایضاً

گوہر سے زبانے ہیں صدف کو ہے شرف　　بیضہ ہے استخوان جو سنے دُر نجف
پیدا ہوئے کعبہ میں علی نام خدا　　کعبہ جو صدف ہے تو علی دُر نجف

ایضاً صحابہ کرام

وصف بوبکر نخستین یار و اصحاب　　یکسانست ز طفلی و پیری و شباب
اعداد حروف بکر نے صفر ہیں　　رعنا ز احد عشر و صد گیر حساب

ایضاً

از ذات عمر کہ یافت شوکت اسلام　　حقا کہ بدست از الستش شاہی ام
از حرف عمر برآر اعداد و بیں　　شاہیست کہ دو رنگ اتفش یافت نظام

ایضاً

عثمان رض غنی ست باذل و مرد خدا — در آب و گلش بود سخاوت رعنا
ای راست حروف نام عثمان کن جمع — از دیدهٔ حق ببین که پیداست سخا

قطعه

چون محمد روان و قلب علی ست — بوتراب ست قالب اسلام
چشم صدیق گوش او فاروق — هست عثمان چون زبان در کام

رباعیات در شان اہلبیت علیہم السلام

رونا غم شبیر مین عادت یہ ہے — بس اپنے طریق مین عبادت یہ ہے
بیداری مین گریہ خواب مین ہے رونا — ای مومنو رویت کی شہادت یہ ہے

ایضاً

مومن کی نجات ہے رہے گر مغموم — سن لے ماتم شبیر کی بخشش معلوم
دنیا مین کیا اگر غم سید دین — غم دین مین ترا کہا لینگے شاہ مظلوم

ایضاً

بیغم غم شاہ سے نہین کوئی پیر — اکبر کے قلق مین نوجوان ہین دلگیر
ہین سوگ مین ناموس کے اہل عصمت — نالان غم اصغر مین ہین اطفال صغیر

ایضاً

شبیر نہین جو جان کو فدیہ کیجے — شامی بھی نہین جو اونکو کشتہ کیجے
رعنا قلق شاہ فقط باقی ہے — آنکھین جب تک ہین خوب رویا کیجے

ایضاً

شبیر نہین نہ عرصۂ کرب و بلا — شامی بھی نہین جو اونسے لیجے بدلا
باقی ہے غم شاہ بس ای مردم چشم — دل کھول کے خوب رو تو ہر صبح و مسا

ایضاً

پیری میں شباب یاد جب آتا ہے
اکبر کی جوانی کا قلق ہے رعنا
دل مثل حباب پھوٹ کے بہ جاتا ہے
نوشاہ کا غم اور بھی رلواتا ہے

ایضاً

اکبر کا قلق جہان میں ہے عالمگیر
اکبر کا الم نام خدا ہے ہر دم
روتے ہیں بہشت میں بھی اکثر شبیر
آخر دم ذبح بھی یہی ہے تکبیر

ایضاً

قل رکھنے کی واللہ نہیں دل میں جا
یہ عالم حب پنجتن ہے یعنے
نور خورشید سے ہے روشن ذرّا
کوزے میں سماتا نہیں جیسے دریا

ایضاً

سیراب ہوا فرات پر لشکر شام
اسرار یہ تھا کہ ساقی کوثر تھے
پیاسے رہے تین روز دریا پہ امام
القاسم محروم بنی کا ہے کلام

ایضاً

شادی رچی مہندی لگی سہرا بھی بندھا
القاسم محروم بنی کا ہے قول +
کام آیا پر وز عقد لیکن دولہا
یہ شادی مرگ عقد سے عقدہ کھولا

تمت

مخمسہ نظام بر سلام دبیر

داغ بر دل ماہ ہو اور خاک بر سر چاندنی
ماہ ہے حلقہ زن ہالہ کدر چاندنی +
چاک ہے مثل کتان جسم قمر پر چاندنی
محرقی ہے سوگوار ماہ حیدر چاندنی

اشک ہے شبنم بکا کرتی ہے شب بھر چاندنی

ماہتاب روین پیمبر تھے تو حیدر چاندنی
چادر تطہیر سے اور ہو برابر چاندنی
نور حق کے سامنے کیا ہو منور چاندنی
فرش ایوان علی سے کب ہے بہتر چاندنی

چاندنی جھاڑوں تو جھڑتی ہے زمین پر چاندنی

چاندنی کا کھیت ریحان سے کئے زہرا کا باغ — ماہ دین چھپ جائے چمکائی قمر سینہ کا داغ
روشنی شامی کراتین تیرہ باطن بد دماغ — ای فلک اندھیر ہی عابد کا زندان بے چراغ
ای زمین کیا قہر ہے فرش ستمگر چاندنی

فرض کیجے گر ہلال دین رسول اللہ کو — چودھوین مہدی ہو دین بدر کامل دیکھ لو
اسلیے نور خدا کا پرتو اس ہے مومنو — تا کمال چار دہ معصوم روشن سب پہ ہو
چودھوین شب کو رہا کرتی ہی شب بھر چاندنی

نور مقدم سے ہوا حضرت کے روشن اک جہان — ہو زمین بدعت سے پاک اور ظلم سے صاف آسمان
صبح صادق ہے فروغ مہر کا جیسے نشان — مہدی دین مین نہان فیض ہدایت ہے عیان
چاند جیسے ابر مین اور جلوہ گستر چاندنی

کسکو یہ معلوم تھی تقدیر علام الغیوب — قلزم رشک مصیبت مین ہر اک جائیگا ڈوب
ہیر کے دن دو رہین دیکھا تھا اندھیر خوب — ہوتے ہی طالع کیا ماہ جوانی نے غروب
چار دن بھی دیکھنے پائے نہ اکبر چاندنی

تیرہ دل سے نور یونکو ہے ازل سے عار و ننگ — ہین جو وہ سایہ تو یہ ہین نور وہ شیشہ یہ سنگ
شامیون کی ہے فرشتون تک غرض عرصہ ہے تنگ — ہر مہینے دشمنان دین سے ہی سرگرم جنگ
جیسے رخ پر رکھتی ہے ماہ نو کا خنجر چاندنی

رجعت خورشید اور شق القمر اعجاز تھا — عقل کل کیا کارفرمای ازل ہمراز تھا
صاحب لولاک پر اونکو نہ کیا کیا ناز تھا — عرش اعظم جنکے گھر کا فرش پا انداز تھا
فرش کی خاطر نہ تھی اونکو میسر چاندنی

فتح جنگ بدر سے وہ شہرۂ آفاق تھے — صف شکن تھے من چلے تھے جنگ کے مشتاق تھے
غازیون کو قاسم جنت یہ استحقاق تھے — حلۂ نورانی فردوس کے مشتاق تھے
دیکھکر عاشورہ کی شب کو دلاور چاندنی

اس قران سعد سے کیونکر نہ وقف یاس ہون — نور عین شیر حق جب ماہ دین کے پاس ہون
شامیان تیرہ باطن تا بلا و سواس ہون — شمر نے چاہا کہ شہرت سے جدا عباس ہون

یہ نہ سمجھا ماہ سے چھوٹیگی کیونکر چاندنی

آہ ہی سوز جگر سے صاف چونہ کی ڈلی
تھا سحر عل بنا لیکن مہ کامل جبھی
آج کیا ہے روز شق علی قمر کی کھل گئی
جب سپیدی روضۂ شبیر مین ہونی لگی

گر در روضہ کے پھری چونہ مین ملکر چاندنی

جسطرح سے آنکھ دو ہین ایک ہی لیکن نگاہ
رات دن شام و سحر ہاہی سبی لیکر تا بماہ
صورت ۵ ایک معانیچ ہین ذاشتباہ
اتحاد پنجتن پہ سے ملکے ہین چارون گواہ

دھوپ خورشید درخشان ماہ انور چاندنی

عمر و دولت غافلو دنیا مین ہی خواب و خیال
ہے مثل مشہور آخر ہر کمالے را زوال
بدر کامل صاف ہو جاتا ہے گھٹ گھٹکر ہلال
مال و زر کیا چیز ہے بس چاہیے فکر مآل

فی المثل ہی چاردن کی ای تونگر چاندنی

قوس ابرو ابر مین اور بدر مین وہ تھی کمان
گہ ہلال عید تھی وجہ فروغ آسمان
تھا شب معراج مین قوسین کا اوسیر گمان
ابر و ماہ بنی ہاشم سے روشن تھا جہان

بدر سی اس ماہ نو مین ہی فزونتر چاندنی

روح کو کب جسم خاکی مانع ادراک ہے
نور تو ہے نور اور جو خاک ہی وہ خاک ہی
لوث ہی کچھ جسم سے جانکو نہ مطلق باک ہے
خاکسار و نکاہر اک دھبی سی دامن پاک ہی

گرد آلودہ نہین ہوتی زمین پر چاندنی

ہے ولای اہلبیت مصطفے جنت کی رہ
ماہ حب سے قبر مومن ہو گئی نخشب کا چہ
غم نہین عصیان سی پیش آئے اگر روز سیہ
پنجتن کا داغ ماتم سے ہے وہ ماہ چاردہ

بنگئی تاریکی مرقد سراسر چاندنی

آب کوثر کیون نہ جینے کی تمنا مین پیا
خیر اوسکو خضر نے گر مشورہ یہ ہی دیا
مثل عیسی کیون نہین نادعلی پڑھکر جیا
نام روشن کیون نہ حیدر کا سکندر نے لیا

پردۂ ظلمات مین جاتی بصد سر چاندنی

نور لیو کیسی منور تھی وہ عاشور کی رات
کوئی سمجھا تھا شب قدر اوسکو کوئی شب برات

اس سے بھی بڑھکر تعجب خیز ہی ایک اور بات — جبکہ سقاے سکینہ نے کیا قصد فرات

فرش ہونی کو بنی پھولونکی چادر چاندنی

زخم تن ہی مہ لقا تھے صورت شق القمر — چادر مہ چادر مرہم خوشی سے تھی مگر
نور یوں ہے بیان راوی سے باد سحر — کہتے تھے لاشے شہیدونکی ہوا ٹھنڈا جگر

مرہم کافور تھی ہر زخم تن پر چاندنی

عین ایمان ہی زیارت ہر مسلمان کے لیے — تحفہ مولی کی حضوری کا ہے انسان کے لیے
وقف کی حق نے سعادت ماہ تابان کے لیے — رہروان روضہ شاہ شہیدان کے لیے

فرش کرتا ہی قمر ہر اک قدم پر چاندنی

سایہ کی ہمسایگی نانا کو جنکے ناگوار — آیہ تطہیر کو عصمت پہ اونکی افتخار
بند رہتی تھی جنھی چشم فلک لیل و نہار — کربلا کی راہ مین زینب جو ہوتی تھین سوار

چاند کو کرتی تھی پنہان ابر بنکر چاندنی

کوچ ہوتا تھا اگر دنکو تو ہو جاتی تھی رات — دیکھ لے سایہ پری کی تھی کہان یہ تاب
دور تک دیتی تھے پہرہ اہلبیت پاکذات — سامنے شاہ دو عالم روک دیتے تھے قنات

تھامتی تھے راس جب عباس اکبر چاندنی

گردش تقدیر سے نیرنگ دیکھے خوب خوب — یہ گھڑی دشمن پہ بھی لائی نہ غفار الذنوب
کیون نہ سیل اشک مین بہ نکلے جائین لوگ ڈوب — ایکدن وہ تھا کیا جب ماہ زہرا نے غروب

گاہ سینہ پر دھوپ تھی اور گاہ سر پر چاندنی

کب شب عاشورہ مین تاب مہ تابان رہی — حلقہ زن ہالی مین تنہا چشم قمر گریان رہی
چادر مہ نور یوں مثل کتان پران رہی — لاش زہرا کے قمر کی دشت مین عریان رہی

لوٹتی ہی خاک پر اس غم سے گھر گھر چاندنی

گرد مہ ہالہ نہین یہ حلقہ ماتم سے ہے آہ — ہر مہینے داغ ہر دل شام سے لی تا نگاہ
گاہ ہی عشرہ مین پھرتی خاک بر سر پھر سیاہ — اوس پہ ہے کامل کا یہ غم ہی کہ تشنہ رہو گواہ

ماتمی صف کیطرح بچھتی ہے گھر گھر چاندنی

اسم اعظم نام ماہ دین ہی اللہ الصمد | ہیجدہ اعداد ہین نام خدا بالا سے صد
فخر حسن اتفاق اوسکو تو کیون لا تعد | ای خوشا طالع کہ ہو نام حسینی ہمعدد

کیون نہ ہو روشن دلون مین نام آور چاندنی

بیزبان کی پیاس کا صدمہ ہوا شبیر کو | ماہ نے بھر پایا جب نشرات تیر کو
التجا سے اوسنے بھیجا تاب پر تنویر کو | اشتیاق شیر جنت وہی تھی سب بے شیر کو

قاصد نہر لبن تھی بہر اصغر چاندنی

نور اول سے محمد کے ہوا روشن جہان | آفتاب حشر ہونگے مہدی آخر زمان
راہ دین احمدی سیدھی ہے مثل کہکشان | احمد مختار ہین نورجند اسکے آسمان

عید روز بیر اکبر شبیر و شبر چاندنی

آیا عاشورہ کو جس دم قتل کا حکم یزید | یان صف ماتم بچھی تھا شامیون مین جشن عید
تھی سلح بندی کہین ترتیل قرآن مجید | شام سے سامان صبح قتل کرتے تھے شہید

نور کا تڑکا تھی بہر فوج سرور چاندنی

خار ہو سورج کبھی پروین بھی خوشہ چین بنے | کیا عجب گر ذرۂ خاک شفا پروین سے بنے
صورت گلزار ابراہیم وہ تزئین سے بنے | روضہ سرور کے گلشن مین اگر گلچین بنے

بھر لے دامن مین گل خورشید انور چاندنی

ہی جو جنت بوترابی سے مخمر آب و گل | ہین ہلال آسا محب کا سیدہ و لس عمل
یون مصائب سے تو دل ایک ایک کی جا ہو بل | ظلمت زندان عابد سے ہی زخمی انکا دل

ہی نمک پاش دل احباب حیدر چاندنی

شامیان تیرہ باطن کا ادھر وہ مکر و کید | جس طرح پالے ہوئے صیاد کے بیچارہ صید
خانمان آوارہ گھر برباد اوسپر آپ قید | ہو گیا تھا خون غمسے خشک رنگت تھی سفید

فرش پر سجاد کا تھا جسم لاغر چاندنی

ہی بجنت جای اخی صاحب شق القمر | فرش راہ قبلہ دین ہین وہان قدسی کے پر
ذرہ پرور مہر کی فرمائین گر تجہیز نظر | روضہ پر نور مولی مین بچھائی ہے اگر

مہر کے چشمہ میں دھوائی ماہ انور چاندنی

شام سے تھا شامیوں کی تاک میں تا صبحگاہ — گرد لشکر صورت ہالہ پھرا کرتا تھا ماہ
احتیاطاً اور اگر جاری ہوا فرمان شاہ — لی طلایہ کی جو وان ماہ بنی ہاشم نے راہ

روشنی لیکر بڑھی پیش دلاور چاندنی

نور یہ نور علی نور اسلیے اونکو کہا — تھے او جالے جو خدا کے گھر کے نور مصطفےٰ
ایک جلوے سے منور ہوگئے ارض و سما — عکس خورشید جبین و ماہ عارض جو پڑا

آسمان پر دھوپ نکلی اور زمین پر چاندنی

جسم مجسم نور سے روشن ہوا سارا جہان — تھا فروغ وادی ایمن زمین میں تا زمان
چاک چلتے تھا تن پر نور سے مثل کتان — نور تن چھن چھن کے گرد پوشی زرہ کی تھا عیان

چار سو چار آئینے سے تھی برابر چاندنی

لشکر انجم کی صورت تھا گروہ باوفا — عقد پروین اہلبیت اور ماہ دین تھے مہ لقا
وہ براق مصطفےٰ حضرت شبیہ مصطفےٰ — زیر ران شبدیز وہ تھا یال جسکے سنبلا

زین ماہ نو عنان جوزا کی پاکھر چاندنی

مہر کی تنویر ہر ذرہ کی آب و گل میں ہے — روشنی شمع دین ہر گھر ہر اک محفل میں ہے
ایک سب تو مہر کا جیسے مہ کامل میں ہے — نور ایمان فیض حب شاہ سے ہر دل میں ہے

اک مہ برج امامت کی بنی گھر گھر چاندنی

دشت ذلکی دھوپ میں گلزار ابراہیم تھا — چاندنی کا کھیت رشک خلد تھا صبح و مسا
نکہت پیراہن یوسف ہوئی موج صبا — نکہت باغ نبی سے بس رہی تھی کربلا

ہوگئی مقتل میں کھیتی ہی معطر چاندنی

صاحب شق القمر کو ناز ہو لولاک پر — مرتضےٰ کا حکم ہو معجز نما افلاک پر
لوٹتا تھا ماہ اس غمسی خس و خاشاک پر — فاطمہ کی بیٹیاں بیٹھی تھیں فرش خاک پر

شرم سے جاتی نہ تھی زندان کے اندر چاندنی

پہنچنے مانا کو نہیں ہی نور کو سایہ سے کام — لیک گردش نے گہن میں لگیا ماہ تمام

شام کے کفار کا مشہور ہے ظلم و ظلام — عالم ظلمات سے کچھ کم نتھا زندان شام
جب وہان جاتی تھی ہوتی تھی لحد چاندنی

داغ رنج ماہ دین ہر دل مین ہے ماہ منیر — ہین عزاداران حضرت اسلیے روشن ضمیر
قبر عنا ہے تماشا گاہ مہر ناوبید — اک مہ داغ عزا مین کتنے جلوے ہین دید
قبر پر باہر چراغان اور اندر چاندنی

خمسہ نظام بر سلام باکی

خاک ڈالے سے نہین چھپتی قمر پر چاندنی — رہتی ہے ہر حال مین مہ کی برابر چاندنی
چاندنی ہی فرش تھی اور مہ کی چادر چاندنی — شہ کے جسم پاک پر تھی جلوہ گستر چاندنی
مجرئی کیا نور تھا تھی چاندنی پر چاندنی

سایۂ ہمشکل احمد ہے مقرر چاندنی — گرد ہے پھیلی ہے پیش روی انور چاندنی
سامنے اسواسطے ہوتی ہے ششدر چاندنی — مجرئی ہے مانند پیش روی اکبر چاندنی
چاند مہر فاطمہ کا ہے مصور چاندنی

عرش سے اوتری اگر ہو کر منور چاندنی — ماہ دھولائے کنار آب کوثر چاندنی
چادر تطہیر سے کب ہو برابر چاندنی — رنگ بدلے روز اگر بہتر سے بہتر چاندنی
پائے ہمشکل نبی سے ہو نہ ہمسر چاندنی

مرتبہ اظہر مین شمس اونکا ہے شام و سحر — جد امجد نے کیا تھا آپکے شق القمر
رجعت خورشید کی باعث تھی حضرت کی پدر — جس جگہ مہتابیان چھوٹین رخ خورشید پر
ماہ کا کیا منہ اور سائے کیا برابر چاندنی

رشک سے ہوتے مہ کنعان مقابل سرنگون — حضرت معصوم کا مل چاردہ ہون جو گنون
لال ہے گویا زبان کس منھ سے اونکا نام لون — مدح حسن یوسف آل محمدؐ گر لکھون
ہو قلم خط شعاعی اور دفتر چاندنی

گنبد قبر اوسکے گرد نقش ہالا ہو گیا — نور ایمان حق مین نوری سے کے دوبالا ہو گیا

مرقد حضرت جاہ نخشب سے بھی اعلا ہو گیا	اوج پر تھا اختر طالع اوجالا ہو گیا

قبر حضرت مین ہو گئی زہرا کی چادر چاندنی

جلوہ گر تھا جس قمر کا نور کل افلاک مین	تھا شرف اوس ماہ کو بیت شہ لولاک مین
کیون نہ چھا جائی اندھیرا ہر دل غمناک مین	چاند زہرا کا چھپایا آسمان نے خاک مین

ڈھونڈتی پھرتی ہے اب تک اوسکو گھر گھر چاندنی

حلقۂ ماتم ہے ہالہ ماہ سے وقف بکا	باعث شق القمر اکثر یہی تھا ماجرا
کیون ہلال اس غم سے گھٹ گھٹ کر نہو بدر الدجی	اکبر مہرو کا نقشہ دھوپ مین جلتا رہا

لوٹتی ہے خاک پر اس غم سے اکثر چاندنی

اہلبیت پاک حق کی نور کی تصویر ہین	بالیقین شایان نزول آیۂ تطہیر ہین
پنجتن مثل حواس خمسۂ تکبیر ہین	احمد و حیدر بتول و شبر و شبیر ہین

آسمان خورشید و شمس ماہ اختر چاندنی

نور پاک پنجتن سے صاف اس جا ہے بہم	مہر و مہ قندیل پروین جھاڑ سیارے حرم
نور کا حاصل علی عالم ہے گویا صبحدم	روشنی بزم عزا کی لکھ سکے کیونکر قلم

ہون جہان انجم سپند اور دود مجمر چاندنی

تین دن تھا ہائی بے گور و کفن وہ مہ لقا	سایبان تھا آسمان اور فرش خاک کربلا
غیر مہ و خورشید لیکن رات دن صبح و مسا	نعش شہ کا اور تو کوئی خبرگیران نتھا

دھوپ تھی دن بھر نگہبان اور شب بھر چاندنی

چرخ تو چکر مین تھا اور زلزلے مین تھی زمین	کانپتا تھا عرش پر تھا سینہ زن جبریل امین
لوٹتا تھا غم سے انگارون پہ خورشید مبین	روز قتل شاہ دین اجرام علوی تھے حزین

مہ کے دل پر داغ تھا اور تھی مکدر چاندنی

جس طرح اعجاز سے واقع ہوا شق القمر	چاک ایسے ہو گئے وقت صبح دامان سحر
رنج مین صد پارہ تھا سینے کے ہون شوریدہ سر	ناوک سرکش سے [illegible]

مہر کو مرقد مین والدے اوڑھا کر چاندنی

نازپروردہ علیؑ کا فاطمہ کا لاڈلا
چشم جان و دل مین بٹھلاتے تھے جنکو مصطفٰے
زیر طوبیٰ رو نہ جبرئیل اونکو لیکر جھولتا
ہاے اونکی نعش ہو اور ریگ دشت کربلا

دھوپ دکھلاے جسے چادر نہ ماہ و چاندنی

چادر مہ مدتون سے زیر استعمال ہے
پھر بھلا نظرون مین نور حق کی وہ کیا مال ہے
فرش درگاہ مہ زہرا وہ ماہ و سال ہے
یہ تو اک مدت سے بزم شاہ مین پامال ہے

ای فلک اب او ترجھوا دے بدلکر چاندنی +

ماہ سے انجم کبھی ہوتے نہین ہین جیسے جدا
تھے مہ زہرا کے عاشق کیکٹ ش حق علیٰ
یا ورشہ مثل پروین تھے تو وہ بدر الدجے
سایہ سان ہمراہ شہ تھی ہو جدائی دخل کیا

چاند تھا سبط نبی اور تھے بہتر چاندنی

چادر مہ مرہم کافور تھی ای بوالعجب
کربلا مین جب قلم وہ ہو چکا ہی ہی غضب
چاندنی کی کھیت مین گلزار تھا زہرا کا سب
ایسے گل زخم شہیدان کی کھلے ہنگام شب

ہو گئی مثل گل شبّو معطر چاندنی

چاندنی کھلتی رہی یون شام کی گور اہ مین
غمسے گھٹ گھٹکر ہلال آسایہ در دو آہ مین
تھا جہان تاریک چشم بانوے ذیجاہ مین
کہتی تھی بانو کہ شبہای فراق شاہ مین

دل پہ ہے قائم مقام نوک نشتر چاندنی

جنکے نانا نے کیا اعجاز سے شق القمر
ماہ انور کے نہ ہے طالع کہ اوسکا ہو گذر
فتح جنگ بدر کے باعث ہوے اونکی پدر
ذکر کیا نعش مہ زہرا سے سر کے تا سحر

تھی سلیمان کی قرین جون مرغ بی پر چاندنی

ہو نصیب دشمنان یارب یہ مصیبت جو سہی
چادر تطہیر تھی ہیہات اک باقی رہی
ساز نا محتاج کو محتاج تھے الحق سبھی
عترت اطہار کی زندان مین کیفیت یہ تھی

تھا فقط نگہ اک شبنم کا لبستر چاندنی

بدر کی فتح اور معجز شق القمر اوسکے حضور
پائے معراج اونکے در پر حضرت موسیٰ کا طور
گھر مین نازل جنکے ہوتین سورۂ آیات نور
پردہ پوشی امت عاصی کی تھی ورنہ ضرور

واسطے زینت کے آتی ہو گے مہر چاندنی

آفتاب چرخ دین ہین برج ایمان کی ہین ماہ
کہکشان ہے حق بجانب روضۂ اقدس کی راہ
فتح جنگ بدر سے اظہر من الشمس انکا جاہ
روضۂ شاہ نجف کی بھی عجب عظمت ہوا

شمس شمسہ چرخ گنبد پردہ در چاندنی

ایک نو مرقد منور اوسپہ حق کا پرتوا
نور حق رہتا ہے نازل رات دن صبح و مسا
نور کا عالم نجف ہین غرض اصل سے علے
وہ سپیدی وہ درو دیوار وہ فرش صفا

رہ گئی جس در سے آتی ہو کے ششدر چاندنی

ماہ کامل ایک سا رہتا ہے جیسے صبح و شام
بدر کامل کیطرح ہین اس سے وہ ماہ تمام
ہے یہ دین پر یہ آخر دین حق کا اختتام
بعد مہدی کے ہوا کوئی نہ ہوئیگا امام

چودھوین شب کو رہا کرتی ہے اکثر چاندنی

شاہیان تیرہ باطن مین پڑی بس ہلچلی
ماہ سے ماہی تلک ظلمت نہ مانہ سے ٹلی
آشکارا ہو گیا راز خفی و ہم جلی
آئے میدان مین قریب پہنچے حسین ابن علی

دام سے اندر قمر تھا اور باہر چاندنی

نور حق تھا چہرۂ انور سے روشن بر ملا
محو تھے قد سے زیادہ تھا کہ اصل سے
نور شمسہ سے وہ خورشید کی صبح و مسا
نور رخ سے آفتاب چرخ پھیکا پڑ گیا

جسطرح خورشید کو آ کے ہو مستر چاندنی

تھی ہلال آسا بشکل ماہ نو وہ نور بار
چاندنی ماری جیسی زخمی کہ وہ خون فشار
آ گئے جنگ بدر کو بس یاد جسدم اوسکو
اک اشارے مین نکل آئی میان سے دو ابفقار

جسطرح بدلی کو ٹکڑے لیسے نکھر کر چاندنی

معجز شق القمر دیکھو اسی لحظہ مین ہوا
رجعت خورشید تھی صہبا مین بہر مرتضے
فتح جنگ بدر کے باعث مہین ہین مہ لقا
یہ رجز تھی لب پہ ہم ہین ماہ برج مصطفےٰ

ماہ کا در ماہ سے ہے ہمسے مقرر چاندنی

چاند اری سے مہ تابان کا سینہ توڑ دین
نور سے گاڑ زمین کو شکل چوزا جوڑ دین

گر تمہارا بھی تو مہر آسا اوس بھی موڑ دین ہم وہ ہین گر منع کر دین پڑ تامل چھوڑ دین

مہر ضو سیاری گردش ماہ انور چاندنی

صاف ہو جائے رخ ماہ منور پر سحاب اور کہن سے تا قیامت بھی چھپے آفتاب
مہربانی کی نظر سے گر یہ دیکھین بوتراب گر خدا ناخواستہ ہو ماہ پر چشم عتاب

جون رگ بسمل رہے ہو ستہ مضطر چاندنی

حشر کے دن کی مصیبت کو نہ دکھلائے خدا سارے گھبرا جاتے ہین سب دیکھین کہ کیا
ہان ہماری ہاتھ ہوگا رحمت حق کا لوا جسکے سر پر سایہ ہوا سنے ہمارے مہر کا

اوسکو ہوگا آفتاب روز محشر چاندنی +

آسمان پامال ہو جائے تو اسکا کیا عجب ہم فقط ایجاد عالم کے ازل سے ہین سبب
اہل بیت مصطفے کا حق نہ دکھلائی غضب اختیار اپنا ہی گر چاہین زمین ہو منقلب

جسطرح ہو جائے درہم کھائی ٹھوکر چاندنی

بدر ہین ناخن اگر تیرشین تو ہین رشک قمر ناخن پا کلکشا سے بادر سے کے عقدے ہین سر
نور حق سے مقتبس ہین مہر ومہ شام وسحر سرمہ بدر نور الہی ہون جو ہو مد نظر

ہر سر ناخن سے ہو میری منور چاندنی

خرمن اعدا پہ نازل گر ہتال برق ہو صاف دو کرتے زمین و آسمان کا فرق ہو
غرب سے لے ذوالفقار آخر محیط شرق ہو سرکشو گو آہن و پولاد مین تم غرق ہو

ہے ذرہ مثل کتان تیغ دوپیکر چاندنی

بنکے اخلاق مجسم تھے وہ شاہ تشنہ کام بات تھی اعجاز عیسی جس سے تھے وحشی بھی رام
دشمنی ہین بھی سنگدل ہو گئے تھے غلام کیا فصیح و دلنشین شیرین تھی حضرت کے کلام

شیر و شکر آب حیوان قند و گوہر چاندنی

میرے خمسے پر کہین جب پنجتن صل علی اس سے بہتر کونسا رتبہ کہ تحسین ہے صلا
دین تو ہی نور علی نور اور بھی نام خدا حاسدون کو یا ہی قسمت کا ہی باقی گلا

ختم مجھ پر کیا کلک معتبر چاندنی

نور ایمان ہی جسے کہتے ہین سب علی — ہین نبی محبوب حق اور وہ نبی کی ہین وصی
گو دلای پنجتن کافی شفاعت کو سہی — تنگئے و تاریکی مرقد سے گھبراتا ہے جی

یا علی ہو سہوی جنت میری رہبر چاندنی

بند خمسہ و سلام نظام

چودھوین شب کو رہی مقتل مین شب بھر چاندنی — تین دن تک ان شہید امین رہے تر چاندنی
تھی مہک مین عطر و عود و مشک و عنبر چاندنی — لیکے بھولونمین سموم کی تھی معطر چاندنی

قبر شہ پر بنگئی پھولونکی چادر چاندنی

ماہتاب دین کی تھی الحق مسخر چاندنی ++ — نور نور مصطفےٰ سے تھی منور چاندنی
ہوگئی مرتے ہی شاہ دین کو تتھر چاندنی — بنگئی روضہ کی خاطر سنگ مرمر چاندنی

قبر ماہ فاطمہ پر ہے مجسم چاندنی

روضۂ انور کے آگے ہے مکدر چاندنی — نور یونکی فرش رہ ہے گو مقرر چاندنی
بچھتی ہے روضہ مین پر باہر ہی باہر چاندنی — جا نہین سکتی ہے جس روضہ کے اندر چاندنی

کربلا مین رات بھر رہتی ہے ششدر چاندنی

چار دن کیا ہی پریشان بلکہ اکثر چاندنی — خاک چھانی کو بکو اس سے معنبر چاندنی
سوگوار ہین ہوئی ہی کسکی مضطر چاندنی — پھر رہی ہے کس لیے حیران و ششدر چاندنی

کس قمر کو ڈھونڈتی پھرتی ہی گھر گھر چاندنی

جا کی شمع طور راہ شام مین تھی سایہ سان — تا کہ تھے ما نند شبنم پھول سی تن پر عیان
چادر مہتاب تھی جسم منور پر کتان — تا نہ جسم عابد بیمار پر گذرے گران

تھی سفر مین نکہت گل سی سبکتر چاندنی

شامیان تیرہ باطن کی بڑھی جب دشمنی — حیف شادی مرگ قاسم عین ہنگام گو تھی
جا کی تکمۂ محو چادر شبنم تنی + — چادر مہتاب آخر بسیج پھولونکی بنی

جب بچھا سے روز عقد ماہ شبر چاندنی

فرد مخمس

بیان کرتی تھی صغرا یہ ماجرای فراق
امید دید عزیزان نہین سوائے فراق
خدا کسی کو نہ دکھلائے صدمہ ہای فراق
کسی مباد چو من خستہ مبتلای فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلای فراق

ہوئے مدینہ مین داخل جو عابد ذی شان
تمام جمع ہوئے آکے اہل شہر و ہا ن
جو پوچھا کون ہو کہنے لگے امام زمان
غریب بیکس و مسکین فقیر سرگردان
کشیدہ محنت ایام و دردہای فراق

سلام نظام

بسکہ پھولون مین ہو مہ کی تھی معطر چاندنی
قبر شہ پر بنگئی پھولون کی چادر چاندنی

بنگئی روضے کی خاطر سنگ مرمر چاندنی
قبر ماہِ فاطمہ پر ہے مجمر چاندنی

جا نہین سکتی ہے جب روضے کے اندر چاندنی
کربلا مین رات بھر رہتی ہے ششدر چاندنی

پھر رہی ہے کیسی حیران و ششدر چاندنی
کس قمر کو ڈھونڈھتی پھرتی ہے گھر گھر چاندنی

یون فلک مین ہے درون دیدۂ تر چاندنی
جسطرح چھلکے تہ آب سمندر چاندنی

تا نہ جسم عابد بیمار پر گذرے گران
تھی سفر مین نکہت گل سے معطر چاندنی

چادر مہتاب آخر سیج پھولون کی بنی
جب بچھائی روز عقد ماہ شبر چاندنی

روضۂ شاہ دو عالم مین ہے عالم نور کا
شمع کا نوری ہے اندر اور باہر چاندنی

نوریون کے زخم تن پر مرہم کافور تھی
ناریون کی گھاؤ پر تھی مثل اخگر چاندنی

ظلمت زندان مین کام آئی نہ بہر اہلبیت
کیا جواب احمد کو دیگی روز محشر چاندنی

رفعت شان خیام چرخ زین مل سے ملے
تھا کلس گر ماہ تو خیمے کی چادر چاندنی

شام کے رستے مین عابد نے دیکھا گرم و سرد
دن کو سر پر دھوپ تھی اور شب کو بستر چاندنی

اوج زہی طالع جنان مین نوریون کیواسطے
جام کوثر ماہ ہو گا آب کوثر چاندنی

معجز شق القمر کا مدعا روشن ہوا
نصف لین شبیر اور لین نصف شبر چاندنی

شامیان تیرہ باطن مین عجب اندھیر تھا
کہتے تھے جائے نہین خیمہ کے اندر چاندنی

کربلا سونی ہے مزار فاتح بدر و حنین
چاند سے بھی ہے بہت بڑھکر منور چاندنی

خاک اڑتی ہے گرد ماہ ہے ہالہ نہین
ہے صف ماتم عزا خانہ مین گھر گھر چاندنی

دیر کیا تھی لب ہلا دیتے جو شاہ تشنہ کام
جام بنتا ماہ اور پانی سمٹ کر چاندنی

فاطمہ صغرا نے خط جب ماہ حیدر کو لکھا
کربلا مین پنکھ سے آئی کبوتر چاندنی

دی عروسی ماہ شپر کو عروسی مین جو تھے
ماہ گوہر بن گیا اور آب گوہر چاندنی

ماہ سے ماہی تلک ہے دھوم جنگ بدر کی
ماہ نو تیغ علی ہے عکس جوہر چاندنی

ماہ زہرا کربلا مین شب کو چلتے تھے جو راہ
آگے آگے تھی جلو مین ان کی رہبر چاندنی

جبکہ پنہان خاک مین ماہ امامت ہو گیا
بن گئی برج مزار ماہ حیدر چاندنی

روضۂ ماہ امامت کی سفیدی مین مدام
شکل ابرک کے پھیرا کرتی ہے اکثر چاندنی

خیمۂ زنگاری شہ پہ کلس تھا نقرئی
پا سمٹ کر ہو گئی تھی وہ مشجر چاندنی

آسمان احمد علی خورشید ماہ دین امام
جلوۂ نور ہدایت ہے یہ گھر گھر چاندنی

ماہ پارون نے جو کی صیقل سلاح پر جنگ
رہ گئی پھر جلا ہی خود و بکتر چاندنی

جب جلایا شامیون نے خیمۂ ماہ نبی
ہو گئی سیماب کے مانند مضطر چاندنی

خاک مین ہے چاند سی صورت علی کے لاڈلے کی
اسلیے دنیا مین ہے اب خاک برسر چاندنی

ماہ پارے صاحب لولاک کے عریان رہے
چاک ہے مثل کتان جسم قمر پر چاندنی

داغ ہر دل منبر گردون پہ ذاکر ہے قمر
فرش ہے بہر عزا داران اکبر چاندنی

چاہ نخشب قبر مومن جب ماہ دین مین رہے
شمع باہر جلوہ گر ہے اور اندر چاندنی

خاک ہے زندان مین بستر پہ اہل بوتراب
اے فلک اندھیر ہے فرش ستمگر چاندنی

ماہ ہے قندیل ہالہ دامن قندیل ہے
ہے ضیا شمع یا روضہ کے اندر چاندنی

ہو رہا ہے جب شق القمر کے گھر کو بون
حیف زندان مین نہ ہوا ان کو میسر چاندنی

ہو گئے نوری سبھی جلنے سے دل برداشتہ
جب شب عاشورہ مین نکلی مکدر چاندنی

مین ولائے پنجتن کے چرخ پہ پانچون گواہ
کہکشان مہر و ثریا ماہ انور چاندنی

نعل سے تیغِ شہیدِ پیر ماہِ مرتضیٰ کی جو ہلال
چار دن کی چار سو تھی ہر قدم پر چاندنی

حضرتِ ماہِ امامت سے روا ہوں شام مین
منہ نہ دکھلائے علی کو روزِ محشر چاندنی

آسمانِ دین کی ہو شبِ ہم عزا مین کیا عجب
شمع کی لو ماہ دامانِ صور چاندنی

ماہِ داماں لگن ہے روضۂ پرنور مین
بن گئی ہے شمع کافوری سمٹ کر چاندنی

کربلا مین پہنچی نعشِ شہیدان کے لیے
چادرِ مہدی اوڑھا کر فرشِ بستر چاندنی

ہو گیا شقِ القمر سے طورِ کوہ بوقبیس
ہے یدِ بیضا کا اعجازِ پیمبر چاندنی

باغِ زہرا کٹ گیا جب چاندنی کھیت مین
ہو گئی برباد آخر مثلِ صرصر چاندنی

عام یون عالم مین فیضِ چاردہ معصوم ہو
ایک سی پڑتی ہے جیسے خشک و تر پر چاندنی

ماہتابی پہ ہوا اطلاع جو ماہِ فاطمہ زہرا
ماہ نے بچھا کیا لوٹی قدم پر چاندنی

ماہ کو اصغر سمجھ کر گئے جب ہم کھیلنے
سامنے آتی کبھی پہلو سے اصغر چاندنی

عابدِ بیمار کا سپیدہ رہے شکلِ ہلال
کربلا مین ہو گئی گھٹ گھٹ کو لاغر چاندنی

دیکھ کر ماتمِ سرِ شاہ فرمانے لگے
اب نہ دنیا مین دکھائیگا مقدر چاندنی

بعدِ قتلِ شاہ تیرہ ہو گیا ماہِ منیر
جا چھپی ظلمات مین مانندِ سکندر چاندنی

پاسبانی ماہ کرتا تھا درِ شبیر پر
شب کو دیتی تھی طلایہ گردِ لشکر چاندنی

حشر کے آتے ہی تبسم ماہِ دین کو آ گیا
نورِ دندان سے ہوئی گویا مکرر چاندنی

نقطے مین عقدِ ثریا دائرے مین شکلِ ماہ
ہے بیاضِ وصفِ شہ مین ظرفِ مسطر چاندنی

نور کے مطلع لکھے رعنا نے وصفِ شاہ مین
کی غرض معجز بیانی سے مسخر چاندنی

قصیدۂ غوثیہ در تعریف شامیانۂ مزارِ پُرانوار

زیرِ فرمان ہے یہ کس کے آج حدوث اور قدم
جی مین آتا ہے نئی ڈالدوں طرحِ عالم

دلِ پُرنور مین ہے عالمِ وحی یوحیٰ
لب مین ہے معجزۂ عیسیٰ ابنِ مریم

میری عظمت کا یہ عالم ہے کہ اللہ اکبر
مین نہ عالم مین سماتا ہون نہ مجھ مین عالم

کیا عجب ہاتھ سے جو دست ید قدرت
نام سے جسکے نشان شرف عالم ہے
جان بیجان مین جان پائی تو آجائی ابھی
یعنی محبوب خدا سید عبد القادر ہے
خرق عادت مین ہے ہر بات مین اونکی اعجاز
حسن صورت کی ہے یہ وجہ کہ وہ ہین حسنی
خلق مین ثانی احمد ہین تو خلت مین خلیل
اونکی مدحت تو بڑی بات ہے اور چھوٹا منہ
شامیانہ کہین ایسا بھی سنا ہے فرما
جیسے قرآن سے ہے جزدان کو اونکی نسبت
مرقد پاک کو نگیرہ سے نسبت ہے وہی
نوربافون نے اوسے تار شعاعی سے بنا
صبح صادق کا ہے جسمین رنگ ہے خیط ابیض
کیا عجب چادر مہتاب کتان کی مانند
قد سے جو جا ہین کہین فکر ہے اپنی اپنی
عرض کا اوسکے بیان طول ہے اللہ اللہ
شامیانہ سے ہے یہ فرق لوائی احمد
اوسکا سایہ ہے محبوب خدا کا سایہ
بیل بوٹہ ہے عجب باکشش رضوان جس سے
بیخزان ہو وے نہ کس رنگ سے اوسکی بہار
کام جان کیون نہ لین خلق حسن کی بو سے
کار چوبی پہ ہے طوبے سدرہ کا گمان
کہکشان وہ ہے تو جھالر ہے مقرر پروین

لوح محفوظ ہے کاغذ تو ہے کلک قلم
ورد وہ نام خدا ہے مرا اسم اعظم
دل سے جو بھرتا ہے سرافیل کا صور اوسکا دم
اسم اعظم کہو حضرت کو کہ غوث الاعظم
غوث ثقلین سے کے تابع ہے حدوث اور قدم
حسن سیرت مین ہین وہ بہتر نسل آدم
حلم مین نوح ہین موسی کلیم و عیسی دم
سائبان کا ہی غنیمت ہے جو ہو وصف رقم
تجکو یارب قسم دامن پاک مریم
خواہ ہے واسطہ باہین خلافت اور حرم
علم نور ہے روضہ تو وہ اوسکا ہے جسم
خلد کے کرمک شب تاب کا ہے ابریشم
نور کی چادر مہتاب کا پایا ہے عالم
قالب ماہ پہ ہے چاک مثال شبنم
دامن چادر تطہیر کیا مین نے رقم
سائبان کی ہے فضا ساحت عرش اعظم
ظل حق وہ ہے تو یہ دامن عصیان ارحم
سائبان کا ہے جو ہمسایہ تو گلزار ارم
تا قیامت نہ کبھی بھول کے نکلے آدم
جھالر نگیرہ پہ پٹی سے ہمیشہ شبنم
اٹھ جنت ہین تو ان دیکھا ہے یہ رشک ارم
چھوٹ نکلے رم تحریر صفت شاخ قلم
موتی لٹکائی ہین یا گوہر انجم ہین بہم

کاکل حور سے موتی کی لڑی گوندھی ہے
کان میں لعل ہے اور نہ صدف میں گوہر
دیکھ رنگینی کو ہے انس و ملک میں حیرت
بادریشہ کی ہوائی تجھکو جو فلک تشبیہ
معجزہ شق قمر سے ہو سے اک ماہ کو دو
چوب کو یہ سمجھے تو فرہاد سے کہنا شیرین
کاکل حور کو یا حور کے سے تار شعاع
ڈور گوندھی ہے کہ تار نظر عاشق ہے
صرف کا اور سے کا قیامت ہے گو ہو دیگا حساب
الغیاث آپ ہی میری ہے یہ غوث الثقلین
دم عیسی ید بیضا کا دکھا دو معجز

دیکھا نیسان کا گہرباری میں اوسکی عالم
شامیانہ میں لگی ہو جھبی بھاری بحر کم
تم کہو قوس قزح ہم کہیں گلزار ارم
ماہ و خورشید ملی کیا بھی دو بہن کم
چار پورے تھی کیا عجب سہ نخشب کو رقم
طور یو سارہ و موسی کا عصا اور قلم
رشتہ الفت یعقوب کو کرا وس سے ہم
کہکشاں حبل متین کہیے کہ زلف پر خم
عقل کل کو نہیں معلوم معارف کی رقم
دستگیر آپ ہوں مداح اوٹھائے جو قلم
دستگیر آپ ہیں بھرتا ہے نظام آپکا دم

تمام شد مہر نبوت

ضبط عشق
۱۲۸۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی حسن و عشق

عشق موقوف نہین ہے دل انسان پر آہ
کی ہے اس عشق نے سو راہ سے ہر چیز مین راہ

کون سا دل ہے کہ اس عشق سے ہے اوسکو پناہ
عشق کا شان نزول آیا ہے انا اللہ

عشق صیاد ہے اور شوق پر پرواز نخچیر
حسن ہے دام بلا طائر دل ہے نخچیر

تہ کو پہونچین نہ کبھی خضر کرین لاکھ شنا
عاشق زار نے اشکون سے بہائی دریا

قلزم عشق کا ہے کسنے کنارا دیکھا
آشنا ڈوب گئے پر نہ لگا تھل بیڑا

کشتیٔ نوح کا گر اسمین گذارا ہوتا
ڈوب جاتے نہ کبھی پار اوتارا ہوتا

عشق دوزخ کے دہکتین دم مین اوڑا دیتا ہے
خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہے

برق سان خرمن ہستی کو جلا دیتا ہے
جلوہ خورشید کا ذرہ مین دکھا دیتا ہے

نار دوزخ کی نہین ہے لپا یک شرارا اسکا

آمین سے عیسیٰ بھی تو جیتا نہین مارا اسکا

عشق وہ سم ہے مرے سے مار جو اسکا نام — زہر وہ دیکھے تو ہو جائے وہین کام تمام
اسکی تاثیر کو سب جانتے ہین خاص و عام — اسکا آغاز ہی انسان کا جو ہے انجام

خون سیاہی دم تحریر تعشق نظر آئے
خاک کاغذ ہو قلم سوکھ کے کانٹا بن جائے

گاہ دریا مین نظر آتا ہے وہ بنکے بھنور — موج بنکے کبھی قلزم مین یہ آتا ہے نظر
کشمکش جذب و مد شوق سے ہے آٹھ پہر — کبھی طوفان کی طرح جاتا ہے یہ سر سے گذر

ہو وہین ناکام دم تشنہ دہانی عشاق
ایسا ترسائے نہ مانگین کبھی پانی عشاق

بیقرار اسنے ہی سیماب کو کر ڈالا ہے — سم کا الماس مین قاتل نے اثر ڈالا ہے
رشک نیسان کو بنا اسنے گہر ڈالا ہے — سینۂ سنگ مین آتش کا شرر ڈالا ہے

ہے یہی کاہ ربا اور اثر مقناطیس
ورنہ ہے کون سلیمان کہان کا بلقیس

چاشنی قند مین اپنی کبھی دکھلاتا ہے — اور کبھی زہر ہلاہل مین یہ کڑواتا ہے
گہ نمک مین نمکین شور یہ بن جاتا ہے — ذائقہ بنکے ہر اک چیز مین در آتا ہے

مشک مین عطر مین گل مین یہی بو دیتا ہے
بنکے خنجر کبھی عاشق کا لہو لیتا ہے

راگ مین سحر کی دکھلاتا ہی گا ہے تاثیر — دام کاکل مین یہ دل کو کبھی کرتا ہے اسیر
طوق بنتا ہے گلے کا کبھی پا مین زنجیر — تیر مژگان سے کبھی کرتا ہے ظالم نخچیر

گاہ صورت کبھی سیرت مین یہ در آتا ہے
دل عشاق کو ہر طرح سے لیجاتا ہے

مہر تابان ہے کبھی چرخ یہ گہ ماہ تمام — گاہ ثابت ہے کبھی اختر [illegible] نام
کہکشان گاہ کبھی عقد ثریا خود کام — شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہ ہے شام

دل مین آکر نہین ممکن ہے نکلنا اسکا
ہے زمانہ کیطرح رنگ بدلنا اسکا

۱۰
عالم آشوب ہین اس عشق کے اسرار نہان
چاہتا ہون کہ کرون جاہ کا احوال عیان
تارہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان
دل یہ کہتا ہے کہ ہی عشق عیان کیا بیان

ابتدا دھوم ہے انجام کو بربادی ہے
شادی و مرگ اسی عشق مین ال شادی ہے

۱۱
سوتے فتنون کو یہ کمبخت جگا دیتا ہے
سرد سینون کو یہ دل سوز جلا دیتا ہے
خون دل دیدۂ عاشق سے بہا دیتا ہے
چاہ مین جاہ فرشتون کو جھکا دیتا ہے

زندہ مردے کو کرے معجز عیسیٰ دکھلائے
مردہ زندے کو کرے پھر اوسے زندہ فرمائے

۱۲
دام مین لاتا ہے یہ طائر دل کو دم مین
اس سے آخر کو زوال آتا ہے جاہ جسم مین
ملک دل کرتا ہے تاراج یہ فرط غم مین
ننگ و ناموس کو چھوڑا ہے کہین عالم مین

اس سے بدتر نہین دنیا مین کوئی بیماری
ہین مسیحا اسی آزار سے اب آزاری

۱۳
عشق جادو ہے کہ ہے سحر و طلسم و نیرنگ
اوسکو اعجاز مسیحا بھی ہے اب دیکھ کے دنگ
پانی ہو جاتا ہے اس عشق کی تاثیر سے سنگ
عجب انداز ہین اور اسکے نرالے ہین ڈھنگ

عرش سے فرش پہ لا جاہ فرشتہ کو جھکائے
فرش سے عرش پہ انسان کو جاہ پہونچائے

۱۴
معجزہ ہے کہ کرشمہ ہے کہ تسخیر ہے عشق
نقش جذب ہے کہ عمل لبط کہ تکسیر ہے عشق
کیمیا کہتے ہین جسکو شئے کو وہ اکسیر ہے عشق
نوجوان دل ہو مسخر ہون وہ تاثیر ہے عشق

قائم النار ہو سیماب تو کچھ دور نہین
شعلۂ عشق کم از برق سر طور نہین

۱۵
عشق صادق مین عجب ہے اثر جذب قلوب
کیون نہو جذب محبت سے مسخر محبوب

عاشقون کو بھی مگر چاہیے صبر ایوب
ہے رہ عشق مین اظہار محبت معیوب

جلوہ دکھلاتا ہے گہ طور پہ محبوب کی طرح
دل کو بہاتا ہے گاہے وہ رخ خوب کی طرح

عرش پر حضرت انسان کو دکھائی معراج
ہے یہی عشق کی سرکار مین مدت سے رواج
وصل بلقیس کا ہو جاے سلیمان محتاج
دین و ایمان و دل و جان سب مین شہ حسن کے باج

چاہ انسان کی چاہت مین فرشتون کو جھکائے
چاہ مین لا کے کبھی یوسف مصری کو گرائے

سہل ہو عشق کی تاثیر سے کار سنگین
نجد سے قیس کرے شوق مین طے حجر کی زمین
کوہ کن کوہ سے لائے کبھی جوئے شیرین
درد فرقت سے زلیخا کو معاً ہو تسکین

صبر عشاق کو کیا کیا نہ کرشمے دکھلائے
حور کو چاہیے تو جنت سے زمین پر آجائے

جسم مین عالم ایجاد کے یہ عشق ہے جان
شعلۂ طور ہے یا نور کہ مہر رخشان
روح ہے عشق خداداد جو ہے جسم و جان
سبب وصل خدا ہے یہی بہر انسان

لوگ کہتے ہین کرامات جسے ہے وہ عشق
سنتے ہین چشمۂ ظلمات جسے ہے وہ عشق

عشق کو نار اگر کہیے تو ہے نار خلیل
ہو اگر خاک بھی تو خاک شفا ہے بدلیل
آب فرماؤ تو ہے آبحیات اوسکی سبیل
ہے اگر باد تو ہے باد جناح جبریل

نفس ناطق اوسے سارے حکما کہتے ہین
عقل اول اوسے عاقل بھی بجا کہتے ہین

ہر فلک صفحہ ہر اک نخل قلم گر ہو جائے
گذرے گر نوح کی بھی عمر میسر ہو جائے
آب ظلمات سیاہی سے کوثر ہو جائے
عشق کا حرف بھی لکھیے تو وہ دفتر ہو جائے

حضرت عشق کی القصہ ہے آخر تقریر
عشق وہ چیز ہے سب کہتے ہین جسکو تاثیر

قد سبو زہرہ مری جاہ کا دم بھرتی ہے

نام تھا اپنا طرحداروں میں گھر گھر مشہور
سر میں تھا نشۂ جوانی کا تو سینہ میں سرور
آپ تھی حسن و صباحت پہ ہم اپنے مغرور
نام لیتے تھے حسینوں کا نہ حسن المقدور

روز آئینہ میں قدرت کے تماشائی تھے
رات دن شوق سے ہم شکل کے شیدائی تھے

رات محفل کا تھا با عیش و طرب یاروں سے
تھا تکلف نہ حجاب اور نہ ادب یاروں سے
روز نوروز تھا صحبت تھی عجب یاروں سے
ایک کا ایک ہمدم دل شاد تھا سب یاروں سے

رات مانند شب قدر گذر جاتی تھی
دن کے جلسوں میں کبھی عید نہ یاد آتی تھی

تمہید معاشقہ و بزم و باغ

ماجرا عشق کے آغاز کا اب ہو مذکور
عشق ہو آب و گل آدم خاکی میں ضرور
ہے مثل راست کہ تقدیر سے سب ہیں مجبور
جان برادر ہے یہ انسان کا نہیں مقدور

شدنی جو کہ مقدر ہے وہی ہوتا ہے
اپنی تقدیر کے لکھے کو بشر روتا ہے

حضرت عشق کی آمد ہے خبردار اے دل
طاقت و صبر و تحمل کو نہ تو ہار اے دل
آفتیں جھیلنی ہونگی تجھے ہشیار اے دل
قلق و رنج سے کرتا نہیں انکار اے دل

جور معشوق کے سب تجھکو اٹھانے ہونگے
اشک حسرت تجھے فرقت میں بہانے ہونگے

درد وہ آتا ہے جسکا نہیں درمان اصلا
صبح محشر ہے کہ دنیا میں نہیں جسکی مسا
غم ہے جسکا نہیں غمخوار جہان میں پیدا
ہے مرض جسکی طبیب نہیں عیسیٰ کو دوا

ہے وہ شعلہ جو بجھاؤ تو لپٹ اور لگائے
ہے وہ ناوک کہ نکالو تو کلیجہ نکل آئے

پھر جوان لیگیا محبوب کو اپنے ہمراہ
وادی عیش کی عیاشوں نے قصہ کوتاہ

طرح عشق دوسرا باب پریشانی معشوقہ کی زبانی

اوٹھ کے میں اپنی چھپرکھٹ کی طرف جبکہ بڑھا
پہلے کچھ آہ کی آئی مرے کانوں میں صدا
سانحہ کیا کہوں اوسوقت جو کچھ پیش آیا
دیکھتا کیا ہوں کہ افسردہ ہے اک ماہ لقا
ہے وہ جسوقت مسہری کا اوٹھایا میں نے
روتا دیکھا اوسے تب ماجرا پوچھا میں نے

ہچکیاں لینے لگی اور زیادہ رونے
تخم الفت کا لگی مزرع دل میں بونے
نازنین جان کو حسرت میں لگی وہ کھونے
بولی کیوں پوچھتے ہو چلے ہم بھی سونے
پہ یہ فرما کے گئے سب تو ہر اک یار کی ساتھ
اب رہا کون کہ بچائے پکڑ میرا ہاتھ

پیار کرتی ہو انھیں تمکو مری چاہ نہیں
کھا کے سوگند کہا میں نے کہ واللہ نہیں
آپ اتراتے ہیں یا عشق سے آگاہ نہیں
تمسے کیا رسم ہو خوابوں سے مجھے راہ نہیں
حال دل کہنے میں اغماض نہ ہو تو فرماؤ
بولی کہتی ہوں ذرا ٹھہرو مجھے پاس بٹھاؤ

میں نہ سمجھا کہ بناوٹ کی ہے اسکی تقریر
ہوتا عیار اگر میں بھی تو کرتا تدبیر
یعنی باتوں میں پھنساتی ہے یہ دام تزویر
میں نے پوچھا دل دشمن ہے کسکا نخچیر
ہنس پڑی اوٹھ کے مسہری میں مری آئی پاس
بولی کہتی ہوں لو اب جمع ہوئے میرے حواس

[illegible] وہ صورت آپکا شناسا میں تھی
دیکھکر آپکی ادا کھب گئی جی میں تری چھبی
یاد آتی تو عجب ہوتی تھی حالت دل کی
ضبط دلگیر نہ رہا صبر نے بھی رخصت لی
مر گیا جان کا لیوا تجھے کر کے مفتون

اپنی چوٹی یہ سو سے عشق کو قربان کروں

دل ہوا الفت پہ فدا تم ہنیں واقف پیاری
دن جو حسرت میں کٹا شام الم کی ماری

ہو کے خون رہ گئے آخر دل و جان بیچارے
رات بھر صبح ہوئی ہجر میں گن گن تارے

خاک میں آپ کی الفت نے ملایا جو بن
آتش عشق نے پھونکا دل و جان کا خرمن

۶۱

چوٹی اک کالی بلا سر پہ ہے میری اسوار
آستین کے ہیں وہ افعی جو گلے کے ہیں ہار

آ ہوے چشم ہوئی دام میں کاکل کی شکار
مانگ چوٹی ہے نہ کنگھی ہے نہ سرمہ نہ سنگار

بو سے کاکل سے دماغ اپنا اوڑا جاتا ہے
طائر حسن بھی جنجال میں گھبراتا ہے

۶۲

دم اڑ جاتا ہے اگر زلف میں دیکھا شانہ
کان کی بالیوں تک بار ہوا دُر دانہ

تاب سے ہے دل سودا زدہ بیتابانہ
ہے سدا گوش بر آواز دل دیوانہ

صاف تقدیر کا بل ہو گئی ماتھے کی شکن
خاک افشاں کی جگہ ملتی ہوں نہکر جو گن

۶۳

اپنے خنجر کو ہے اتنا تو خنجر سے گلا
آنکھ جب دن سے لگی پھر نہ لگی آنکھ ذرا

حیرت آنکھوں میں سمائی ہوئی ہے خواب کی جا
لی کبھی خواب میں کروٹ نہ کبھا یا مکھڑا

پیار سے شب کو نہ بستر پہ سلانے آئے
ناز کی خواب سے اک دن نہ جگانے آئے

۶۴

طائر رنگ نے بھی رخ سے کیا ہے پرواز
بے اثر ہو گیا نتھنوں کی پھڑک کا اعجاز

ناک میں دم ہے نہیں بھاتا ہے بینی کا فراز
نکہت اوس گل کی ہوا دیکھی کس دن دمساز

منہ سے چھوٹا سا بڑی بات ہے کہنا مشکل
چپ بھی بے ماجرا کہنے کے ہے رہنا مشکل

۶۵

رنگ پر سیب زنخدان کے اوداسی چھائی
نہ تو شانہ ہی پھڑکتا ہے نہ بازو ہی کبھی

جی میں آتا ہے گلو بند سے لیلوں پھانسی
ڈالدوں ہاتھوں کو گردن میں تری ہے یہ خوشی

مجکو چین آگیا اور راحت جان کو آرام

دیکھ خونریزی کو ناگاہ ہوا اندیشا
بہر معشوق قسمت سے مگر ہونا تھا

خون بہا دیکھیے اس خون کا دینا ہو کیا
پیار کر بوسہ لیے چھاتی سے لپٹا لپٹا

نازنین ہاتھ سے جھٹ پٹ لین بلائین اوسکی
آئین بتعریف یہ کرشمہ سے پنچی سی نظر

دیکھا گھبرا کے تو کچھ پنڈا اسے پھیکا پھیکا
سنسناہٹ ہے جو سینہ مین تو دل ہے ڈوبا

رنگ گلرنگ کا کافور ہے اور دم ہے فنا
نبضین چھوٹی ہوئی اور ڈھیلے ہین سب اعضا

پتلیان پھر گئین اور آیا ہے گردن مین خم
ہوش جاتی رہی دیکھا جو یہ غش کا عالم

عرق شرم مین ڈوبا ہوا پانی پانی
التجائین بھی کین اللہ سے منت مانی

دلمین پچھتاتا ہون کیا سخت ہوئی نادانی
پیار سے مین نے کئی بار پکارا جانی

ہون بجا ہوش تو سو بار وہ دی مجکو جواب
دیکھا بیخود اوسے گھبرا کے اوٹھا مین شتاب

کر کے تیمم وہین قرآن کی ہوا دی لا کر
پانی دم کر کے دیا تھا جو نہایت مضطر

اور ملی خاک شفا اوسکے دل و دیدہ پر
تیل مالش اوذرا اوتارا گہر و نقرہ و زر

اونکے اوپر سے کبھی پی گیا پانی کو اوتار
گہ مسہری کے پھرا گرد ہوا گاہ نثار

سکھ کے سر زانو پہ پھر بیٹھ گیا اونکے پاس
نکہت زلف پریشان ہی سے ہو جمع حواس

کھول کر زلف معنبر کی سنگھائی بو باس
کھول دی آنکھ تجھے بیچ مین دیکھا جو اداس

دل کو ڈھارس دیا فرمایا سنبھل کر کیا ہے
عرض کی مین نے کہان شکر ہے جو گذرا ہے

پھر تو اور اوسکو بڑھا مجھسے تعشق واہم
جا سے اٹھنا نہ تھی کیون دل کو نہ دل سے راہ

پھر تو مجکو بھی ہوئی یوسف ثانی کی چاہ
حسن تھا قدرت حق پڑ گئی تھی قدسی کی نگاہ

شکل وہ پاک کہ سو دل ہون تو کیجے قربان
جلوۂ حسن کہ غش سایہ پہ ہو وین پریان

سراپاے معشوقۂ اول

عمر سے بڑھ کے ہے اوس شوخ مین نازک بدنی
سخت مغرور ہے اور خو مین بہت کم سخنی
گل ہے رخسار لب لعل ہین لعل یمنی
حیلہ عادت مین ہے خصلت مین ہے تو بہ شکنی

حسن محبوب مین قدرت کا تماشا دیکھا
اک خدائی کو صنم کے لیے شیدا دیکھا

جذب الفت کا یہ عالم ہے کہ ہے عالم گیر
سحر باتون مین ہے اعجاز کی گویا تقریر
ایک عالم کو کیا حسن پری نے تسخیر
کوے محبوب مین رہتا ہے عجب جم غفیر

دل فریبی سے ہے خود رفتہ و وارفتہ عالم
کون دل ہے جہان مین جو نہین وقف ستم

ہمہ تن محو خیال رخ جانان ہین ہم
جب سراپا کے لیے مین نے کیا عزم رقم
دل کے آئینہ مین بھی ثبت ہے تصویر صنم
اور تری شیشہ مین پری آئی ادھر حور ارم

ہے قلم وصف سراپاے صنم مین جو روان
قلزم طبع مین مضمون سے بپا ہے طوفان

جب یہ چاہا کہ کرون وصف سراپا مرقوم
لیکے موجود سے افراد تھے جو جو معدوم
جلوۂ حسن مضامین کی بڑی ملک مین دھوم
سنکے فرمائشون کا سب نے کیا آکے ہجوم

ہر طرف سے مجھے آتے تھے برابر پیغام
سب نے بھیجی مجھے تشبیہ کو اکثر پیغام

خط فردوس سے مین خط مجھے رضوان نے لکھا
ورق گل پہ کیا صاف یہ تازہ انشا
نامہ بر ہو کے اوسے خلد سے غلمان لایا
ہے اگر مد نظر وصف کسی گلرو کا

بہر تشبیہ سراپاے قد جان جہان

گر ہون منظور تو لونڈ ہین حور و غلمان

۵۲

آن آمد ہی تھی حورون کی کہ با نفس نفیس
لکھہ پریان تھین سواری مین انیس اور جلیس
خط سلیمان کا سبھا لیکے سبا سے بلقیس
ہر سپہزادہ پر از حیلہ و مکر و تلبیس

سعی بلقیس سلیمان نے یہ کی تھی مسطور
لکھیے کچہ حسن کی اوصاف مین اسکا مذکور

۵۳

رشک سے قلزم و عمان مین جو اک موج اوٹھی
لعل نے بھیجے بدخشان سے بھی پیغام کئی
کھیپ بھجوائی پر از لولوئے لالا سے جبلی
گٹھری آہو نے بھی نافون کی ختا سے بھیجی

خضر بھی شیشہ ظلمات سے لائے پانی
لائے الیاس بھی یاقوت کئی رمانی

۵۴

رکھکے پھر آئینہ کی اہل حلب نے تقریر
کیجیے بیساختہ وصف آئینہ رو کا تسطیر
ہے صفائی کی اگر بد نظر کچھ تحریر
اوتر سے شیشہ مین پری کھینچے ایسی تصویر

لوح محفوظ سے خوبان جہان کا حلیا
عالم نور سے جبریل بھی لیکر آیا

۵۵

عین آنکھون کا تصور تھا جو منظور نظر
مرمٹو ہو گئی حیرت سے جو نرگس ششدر
سحر کا سامری نے رکھا یا چشمہ لاکر
چشم امید سے کی قطع نظر اوسنے اودھر

چشم زخمی سے ہوا آہوے چین کے بسمل
چشم پوشی سے مرے ہوگئے بادام خجل

۵۶

فکر و اوہام یہ بیجا تھی خیالات فضول
لاوبالی ہیان فرمائشین کب ہین مقبول
مختصر وصف سراپا کا ہے لاطائل طول
ایسی تشبیہون سے ہے ذہن رسا سخت ملول

اوسکا وہ حسن خداداد ہے ماشاء اللہ
ہین مہ و مہر فروغ رخ روشن پہ گواہ

۵۷

ہاتہ کنگن کا بھلا آرسی کا ہے محتاج
کھوٹی چیزون ہی مین ہوتا ہے تکلف کا رواج
زنگ رو سے رخ زیبا کو نہین ہے معراج
تسے کرتا ہون مین اے اہل سخن استمزاج

جبکہ ممدوح کو پروا سے تشابیہ نہو
خود جو ہو ضرب مثل پھر اوسکی تشبیہ بھی ہو

۸۸
کرکے یک لخت میں اب قطع نظر اس رعنا
چشم پوشی کروں تشبیہوں سے از سرتا پا
قلم انداز کروں یک قلم اونکو بخدا
حق بجانب ہے سراپا لکھوں جیسا دیکھا

بندۂ منت کش رضوان و سلیمان نہوا
شکر خلاق کہ شرمندۂ احسان نہوا

۸۹
آفتاب فلک حسن ہے وہ ماہ لقا
ماہ کامل ہے کہ ہے برج شرف کا تارا
مطلع حسن ہے یا جلوۂ طور سینا
الغرض نور کا عالم ہے عجب صل علی

خوبی و شوخی و حسن و رخ زیبا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

۹۰
واہ کیا حسن خداداد دیا اوس گلرو کا
ہے اوسی غیرت بلقیس پہ عالم شیدا
طشت از بام ہوا حسن کا اوسکے شہرا
جابجا دیر و حرم میں ہے اوسیکا چرچا

پیر گردون نے کہاں دیکھا ہوا اوسکا ثانی
خاک بر سر ہو اگر دیکھ سکے خاکہ مانی

۹۱
قد ہے مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا
شعر کامل ہے ہوا ملکے مثلث خمسا
بیت ابرو کی ہے تضمین سے مسجع ایسا
نہ رہا سجع معلق کو ذرا بھی رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آئی تو ڈھونڈھوں مضمون
شعر باریک کروں موے کمر کا موزون

۹۲
قامت راست کو شمشاد کہوں دلبر کے
یا کہ دوں سرو کی تشبیہ قد جانان سے
الف نور لکھا ہے ید قدرت نے ولے
قامت یار کو زیبا ہے قیامت کہیے

فاختہ سرو رواں کہکے پکاری کو کو
بولی حق سرۂ قمری یہ ہو گویا جادو

۹۳
رات تو سوچ میں شب تار میں میں نے مضمون
جیسے لیلی کے تصور میں ہو حیران مجنون

۹۹

کیا اوڑا لیگئی کاکل کی صبا مشکین بو
پھرتے آوارہ وحشی ہین خطا سے آہو
ناز نافہ کو ختن مین جو ہوا ہے ہر سو
سو بسو پھرتے ہے مامور ہین موے گیسو

زلف جادو کا اگر سایہ پری پر پڑجاے
نقش تصویر ہو تصویر سے سایہ نظر آے

۱۰۰

حال زلفون کی پریشانی کا کچھ بھی کہیے
نہ بنفشہ کو نہ سنبل کو ہے نسبت اوس سے
نکھر کر دل غنچہ مین دندان ہین زبان بھی اوجھے
اوسکے جنجال مین دل سیکڑون اولجھے دیکھے

لاکھ مشاطہ سر شام سے سلجھائے
دل عاشق کہین ممکن ہے کہ باہر آئے

۱۰۱

رات چوٹی ہو تو ہے ماہ جبین ماہ مراد
صبح صادق بھی اوسے کہتے ہین اہل اوراد
وہ ہے واللیل یہ والشمس کی تفسیر یاد
سورۂ نور کا مطلع ہے وہ بالرب عباد

حسن مطلع ہے جبین اور ہے مطلع ابرو
ابرو محراب حرم کی ہین تو آنکھین آہو

۱۰۲

اژدہا چوٹی ہے کافر ہے بلا سے جادو
دام دلکش ہین بلا کی وہ پریشان گیسو
کاکلین سانپ ہین اور زلف چلیپا بچھو
ہوگئے صید و شکار اونمین حرم کے آہو

خم کاکل نے تو پھندے مین پھنسائے یہ غزال
آہوے چشم کو ہے زلف کا جال اک جنجال

۱۰۳

عید کا چاند ہے یا ہے وہ جبین مہ پارا
صبح صادق ہے شب قدر کی یہ نام خدا
افق مطلع انوار سے یا جلوہ نما
ہے مہ و مہر کا نور اوسکے مقابل پھیکا

حرف تقدیر نظر آسکے تہ پیشانی
ہے سکندر کا بھی اب آئینہ پانی پانی

۱۰۴

دامنی ماتھے پہ زیبا ہے بصد خوش وضعی
چاند کا ماتھا ہے ٹیکے پہ ہے تارا چمکتی
جس طرح گرد ہو مہتاب کے ہالہ کوئی
زلف سے تا بکمر لٹکی ہے موتی کی لڑی

مانگ گیسو ہو تو ہے کینچلی سلک گوہر

ہے وہ انداز حسینوں کا تو یہ ہے زیور

۱۰۵

بحر خوبی کی وہ موجین ہین کہ ہین چین جبین
چاند تارہ کی عجب ہے یہ ماتھے کے قرین
رشک سے ماتھے کو پکڑا ہے پھر لعبت چین
ہے جو یہ ماہ تو وہ صاف ہے عقد پروین

عرقِ ناصیہ کے قطرون سے یہ پیدا ہے
چرخ خوبی کا یہ ثابت ہے وہ سیارا ہے

۱۰۶

ہین کمان ابروے خمدار نہین شک اصلا
برق سان جنبش ابروی صنم ہے گویا
قاب قوسین سے بھی بڑھکے ہے اونکا رتبا
چلہ کش گوشۂ خاطر سے بھلا اونکی کیا

وہ کمان ہے تو نگہ ناوک صید افگن ہے
لب معشوق ہوا اس تیر کو یہ قدغن ہے

۱۰۷

آہوے ناز بعینہ ہین وہ چشم جادو
تازیانہ ہوا دنبالۂ سرمہ ہر سو
لوگ کہتے ہین اوسے ابلق ایام ہے تو
سرنگین آنکھین ہین آہو تو وہ شاخ آہو

مردمو شیشے مین اوتری ہے بعینہ پری
چشم بد دور ہے یا مردمک چشم اونکی

۱۰۸

چشم ابیض مین نہین ہے یہ رگون کی سرخی
آنکھ محمل ہے بعینہ تو ہے پتلی لیلی
ہے خط شنجرف مین تفسیر لکھی بیضاوی
ماہ دو ہفتہ گہن مین ہے یہ چھپتی ہے نہی

ہے نظربندی کہ پتلی کا تماشا ہے آج
یا یہ پریون کو ہوئی عرش برین پر معراج

۱۰۹

چشم انصاف ہے ہم چشم سے مردم کو مدام
نام سے نرگس بیمار کے ہوتا ہے زکام
چشم جانانہ کو بھی مغز ہین کہتے بادام
صاد ہم اوسپہ کرین جو لکھی تشبیہ تمام

وصف تھا دیدۂ خودبین کا مجھے مدنظر
دھیان مین چشم تغافل کے رہی کچھ نہ خبر

۱۱۰

حسن کی ناک ہے بینی کا کہون کیا انداز
بینی و رخ مین ہے خوبی کا نشیب اور فراز
سحر فتنون مین اگر ہے تو ہے یکتا مین اعجاز
پست خودبینون کا ہے سامنے جسکے ناز

اوسکی خودبینی سے عشاق کا دم ناک مین آئے
اور جو خودبین ہون تو وہ ناک چنے ہی چبوائے

۱۱۱

دیکھ مجنون کی پھڑک ہو دل عاشق بیتاب — مرغ بسمل ہے یہ پہلو مین کہ ماہی بے آب
آتش حسن جو شعلہ ہو تو دل ہے سیماب — دونون منظر ہین حرم کے لیے باب الابواب

کعبۂ ابرو کا ہے کوہ صفا سے رستا
قائم حسن کا اس پل سے گذر ہو سیدھا

۱۱۲

معجز فکر ہے یا معجزۂ پیغمبر — طشت از بام ہے یہ مخبر صادق کی خبر
شق کیا آپ نے انگشت مبارک سے قمر — یہ وہ ہے مظہر اعجاز ہے روی انور

ماہ دو ہفتہ دو حصہ ہو وہ چہرہ الحق
درمیان بینی ہے انگشت ہو اس سے شق

۱۱۳

گورے گورے سے وہ رخسار ہین نازک از بس — عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو جسکے ہوس
صفت ہر جان کی عوض بھی جو میسر ہو مس — بل پڑے [illegible] ڈھلکا ہی پڑتا ہے جوانی کا رس

دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علا
رنج سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

۱۱۴

صورت گلقند نما ہو گئی تختی لوزات — تنگ شکر ہے دوات اور قلم شاخ نبات
[illegible] یوسف مصری کی نبات — ہین یہان قند مکرر لب شیرین کی ذات

بوسہ لعل لب شیرین دہنان کا لیجے
طائر روح کو زنبور عسل کا کیجے

۱۱۵

لعل سے دے سکے نہ تشبیہ لب جانان کو — ہے کہان اوسمین یہ لطف اور تبسم [illegible]
[illegible] لب کو نہ حیوان [illegible] — دانت کھٹے ہوے فرہاد کے شیرین سی [illegible]

لب بلب ہون تو مزا قند مکرر کا آئے
جان [illegible] ہون تو وہ لب معجز عیسی دکھلائے

۱۱۶

لب ہین اعجاز مسیحا ہی [illegible] عیسی — واہ کیا خوب تبسم ہے یہ مضمون [illegible]

بو ہی غنچہ مین نہان یا ہی یہ ہونٹون مین ہنسی — ہی حیا آنکھون مین یا بند ہی شیشہ مین پری

لب مین جو بات ہے کب قہقہ دیوار مین ہے
بوسے خوش ایسی کہان غنچۂ گلزار مین ہے

۱۱۷

ہے عجب نکتۂ موہوم یہ پیرو کا دہن — بالیقین غنچہ ہے گویا دہن رشک چمن
برگ گل لب ہین دہن ہی جو رگ برگ سمن — قافیہ تنگ ہی خاموش نہین جای سخن

کب سکندر کو ملا قطرۂ آب ظلمات
خضر رہ خضر ہوا ہاتھ نہ آیا ہیہات

۱۱۸

ہے زبان ہندی لسان کا نیا ذکر بیان — ہے زبان زد وہ زبان جسکی فصاحت ہی بیان
لال ہو جاے زبان گو ہی بلبل لسان — عربی مین او سے کہتی ہین فصیح اہل زبان

ہند کیہ ناطقہ بلبل شیراز نہین
طوطی ہند کو لکنت ہے یہ آواز نہین

۱۱۹

گال مین اونکے قیامت وہ گلوری کا ابھار — شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منہ مین چبانا ہر بار — پھر او گال اونکا نہ دینا وہ دم بوس و کنار

رنگ پان پر دل عالم تو ہوا ہے کے حنا
اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا

۱۲۰

وصف دندان مین گیا جیسے مرا فکر قیاس — فق ہوا نور جو انجم کا تو کافور او داس
دانت لولو کا ہی جب روز سے ٹوٹی ہی آس — سخت حیرت مین ہی انگشت بدندان الماس

ایک بوسہ لب و دندان کا ہے لینا منظور
لڈو مرغوب ہین رعنا کو مگر موتی چور

۱۲۱

قد الف شین کی دندانی وہ دندان ہین تمام — لام ہوتی ہین نہین کاکل پر خم کے کلام
اک الف بنتی ہی تشبیہ دہن میم سے تام — مسلمو نام خدا سے وہ مجسم اسلام

ابروی یار تو ہین کعبۂ دل کی محراب
عاشق روے کتابی ہون کیون اہل کتاب

۱۲۲

ذقن اوس سرو سہی کا ہے عجب چاہ جنان
غرہ حسن کے باعث ہے چاہ کنعان

نخل آزاد ٹھہرا یا پھیلا سرو روان
چاہ مین ڈوبا زلیخا کی مین یوسف جوان

تہ سفینہ عجب کی کہین ہے یہ وہ گرداب بلا
خضر سے کہدو کہین نوح نہ کھائین غوطا

۱۲۳

بوسے کر دلی وہین مجھسے لگا کان ہر کان
گل رضوان نے عجب آج کیے ہین ارمان

کان دھر کر جو سنو تم تو کرین راز بیان
کرتے ہین حلقہ بگوشی تری حتی الامکان

نسبت گوش گل خوبی سے کیجے اقرار
کان پہ ہاتھ کو رکھکر کیا مین نے انکار

۱۲۴

گوری گردن ہے کہ بلور ہی سانچے مین ڈھلا
موتی مانند صراحی ہے گلے کا منکا

گل تر جیسے وہ گلو شاخ گل اور قد طوبی
عاشقون کو ہے یہی تار نفس دم دھاگا

غنچہ ہاے دل عشاق مین گردن کے ہار
عشق مین اوسکو مجھے پھانسی ہے تار زنار

۱۲۵

سخت حیرت ہے مجھے بلکہ عجب کا ہے مقام
حسن محبوب جو کعبہ ہے تو وہ کفر و ظلام

گردن اور بازو پہ رشتہ ہے بندھا نیلی فام
کفر کعبہ سے جو اوسے تجھے تو کہان پھر اسلام

ہے تعصب مجھے مین اوسپہ جلاؤن گنڈا
کفر و اسلام کا اس رنگ سے توڑون رشتا

۱۲۶

اوسکے شانون سے عجب شان خدا ہے پیدا
ہاتھ ہین حور و پری نے کیے یا شہپر وا

جی اوٹھون گر وہ سموئے [illegible]
صاف بلور کی ہے شاخ کلائی گویا

ہاتھ ہین نام خدا قدرت حق کی صورت
ہاتھ گر ہو سچا تو مین جو مونگا یہ قدرت

۱۲۷

دست رس آج مری طبع کو ہے دست بچیر
کون کافر اوسے کہتا ہے صنم صاحب دیر

بوسہ دست دکھا دیتا ہون مضمون کی سیر
دست آویز یہ اسلام کی ہے کفر سے غیر

دیکھیو مومنو با دیدہ حق بین پنجا

لفظ اللہ کا لکھا ہوا ہے نام خدا

۱۲۸

یار کے دست نگارین پہ نہین رنگ حنا
ہاتھ مل دل ہوے خون ہاتھ نہ آیا اوسا
خون بہا دزد حنا نے ہے یہ قاتل سی لیا
اونچی نور ہتھیلی وہ شفق سے ہے حمرا

روز روشن مین یہ اندھیر کہ شب خون مارا
کہدو والی ہے شہ حسن کی اے دزد حنا

۱۲۹

ناخن ابیض و شفاف و مصفا اوسکا
لال ہے رنگ حنائی سے کہ یاقوت ٹکا
آب اور تاب مین وہ مہر تو ہیرا ذرا
چرخ خوبی کا بنا چاند جو ناخن ترشا

عقدۂ فرقت عشاق کے کھولے ناخن
اوسکی الفت مین کبھی حور و پری تنگی ہین

۱۳۰

دست محبوب کا جب مین نے کیا وصف تمام
آئین لینے کو بلائین مری پریان گلفام
قاف تک سنت بہ سنت اوسکا ہوا شہرہ عام
ہاتھ جھٹکا تو چٹخلین لگین دینے دشنام

ہاتھا پائی مین مرا ہاتھ بچا ایک جو پڑا
سیب پستان پہ پڑا دم مرے ہاتھ آیا

۱۳۱

گول گول اوبھرا اکڑا اونچا نکیلا سینہ
صاف باطن ہے وہ سینہ صفت آئینہ
گنج خوبی کا ہے وہ مہر ہے گنجینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ

حسن و خوبی سے ہین یہ دونون خزانے معمور
وہ سی معمور ہین جوبن سے سراسر پر نور

۱۳۲

محرم راز سے در پردہ ہے وصف انگیا کا
دم کے رنگنی سے یہان بند ہوا اک ڈھیلا
حال مشاطہ سے سخت اوسکی کساوٹ کا کھلا
طائر حسن ہے وہ کہتی ہین جسکو چڑیا

ٹوٹ جانے کی ہین سا بھنگیا اوسی جال مین ہم
آب و دانہ کی بنا ہین سگے کٹوری محرم

۱۳۳

مرغ دل کے لیے ٹھہرایا جو اوسکو جوڑا
طائر روح ادھر مائل پرواز ہوا
مرغ بسمل کی طرح شوق سے تڑپا پھڑکا
ایک مادہ کو جو نر سے پڑا ہے پالا

جان و دل دونون کی آتی نہین اب خیر نظر
بنکے صیاد شکار آپ ہوے چڑیا پیر

۱۳۴

مدتون وصل مین اوس سینہ سے پایا ہی سرور
گات کو کول مین بھر بھر کے دبوچا ہی ضرور
برسون فرقت مین کیا کوٹ کی چھاتی کو چور
آج خمیازۂ عسرت سی ہین دل مین ناسور

بے کٹا دل کیے اوس سینہ کو چھاتی سی لگا سے
شوق کی فرط سے مشتاق کی چھاتی پھٹ جاے

۱۳۵

بدھیان پھولون کی کیا دیتی ہین سینہ پہ بہار
رشتۂ جان کی یہی ہوگیا دلکش زنار
بلبل دل کی نظر مین گل گلزار ہیے خار
سینہ نارنج ہیے یا سیب بھی ہی کہ انار

دل ہی یوسف کی طرح ایک خریدار کئی
ہیے انار ایک مگر اوسکے ہین بیمار کئی

۱۳۶

رشک نرمی سے ہوا میدہ کا آٹا گیلا
جان دے مر مر کے اگر دیکھ لے مرمر وہ صفا
رنگ قاقم کا مکدر ہیے قمر کا پھیکا
قلزم نور شکم ناف ہیے گرداب بلا

بحر خوبی ہیے صنم صاف شکم عین حباب
فرش ہو جاسے بچھری پیٹ کو بکٹی سیماب

۱۳۷

وہ تراقہ کی ہبنت دار رنگیلی انگیا
چشمۂ نور مین ہیے یا جال شعاعی پھیلا
کرتی جالی کی اور اوسپر وہ سنہری لچکا
کہ گدگدی پیٹ کی لیتی ہی پھر کا پھر کا

اونچی کرتی سے شکن صاف نظر آتی ہی
لین جو انگڑائی تو تصویر سی کھنچ جاتی ہی

۱۳۸

کمر سلک مین آئیگا نہین گر لچکا
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
پھر نزاکت کا یہان نام لیوے جیتا

گر نہ ہاتھ آسکے کہ ہو وصف کمر کو اغماض
خالی اک سطر کی جا چھوڑ رکھون صاف بیاض

۱۳۹

قافیہ تنگ ہی شاعر کا دو مصرعون ہی سوجھا
سعد شیخ گوہر عشرت ہین ہم دو یکجا

غنچۂ باغ جناں ہے نہ لگی جسکو ہوا | دوں وہ تشبیہ کہ حسنت کہو سنکے حیا

پاک دامان صبا کا ہے یہ گلپیر سا یہ
عکس پا شیشہ میں ہے چشم پری کا اوترا

۱۴۰

کوہکن لایا تھا جسکو وہ ہے جوئے شیریں | سنگدل اس شوخ کی ہیں کوہ ہے وہ دونوں سرین
زینت کرسی و ہم مسند عشرت و تمکین | گو ہیں جو بیٹھیں تو عشاق کو آئے تسکین

گدگدی سے نرم ملائم ہیں صفا میں صندل
غیرت قاقم و سنجاب و سمور و مخمل

۱۴۱

ران کے وصف میں حیران ہوں از سرتا پا | نسبت نقرہ و بلور نہیں ہے زیبا
ران کا زانوں میں ہے خواب خیال ار تعش | ران کی یاد نے مچھلی کی طرح تڑپایا

سخت بیدار ہیں تو رکھیں گی ہم ران پہ ران
طالع خفتہ اگر ہیں تو رہیں گے ارمان

۱۴۲

یا تو سر فخر سے سر رکھتی ہیں سر خیل بتاں | گلشن دہر میں کیا خوب ہے یہ سرو رواں
نقش پا قبلہ نما ہے یہ ہے اپنا ایمان | ملتے ہیں پاے صنم آنکھوں سے حور و غلمان

سجدہ گاہ ملکوت اوسکا ہوا پا انداز
ٹھوکروں میں ہے مسیحا کا مرا پا اعجاز

۱۴۳

دیکھنا چاہیے لیلے کو بچشم مجنوں | اوسکا سایہ ہے پری بنکے اوسی پیتون
معجز عیسی مریم کا ہے رفتار سے خون | جھوٹا سحر اور اٹھکھیلیوں کی چال فسون

کیسی مستانہ قیامت کی چھبیلی ہے چال
کبک اور ہنس ز خود رفتہ ہیں آہو پامال

۱۴۴

ہاتھ اک کولہے پہ اور ایک ہو بالاے دہان | کب لچکتی ہوئی اوس چال سے ہو دل کو امان
سینہ ابھرا ہوا اگر دنیں خم اور کچھ خندان | تکتی دزدیدہ نگاہوں سے حیا سے [illegible]

پاؤں ٹھکرا کے جو پازیب کی جھنکار کرے
خفتۂ خواب عدم کو ابھی بیدار کرے

۱۴۵

خواہش پردہ ہوا جب آئینہ زانو کا
آپ آئینہ سے پانی ہو بہت سا جاتا

سر کو بل چھپا کے آئینہ سکندر آیا
ڈوبتا چشمے مین پانی بھی نہ یوسف کو ملا

آئینہ رویون سے یون نسبت زانو ہے عیان
آئینہ داری سے جس طرح حضور کو ران

۱۴۶

شوخ ستاخ ہے وہ کافر ہے بین عیار
ہے قیام اوسکا قیامت تو بلا کی رفتار

رام اوس بت سے کبھی زاہد و مومن دیندار
ستم و جور و جفا سب کے نرالے اطوار

ڈھنگ ہین ساری نئے عجب نئی انداز نئے
طور تازہ ہین کرشمہ ہین نئے ناز نئے

۱۴۷

ربا معشوق اور وہ پر ہو وہ اپنا مفتون
عیش ہی وصل ہی خلوت ہی وہ ہین اور ہین ہون

کس زبان سے کہو اللہ کا مین شکر کرون
اونکا مین بندۂ احسان ہون وہ میرے ممنون

اتفاقون مین طبیعت کے ہی کچھ لطف عجیب
خوش نصیبی ہے کرے جسکو اللہ نصیب

بنیاد مفارقت و بحث نائکہ و حال فراق و وصال

۱۴۸

میرے اور اوسکے جو آپس مین بڑھا یارانہ
مین اگر شمع تو دلسوزی سے وہ پروانہ

اک زمانہ مین وہ گھر گھر کا ہوا افسانہ
وہ جو لیلی تو مین مجنون کی طرح دیوانہ

آفت جان ہوئی میرے لیے اونکی شہرت
ایک عالم ہوا مشتاق جمال صورت

۱۴۹

نائکہ کو جو ہوا حال یہ سارا معلوم
جبین اتر گئی سمجھی مرے جاگی معصوم

دیکھا عشاق کا رہتا ہی سر راہ ہجوم
آیا حرافہ کے دل مین یہ خیال مذموم

پڑ گئی گھر مین تو بس ہو گئی خانہ برباد
آج سے آمد و شد سمجھے موقوف اوستاد

۱۵۰

تھا ہر اک جمعہ کو گھر جانیکا اونکا دستور
سر کے حمام چلی آتی تھین ہفتہ کو ضرور

ہفتہ بھر گذرا یہ آنیکا وہاں کیا مذکور　　دل میں حیران ہوں کہ ایسا ہوا کیا مجھ سے قصور

آدمی جاتا ہے پر اوس سے ملاقات کہاں
نائکہ بھولی ہوئی بیٹھی ہے وہ بات کہاں
۱۵۱

گاہ یہ چال کہ درگاہ کو جاتی ہیں وہ　　اور کسی روز یہ کھٹراگ کہ گاتی ہیں وہ
گہ عمل گاہ یہ جل جاپے آتی ہیں وہ　　کبھی یہ غیل کہ موقع نہیں پاتی ہیں وہ

قصہ کوتاہ کہا صاف ہوا جب اصرار
وہ نہ آئیں گی کہو اب نہ بلائیں زنہار
۱۵۲

خانگی رکھ لیں نہیں شوق سے کرلیں شادی　　کسبیوں کی نکریں گھر کی مگر بربادی
کھل گئی اونکی مجھے خوب سب استادی　　ایک تنخواہ کی تھی جسکے سبب یہ سب جلادی

ناچ مجرے سے گئی شہر کا ملنا چھوٹا
کیا ملاقات کرے قہر خدا کا ٹوٹا
۱۵۳

وس بھلے آدمی آن آن کے پھر جاتے ہیں　　سب رئیس اور امرا شہر کے بلواتے ہیں
کہیں آ آکے برا کہتے ہیں شہر ملتے ہیں　　طعنہ سازندوں کو دن آئی کسی بھاتی ہیں

دین دنیا سے گئی مفت ہوا گھر برباد
کہدو سرکار سے لونڈی کو کریں اب آزاد
۱۵۴

ماربے بصری کی ان چھوکریوں پر آمیں　　لٹو ہو جاتی ہیں دیکھا جو کہیں مرد حسین
اور جو خاطر کی تو مردار پھر آئی میں نہیں　　ملگیا ڈھنگ کا جو عیاش تو اوسکی ہو لیں

بس خدمت تو کہاں خاک وہ کردیں گھر کو
بیٹھتی لاکھ پھرے نائکہ اپنے سر کو
۱۵۵

سبز باغ اونکو دکھا دیتی ہیں کیسا عیار　　کسبیاں ایک ہیں عیاش مگر ہو مکار
زر سے زیور سے اطاعت سے وہ ہیں بیمار　　بات جب کوئی نہیں آئی بنے عاشق زار

مرچرائیں کریں جی جان سے صدقے ہو جائیں
الغرض لاکھ جگت پیچ کریں گھر میں بٹھائیں

۱۵۶

اونکو یہ قید کہ گھر سے نہ نکلنے پائین
گھر مین جو چاہین کرین لیک نہ باہر جائین
در کجا تا بہ دریچہ بھی نہ ہرگز آئین
نام بھولے سے بھی میرا نہ زبان پر لائین
قفل ڈیوڑھی پہ سرِ شام سے پڑ جاتے ہین
غیر دڑّا نے مگر شوق سے در آتے ہین

۱۵۷

نا نگہ سخت وہ بد ذات کہ خالق نہ دکھاے
لپکے سنکر ہو اگر پانو پڑو سر ہو جاے
سیدھی گر ایک کہو اوس سے تو سو ٹیڑھی سناے
موت بھی تو نہین خرّانٹ کو آتی ہے ہاے
ہین وہ مجبور ادھر اور ادھر مین حیران
وہ ہین مشکل مین گرفتار یہان ضیق مین جان

۱۵۸

طمع کر دیجیے تو کان نہین دھرتی ہے
فعل مختار نہ ہو جاے یہی ڈرتی ہے
اور سمجھائیے تو بات نہین کرتی ہے
نام میرا کہین آجائے تو بس مرتی ہے
کارگر ایک بھی زنہار نہ تدبیر ہوئی
مجھسے برگشتہ ہی آخر مری تقدیر ہوئی

۱۵۹

بچھڑا محبوب جو یک لخت مرے پاس سے آہ
دولتِ صبر و تحمل ہوئی فرقت مین تباہ
لٹ گیا کشورِ دل لشکرِ غم سے ناگاہ
درد و غم نے دلِ ناشاد سے پیدا کی راہ
بہہ گیا خون جگر آنکھ سے دریا ہو کر
جان بھی تن سے ہوا ہو گئی شعلا ہو کر

۱۶۰

غمکدہ ہو گیا بے یار کے خلوت خانہ
عرض کی صبر نے رخصت کا سلے پروانہ
مین ہون تنہائی ہے دلدار کا ہے افسانہ
عقل بولی چلو آباد کرو ویرانہ
چھوڑ کر جان حزین ہو گئے غمخوار جدا
بخت برگشتہ ہوے جب سے ہوا یار جدا

۱۶۱

حال زار اپنا وہ پر غم تھا نصیب اعدا
اور سے غم اونکا دوبالا کہ نہ دیکھا نہ سنا
سینے دشمن کی بھی دشمن کو نہ دکھلائے خدا
اونکو غم میرا مجھے اونکا قلق صبح و مسا
ہون جب اک جان دو قالب تو نہون کیون مغموم

وہ مرے دید سے مین وصل سے اونکی محروم

۱۶۲

فرط غم سے نہین رہتا ہی جو دیر قابو
ضبط گریہ سے دم آتا ہی نکل تا بہ گلو
دل بھر آتا ہے تو روتی ہین وہ آنکھ بھر بھر کے
غم ہے یون دل مین نہان [illegible]

شمع و شمع صفت رات کو ہی زار و نزار
دن کو ہین ابر بہاری کی طرح اشک کے تار

۱۶۳

نقش حسب لکھتا ہون پڑھتا ہون کبھی اعمال
بیچ والون کو کبھی زر سے کیا مالا مال
اور بلاتا ہون نجومی کبھی گاہے رمال
تا ہو پیدا کسی صورت سے کوئی شکل وصال

نقشین مانین بہت چلے بھی کھینچے اکثر
التجائین بھی کین مردان خدا سی جا کر

۱۶۴

وہ پریشانی کہ اظہار نہ دشمن کو دکھائی
اختیار اپنا جو دل پر ہو تو سب کچھ بن آئے
وہ مصیبت کہ خدا اوس سے عدو کو بھی بچائے
دل ہی پہلو مین نہو اوسکو کوئی کیا سمجھائے

جان قالب مین کہان جان جہان جب سے نہین
آسمان ٹوٹ پڑا تنگ ہوا صحن زمین

۱۶۵

آخر کار محبت نے دکھایا ہے اثر
غیب سے آکے یہ اک شخص نے دی مجکو خبر
عالم یاس تھا اور آگیا تھا دم لب پر
فعل مختار عدالت مین ہو [illegible] وہ [illegible]

لیجئے راستے مین وہی خیر سے لائین تشریف
دوڑ کر چھاتی سے لپٹا کے بہت کی توصیف

۱۶۶

روئی دل کھول کے خوب اور بلا گردان بھی
فعل مختاری پہ تھوڑی ہوئی کچھ نازان بھی
کچھ خجل نائکہ کے جبر سے اور نالان بھی
عذر کچھ شکر گئے پیار کبھی احسان کبھی

شکر خالق کیا اونپر سے تصدق اوترا
آکے زہرہ نے کیا چرخ برین سی مجرا

۱۶۷

پھر وہی حسن وہی لطف وہی عیش مدام
خلوت آٹھون پہر اور بند در خاص و عام
راحت جان کا آنا تھا کہ آیا آرام
نہ ملاقات نہ دربار نہ مجرا نہ سلام

چالیہ کر سے کرنے لگی چھپ جالیہ پن

۱۷۳

اختیار اوسنے کیے جبکہ یہ فعل اور کرتوت
آگیا طیش چڑھا غصہ کا سر پہ جب بھوت
پھر تو بین سنے بھی بہر طور کرا کے کا ثبوت
ضبط کی تاب کسی دم کہاں کیسا سکوت
دل سے تنگ آکے کہا صاف کرو جو چاہو
منہ نہیں دیکھوں گا رادھا کو اب بس یاد کرو

۱۷۴

نالہ و آہ پریشانی و اندوہ و بکا
غصہ و حسرت و افسوس سہیں مطلب کیا
صدمہ و رنج و قلق درد و ملال و ایذا
کیوں عبث کھوئیں دل و دولت و دین ننگ و حیا
کیوں کسی کافر ہرجائی سے دل کو اولجھائیں
نام عیاش ہوا اور رنج سہیں کوفت اوٹھائیں

۱۷۵

ننگ و ناموس و حیا غیرت و عز و اکرام
مال و جاہ و حشم و دولت و دین اسلام
دین و ایمان دل و جان راحت و عیش و آرام
سب کو برباد کریں اور پھر اوس کے لئے بدنام
نقد جان دیکے کبھی ہم نہ خریدیں جھگڑا
چاہ کا رکھتی ہے یوسف سے زلیخا سودا

۱۷۶

یاد وہ روز ہیں یا بھول گئے ہو فرماؤ
پردہ رہنے دو زبان دیکھو نہ اب بھی کھلواؤ
یاد الفت کی کرو مکر کی باتیں نہ بناؤ
دور ہو جاؤ چلو آج سے بس منہ نہ دکھاؤ
یہ مصیبت تجھے تقدیر سے پیش آئی تھی
آدمیت تجھے سکھلا کے دغا پائی تھی

۱۷۷

یہ تو فرماؤ پہ ناز و ادب سنا یا کسنے
سبق عشوہ و انداز پڑھایا کسنے
چھب ادا ناز و کرشمہ یہ سکھایا کسنے
طرز دلداری عشاق بتایا کسنے
میری چاہت سے ہوا نام ترا طشت از بام
مجھسے تھی گرمی بازار تری اے خود کام

۱۷۸

بے تمیزی کا ترے شاہد و واقف ہے جہان
چال بھی سنبھال تھی یہ چھیل چھبیلا پن تھی کہاں
بات کا بھی نہ سلیقہ تھا تجھے اے نادان
اب یہ اترائی کہ سارے وہ بھلائے احسان

ہان مگر صدقہ مین رعنا کی یہ رعنائی تھی
خوش نصیبی تری واللہ یہان لائی تھی

۱۷۹

کیا تم ایسے تھے لکھا مین نے سراپا جیسا — شعرا کاہ کو چاہین تو بنا دین طوبیٰ
تم گریبان مین منہ ڈالکے دیکھو تو ذرا — تھا مرے سحر بیانے سے تمہارا شہرا

جی مین آتا ہے تری صاف حقیقت کہدون
پھر یہ کہتا ہون کہ کیا واسطہ لعنت بھیجون

۱۸۰

تو ہمارا ہے بہت روز سے دیکھا بھالا — ہم سلامت ہین تو تجھ ایسی ہون لاکھون پیدا
تو تو کیا مال ہے کیا چیز ہے اور کون بلا — گر پری ہے تو ارے چھوڑ دین اسکا سایا

آئینہ لیکے ذرا دیکھہ تو اپنی صورت
اسپہ اترائی ہے اللہ ری تیری قدرت

سراپائے ہجو یہ معشوقہ

۱۸۱

شکل بھونڈی سی ہے گھامڑ ہے بھدلیہ نقشا — تارا دمدار سے ہے یا جعد کہ سر مین سودا
تنگ پیشانی ہے اور بھیڑ کا جیسے دیدا — ناک جیسی پھرادے سے کانگڑہ جیا بنوا

رنگ روپھیکا ہے چہرہ پہ ذرا نور نہین
داغ چیچک کے ہین یہ خانۂ زنبور نہین

۱۸۲

ہے دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز — کچھ بناوٹ ہے نہ انداز نہ عشوہ ہے نہ ناز
چھوٹی گردن ہے گلا بونگا بہت بدآواز — طبع اقدس ہو نہ کیون گندہ بغل سے ناساز

ناتراشیدہ ہے تو کندا تو دو ہاتھ ہین چوب
پنجۂ انگشت نما جیسے پریشان جاروب

۱۸۳

سینہ ہے قطع سپاٹ اور بہت نازیبا — گول محرم نہین اور بند ہے ڈھیلا اسکا
فاختہ اُتو کی دم کیسے کہان ہے چیٹا پا — گرتی پیڑو سے ہے لٹکی ہوئی ڈھلم ڈھیلا

پیٹ ہے پتھہ کے مانند سپاٹ اور کرخت

ناف اوبھری ہوئی گھونگھی سے زیادہ ہی سخت

۱۹۴
کوسنے ٹھیری سے سپاٹ اور بہت ناہموار
ذکر کرنے سے ہر اک چیز کے اب نفرت و عار
اور پستی کا سُرینون کے کرون کیا اظہار
بن میین اثر در کی ہو جس شکل سی بانبی کا غار

زن مریدون کے لیے راہ زن اسجا ہی نہان
جان کے لالے ہین اور بال کا مفقود نشان

۱۹۵
ران پر گوشت نہین اور نہ اوسپر مچھلی
ہنجہ جنی کی طرح کج سے کڑی ہر اٹری
ساق پر بال ہین اور سخت ہے لکڑی جیسی
اونگلیان پاون کی بدوضع ہین ٹیڑھی میڑھی

پا مین چکر ہے تو مانند فلک کج رفتار
نام پر عار ہے ہرجائی کے بیزار ہزار

۱۹۶
خاک صورت پہ ادا کا بھی نہین نام کو نام
رنڈی پن سے ہو نہ خود کام کو کچھ لوچ نہ کام
ہے سراپا وہ مخنث کی طرح بد اندام
نام ہرجائی کا آوارہ ہے اطشت ازبام

ایک پر بند نہین لاکھ سے انکار نہین
تجسی بدکار جہان مین کوئی مُردار نہین

بیزاری و ترک از معشوقہ

۱۹۷
تندخو عربدہ جو کافر و بیدین مکار
خود غرض بسکہ ہر خود مطلب خود بین غدار
بے حیا دیدہ گستاخ نہ کچھ ننگ نہ عار
لغو ہین قول قسم جھوٹھ ہے باطل اقرار

ضد ہے نفرت ہے مرا ناک مین ہی تجسی دم
ترک الفت مجھے منظور ہے سے لے مجھسے قسم

۱۹۸
تو معاذ اللہ خدا ہو تو مین بندہ نہ ہون
تو جو قرآن ہو تو اک حرف نہ مین اوسکا پڑھون
تو پیمبر بھی اگر ہو تو مین ساحر سمجھون
تو ہو کعبہ تو مین اوس سمت کو سجدہ نہ کرون

تو جو فردوس ہو تو ضد سے بنون مین ناری
تو اگر دین ہو تو مین ترک کرون دینداری

بخت بیدار جو تو ہو تو بچھون خواب عدم
بت شکن مثل خلیل اللہ ہون گر تو ہو صنم
تو جو شادی ہو تو ہو جاؤن ہمہ صورت غم
نام کو نام نہ لون تو ہو جو اسم اعظم

خواب مین آ کے پری ننگے تو کروٹ بھی نہ لون
حور بنجائے تو جنت مین نہ پھر کر دیکھون

۱۹۰

حیوان بھی جو تو ہو تو غش ہی جاؤن
تو فرشتہ ہو تو مین دم کو چرا ہی جاؤن
تو مسیحا ہو تو جینے کی تمنا نہ کرون
تو ہو محشر تو کبھی خواب عدم سے نہ اٹھون

جیتے جی نام بھی بھولے سے نہین لون تیرا
سر رہ فصد لون گر سر مین ہو تیرا سودا

۱۹۱

تو ہو گر صبح وطن شام غریبان مین ہون
تو جو بھگوان کا اوتار تو درشن نکرون
تو ہما ہو تو ترے سایہ سے بچکر نکلون
تو پیمبر ہو تو اعجاز کو جادو سمجھون

دختر رز ہو اگر تو تو نہ تاکون حاشا
تو جو ساقی ہو تو ہو صوفی کا مشرب میرا

۱۹۲

دے چکا ہے تری یارانہ کو اب استعفا
کوچہ کیسا نہ چلون شہر کا تیرے رستا
لکھ دیا مین نے مچلکہ کہ نہ لون نام ترا
بھول کر بھی نکرون رخ تری جانب صلا

تو جو مر جائے تو رون نہ تری میت پر
میرا دم نکلے بھی تو مین چھاتی پہ رکھلون پتھر

۱۹۳

چاہیے تو جہان جاتا ہی خبر ہے ساری
جن رقیبون کے لیے کرتی ہے آہ و زاری
ہون اوس اوباش سے واقف کہ ہی جس پر واری
گھات سب تاڑ گیا بل بے تری عیاری

دل مین کچھ اور منافق کے ہی ظاہر کچھ اور
ڈھنگ بدلے ہوئے ساری ہین نرالے طور

۱۹۴

عشق رنانہ بجا ہین لب تیرا و نہین
بغلین جھانکو نہین چھیڑو نہین گھبراو نہین
بیحیا دیدہ کو سکاری سے شرماو نہین
دیکھ لی شرم بناوٹ سے مجھے دکھلاؤ نہین

رنگ فق خشک ہین لب منہ پہ ہوائی چھوٹی

شوق سے کھول کے دل جو نہین کرنا ہے کرو
تمکو واللہ ہوس دل کی نہ باقی رکھو

۲۰۱

پر تو لیں ایسا کرون تمکو کہ بس کھو یاد
خیال مین بھی ہو نہ خرم نہ کبھی خواب مین شاد

نام کیا بلکہ نشان کردون تمہارا برباد
تم ہو علامہ تو ہون ایک ہی مین بھی استاد

چین اک دم بھی جلاپے مین نہ پاؤ واللہ
رو و قسمت کو کرو آٹھ پہر نالہ و آہ

۲۰۲

فرش ہو جاسے تو پہ سوؤن نہ اک رات کبھی
جان جاتی رہے پر ہو نہ ملاقات کبھی

لاکھ اترا سے مگر مین نکرون بات کبھی
خواب مین تیرا خیال آیا نہ بد ذات کبھی

بلکہ جس بزم مین تو جائے نہ جاؤن واللہ
بھولکر جاؤن بھی تو منہ نہ لگاؤن واللہ

۲۰۳

تیری ہمشکل کو بھی تجھسے مین سمجھون بدتر
جا بہ بیٹھیں آئین سگے کردار کو تیری کیفر

تیرے ہمنام کا بھی نام نہ آئے لب پر
تجھسے پھر جائے خدائی جو پھری اپنی نظر

جسکا دم بھرتی ہے تو ہو وہی تجھسے بیزار
آج سے دم مین ترے آئے نہ کوئی زنہار

۲۰۴

آپ اس حسن جوانی پہ عبث ہین مغرور
آدمی زاد ہین کچھ آپ نہین خلد کی حور

صاف ہو جائیگا دوروز مین جوبن کافور
ماہرو چار ہی دن چاند کا رہتا ہے نور

طائر رنگ پری سے نکے کریگا پرواز
خاک مین آپ کا ملجائیگا سب نخوت و ناز

۲۰۵

بل کی لی زلف سے آئیگی نہ پھر اسکو تاب
چند ہی روز کی ہے گوہر دندان مین آب

صاف دیکھائیگا حسن رخ پر نور جواب
ڈھل گیا سینہ تو یاد آئین گے ایام شباب

گرمی سوزاک سے عورت کا بگڑتا ہے خمیر
کسبی دکھلائی سے ہو جاتی ہے آنکھون مین حقیر

۲۰۶

زن مریدی کرے مردان جہان توبہ
آئینہ رو کا سکندر سے بنے حیران توبہ

بندہ کا فریب دین ہو مسلمان توبہ
سایہ پرور دیری زاد ہوا انسان توبہ
صحبت اخوت ابلیس کی اور مجکو جاہ
توبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

۲۰۷

دور رکھو دل سے گمان اسکا میں ہون عیاش
پاکبازی سے تجرد میں رہا ہون بشاش
زن مرید اوزکوئی ہوگا جہان میں اوباش
بشریت سے ہو اگر طبع کو کچھ بھی پرخاش
تو زمانہ میں حسین ایک سے ہو اک بہتر
گو نہو لکھنؤ آباد رہے امرتسر

۲۰۸

ضبط الفت کو کرون پہلا تو حق التدور
اور اگر دل سے میں ایسا ہی ہون اپنے مجبور
بلکہ میں نام تک دل سے کرون عشق کا دور
دل لگانا ہی پڑے ماہ جبینوں سے ضرور
تو کسی اور پری رو سے ملاقات کرون
عیش سے دن کو تو عشرت سے بسر رات کرون

۲۰۹

زعم باطل ہے تجھے مجھسا نہو گا دلبر
قدردان اور وفادار ہو بندہ پرور
تو سے ہے کیا تمام خدا حور و پری سے بڑھکر
نور کا پتلہ ہو پریون کی چاہین اوس سے بہتر
بزم عالم میں کرون آفت جان وہ پیدا
دم اولٹ جاسے اگر دیکھ لے تو بھی گھبرا

۲۱۰

رونمائی پہ جو تو اپنا لٹا دے جوبن
تو لگاوٹ کرے وہ دلسی ہو تیری دشمن
سایہ تک دیکھنے پائی نہین یہ ہو قدغن
آتش رشک سے جلجاے ترا سارا بدن
بندہ خلوتکدہ اوس حور سے آباد کرے
تو اسی رشک میں ہی نالہ و فریاد کرے

۲۱۱

عشق بازی سے ہے مشہور مرا ملک میں نام
سب وفاداری سے واقف ہین مرے دل آرام
جابجا سے مجھے آتے ہین حسینون کے پیام
کلمہ پڑھتے ہین مرا موسن مرا اور برہمن رام
عشق بازی سے مرے فخر ہے دلدارون کو
ناز چاہت پہ ہے سب طرح طرحدارون کو

۲۱۲

لو خبردار رہو ہوشیار رہو ہو آگاہ
پیدا اوس شوخ سے اب کرتے ہیں الفت کی راہ
ہنسے اب قطع نظر کرتے ہیں انا اللہ
جس پر نیزا دبرا اک عمر سے پڑتی ہے نگاہ
اس سے کیا کام پریزاد ہے یا انسان ہے
یک غارتگر ایمان ہے بلائے جان ہے

سراپائے بہاریہ لاثانی معشوقہ ثانی

۲۱۳

گلبدن غیرت گلزار ہے یار رشک ارم
سایہ جس غیرت فردوس کا ہے ابر کرم
ہے وہ گلرو سبب رونق باغ عالم
اوسکا کرتا ہوں سراپای بہاریہ رقم
باغ باغ اہل جہان دیکھ کے اوسکو ہو جائیں
پھر لگر گل کی روش جامہ تن میں نہ سمائیں

۲۱۴

نکہت سنبل پیچان سے معطر ہو مشام
ناربستان سے ہو ہماری دل کو آرام
لطف سیب زقن حور سے شیرین ہو کام
گلرخ و گلروش و گلبدن و گل اندام
وہ سراپا سے بہاریہ جانانہ ہو
باغ رضوان کی فضا سبزۂ بیگانہ ہو

۲۱۵

طبل طبع رسا کہتی ہے اب آئی بہار
سبزۂ سخن تازہ ہو ہر گل بیخار
لکھئے گلرو کے سراپا کو بخط گلزار
شوق گلرو کے سراپا کا گلے کا ہے ہار
یہ وہ گلزار ہے گلچین کا جہان نام نہیں
باغ فردوس میں شداد کا کچھ کام نہیں

۲۱۶

آب جو حوض خیابان روش و تختہ گل
طوطی و قمری و طاؤس و تدرو و بلبل
سرو شمشاد و گل و لالہ و نرگس سنبل
نکہت و باد نسیم اور صبا تاک بالکل
جیسے جیسے جنون گلزار جہان سے مضمون
دیکھوں سونگھوں پھروں لکھوں گلگشت کروں

۲۱۷

پھر کبھی آجائے جو مضمون سراپا میں کمی
ساتھ رضوان کے میں گلگشت کروں جنت کی

اب بھی قلت ہو تو پھر حق سے کہون آہ ماری — شکر ہو لاکھ مجھے تو نے یہ نعمت بخشی

تیری درگاہ تلک لائی ہے مجکو حیرت
آج دکھلا دے مجھے ساری فضائے جنت

۲۱۸

پھیر کھلے غیب سے مجھپر در باغ رحمت — آستانہ پہ فدا جسکے ہون آٹھون جنت
طوبیٰ و سدرہ کو ہو شاخ شجر سے حیرت — ہو کہین عرش سے دیوار کو اوسکے رفعت

طائر سدرہ سے کچھ بڑھ کے ہون مرغان ہزار
ہون ہما بلبلین عنقا سے ہون طوطی طیار

۲۱۹

تھا یہی دھیان کہ اتنے مین ہوا اک القا — بولا ملہم کہ نکر فکر و تامل رعنا
فیض روح القدس اللہ نے ہے تجکو دیا — وا ہوسکے تجھپہ ازل و ابد تک کی فضا

پھر نظارت کے سوا بس نظر آیا نہ کچھ اور
تب لکھا شاخ قلم سے یہ سراپا فی الفور

۲۲۰

شاخ طوبیٰ ہو قلم کا کہ ہو اوس سے طیار — گلبدن کا لکھون تب وصف بخط گلزار
اور سیاہی ہو سویدائے گل لالہ ہزار — لاؤن شنگرف کی جا سرخیٔ رنگ گلنار

گل کے اوراق بھی گلچین سے خریدون تنہا
باغ مین نقد زر گل کا کہین سے توڑا

۲۲۱

قامت سرو روان ہے کہ ہے سرو آزاد — یا قد غیرت گلزار ہے نخل شمشاد
اوسکی خوبی پہ یہ تشبیہ ہوئی ہے ایجاد — شجر نور ہے وہ نام خدا نیک نہاد

شاخ گل مین ہے وہ قامت کہ ہے سدرا کی شاخ
راست پوچھو تو قد راست ہے طوبیٰ کی شاخ

۲۲۲

نہ تو کچھ نا رسا لمبا ہے نہ مانند چنار — پستہ قد بھی نہین وہ سرو سہی رنگ بہار
قد وہ بوٹا سا ہے یا کوئی ہو شاخ گلنار — شاخ گل دیکھکے کھاتی ہے بہت شرمسار

شجر گل جسے کہتے ہین وہ ہی گلرو ہے
قمری و فاختہ کی اوسکے لیے کوکو ہے

تار سنبل بھی نہین حبیبہ سی کم اک سر مو
عشق پیچا ہے کہ ہین کاکل پیچان ہر سو
بید مجنون کی ہین شاخین کہ صنم کے گیسو
رگ گل زلف کو باندھا تو یہ مہکی خوشبو
باغبان ہو گیا پست گلچین مدہوش
ہو گئے غنچے سوار ہ گیا صبا خموش

۲۲۴
تاک سے ٹھنڈی شہر گلشن خوبی کی عیان
تاک مین خوشۂ انگور ہے موباف کہان
روش تختۂ گلزار ہے یا کاہکشان
باندھون یا روش کی ہین گلدستۂ گلزار جنان
پٹیان ہین جو خیابان تو بین صحن چمن
چبوترہ گلزار ہے اور وہ ہین سوار گلشن

۲۲۵
حوض ہین بیت ور فردوس ہین محراب نما
نکہت گل سے نظر نرگس شہلا دیدا
خواب مین غنچے ہے بیداری مین گل دیدہ وا
ہے نہان صورت بوئے گل ان آنکھون چھپا
رکھا عشاق کو دیدار کا شوق ان حیران
پھر بھی آنکھون سے بیداری بسا نون ہو بات

۲۲۶
کبھی اس سرو کی ہر روز یہ گرد رخ یار
مرغ گلرنگ ہے شبنم گل تر باغ وبہار
ہے جو قد شاخ صنوبر تو گل تر رخسار
مائل اوس گل پہ رہا کرتی ہین مرغ گلزار
ان گلون کی تھی ہمکیون بار رکھنے کی حسرت
رکھے ان پھولون کی بدست ہمیشہ نکہت

۲۲۷
یہ وہ ہے باغ نہین نام کو جس باغ مین خار
بھر گلگشت جو روہ روش صبا پر ہے سوار
بے نشان یان ہے خزان اور یہین ہمیشہ ہے بہار
طائر رنگ چمن اوڑنے پر اب ہے طیار
باغ جنت کی فضا سبزہ بیگانہ ہے
باغ عالم مین اسی گل کا اب افسانہ ہے

۲۲۸
گل خوشبو سے کہو کھول کے اوس بینی کو
یا لیقہ بین گو ثریہ تسنیم کا پل ہے دیکھو
طائر حسن کا ہے یا وہ نشیمن یارو
دونون منخر کی تڑک معجز عیسی سمجھو
قوت شامہ مین اور نہین کوئی قصور

لیک خوبی سے اک یہ وفا ہے گا نور

۲۲۹

غنچہ باغ ہے اسکا دہن رشک چمن
سو تیا دانت تو گویا ہے زبان برگ سمن
پنکھڑی پھول کی ہے لب ہے تو ہی قد سیب ذقن
زعفران زار ہنسا خندۂ گل سے گلشن

عرق چہرۂ گلرو تو بعینہ ہے گلاب
اور جوبن جو ٹپکتا ہے تو ہے رنگ شباب

۲۳۰

گل تر چہرہ گلرو شاخ گل اور قد طوبیٰ
ہے خوش آواز کی گلیاں نگے لاوے صدا
وہ نہیں [illegible] کہ جو سوکھے اور پھینک دیا
طائر حسن کا تپیدا ہے کہ پھیلا ڈورا

کیا وہ گل ہیں بہار گل گلشن کے لیے
غنچہ ہائے دل عشاق ہیں گردن کے ہار

۲۳۱

ہے نمایاں شانہ خوب ہے اک شان خدا
ہے وہ گلدستہ رنگین کہ وہ رنگین ہے بجا
قد ہے طوبیٰ لعل حسن آب اس گل کا
رنگ لائی ہے کہ خون ہو گئی لب سے حنا

انگلیاں شاخ گل تر سے سوا ہیں نازک
توسن حسن پری کی ہے جیسے رکاب

۲۳۲

سیب ہیں یا یہی ہیں اسکی دو نار پستان
ہے دوپٹہ کہ ثمر پر ہے وہ گل کا دامان
یا لگی نخل تمنا ہیں یہ دو پھل جڑوان
طوطی حسن یہ کہتا ہے عیان راچہ بیان

آشکارا ہے عجب حسن جوانی کا وفور
مدہ سے معمور ہے جوبن ہے یہ سینہ پر نور

۲۳۳

طائر حسن میں شہباز سے ہے شاید چڑیا
لوٹ جالی کی یہ محرم ہیں کہ ہے جال بچھا
حسن کے دام میں یا آ کے پھنسا ہے عنقا
مرغ حسن ایک ہے یا پیر دو ہیں نشیمن کی جا

تل کا زاغ اسکے ہی سایہ سے ہما ہوتا ہے
مرغ دل اسکے ہی صدقہ میں رہا ہوتا ہے

۲۳۴

پھول کی سیج سی ہے نرم شکم اور شفاف
نور کا حوض شکم ہے تو وہ فوارہ صاف
صحن گلشن ہے اگر پیٹ تو گلبن ہے ناف
صدقۂ دیدۂ نرگس بھی نہیں کہنا لاف

دل کو تسکین ہوئی چھپائی کا ٹھہرا وترا

۲۴۰

خط جو اسنے تھی انگیٹھی مین جلا دیتا تھا — اور پیغام کو باتون مین اوڑا دیتا تھا
التجا سنکے نہ دل مین کبھی جا دیتا تھا — ہنس مین کہتے تھے پر صاف جتا دیتا تھا

نام آیا تو زبان صاف قلم کر دونگا
طرح گر صلح کی ڈالی تو ستم کر دونگا

۲۴۱

کر دیا مین نے دل و دیدہ سے اوسکو مردود — ہو گئے نامہ و پیغام کے در بسمسدود
نام مردار یہ سنے فاتحہ سنے دم نہ درود — مجکو آج اوسکا برابر تھا عدم اور وجود

دل کو قدغن کہ خیال اوسکا نہ آنے پائے
آنکھ کو حکم نہ وہ خواب مین منہ دکھلائے

ملاقات محبوبۂ ثانی لاثانی

۲۴۲

دل لگی کی تھی جو اک عمر سے مجکو عادت — خالی خالی سے مجھے بے یار نہ بہائی صحبت
اوسپہ یاران طریقت نے دلائی رغبت — آیا جی مین بھی اوسے دیکھیے یکشب مہلت

شام سے مین نے دیا حکم کہ ہو طیاری
جا کے لانے کو گل اندام کے گھر اسواری

۲۴۳

نامہ بر پہونچا کہ تشریف ادھر لائین آپ — روش باد بہاری چمن آمین آپ
میرے بلوانے سے زنہار نہ اترائین آپ — پیار سے بیٹھیے پہلو مین نہ شرمائین آپ

رنگ بے ساختہ پن نے یہ عجب دکھلایا
لطف برسون کی ملاقات کا اول پایا

۲۴۴

چھا گیا نور کی تصویر سے گھر بھر مین نور — شان شاہانہ تھی اور ٹھاٹھ کا کیا ہو مذکور
زور پر جوش جوانی کا وہ چشم بد دور — چلبلا طبع مین باتون مین مزا دل مین سرور

فرط شوق دل مشتاق سے دیوانہ ہوا
محو نظارۂ حسن رخ جانانہ ہوا

ناجی اسپر ہین فدا شیفتہ او سپر ہاری

۲۵۱

دل کو تسکین خداداد ہی اور لطف مدام
دل مین آسودہ دلی رات کو عیش و آرام
آبرو اپنی ہے اپنون مین تو مخصوص ہی نام
قلق صبح نہ وہ دیدہ براہ سر شام
نون مریدی سے ہی اب دلکو نہایت نفرت
عشقبازی پہ اور اوسپہ ہی بہر دو لعنت

۱۴

خط بحال پر ملال معشوقۂ اول

۲۵۲

جمع خاطر ہی مری دل مین ہی اک استغنا
صورت حرف غلط محو ہوا وہ شیوا
لیک تھا اوسکو جو درپیہ وہ عشق پہلا
ضبط الفت نہوا غمزدہ دل رہ نسکا
رنگ وان لائی غرض اور ہی چاہت آخر
گل کھلا وان جو کھلا آتا ہی وہ پیش نظر

۲۵۳

اتفاقاً جو ہوا خوری کو اک دن نکلا
دور سے آتا سر راہ ملا ہرکارا
خط دیا لیکے اوسے جیب کے اندر رکھا
آکے گہر شمع منگا کر جو کیا اوسکو جدا
نامہ کاتب نہین پر بوسے وفا پیدا ہے
درد آمیز کچہ احوال سے کچھ شکوا ہے

۲۵۴

تھا یہ تحریر عبث آپ کی بدلی ہی نظر
پھر گیا آپ کا دل اور طبیعت مین ہی شر
تھے وہ سب جھوٹ نہین میرے نوشتون کو خبر
مین خطاوار سہی پھر بھی تو آخر ہون بشر
سو خطا بندہ کی اللہ بھی کرتا ہے معاف
تم ہی سچے سہی لو جانے دو ہو جاؤ صاف

۲۵۵

اور اگر جی مین کسی اور کی الفت ٹھانی
یا مراد ڈھونڈہ لیا ہی کوئی دشمن جانی
آنکھ کے پھرتے ہی دیدہ کا ڈھلا ہو پانی
پھر بھی ایسی تو قیامت تھی نہ محشر ڈھائی
آپ کے غم مین مصیبت کوئی سہتی ہوگی
خلق فرمائیے کیا آپ کو کہتی ہوگی

رات کو عیش نہ دن کو کبھی آرام رہے

۲۶۱

عمر بھر ہووے نہ عیش نصیب اوسکو الم
اور سکی صحبت یہ کرے بیکسی آکر ماتم
اور عذابوں سے دم نزع نکل جاوے دم
تجکو یا رب قسم دامن پاک مریم

دن کو تاپوش جھلکتا ہو اسکے باری
مگر ہمیں جلیں سے تا حشر نہ ہووے باری

۲۶۲

مرد و سے خاک میں ملجاوے تیرا اترانا
نوج ہو تجھ سے کسی پر بھی تو ہی دیوانا
کچھ میسر ہو کسیکا نہ تجھے کلپانا
شمع و تجکو جلائیں جو ہو تو پروانا

سب ملا تجکو زلیخائی نے تیرے کھویا
ہو کبھی یوسف مصری کا تجھے بھی سودا

تقریر قاصد بحال پریشانی معشوقہ اوسکے

۲۶۴

الغرض خیر تھا کہ افسانۂ غم یا طومار
کر کے سوگند کہا روتی ہیں وہ زار و نزار
نامہ بر نے کہا پھر مجھ سے زبانی اظہار
صبر اک لحظہ نہ ذرا انکو ہے نہ کچھ شب کو قرار

نالہ و آہ وہ دن رات کیا کرتی ہیں
نام سرکار کا لے لیکے جیا کرتی ہیں

۲۶۵

خواب و خور ترک ہے پینا کہاں کسکا کھانا
وہ ہیں اور گھر سے نہ آنا نہ کہیں ہی جانا
کیسی تعلیم کجا رقص کہاں کا گانا
سب بے اثر ایک سے ہے لاکھ تلک سمجھانا

بھر کے ہر دم وہ دم سرد بہت روتی ہیں
جیسی بیزار ہیں اب جان تلک کھوتی ہیں

۲۶۶

کروٹیں لیکے شب غم کو سحر کرتی ہیں
نفس سرد ہو یا آپ کا دم بھرتی ہیں
چاہ کو نام وہ نام آپ کا سے دھرتی ہیں
چونک اوٹھتی ہیں کبھی خواب میں گر ڈرتی ہیں

آپکے ذکر سے کچھ رات کو نیند آتی ہے
یا پلک نے دھیان میں حضرت کی جھپک جاتی ہے

۲۶۷

زندہ در گور ہیں وہ قبر کے مانند ہے گھر
شام کو رہتی ہے ہر روز نظر جانب در
دن قیامت کی طرح کٹتا ہے گھڑیاں گن کر
پوچھتی ہیں کبھی کچھ آنے کی ہے اونکی خبر
پھر دن بھر کی مصیبت تو گذر جاتی ہے
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

۲۶۸

پان سے ذوق نہ کچھ عطر سے اب رغبت ہے
درد سے دل میں تپ غم کی بہت شدت ہے
مانگ چوٹی ہے نہ کنگھی ہے نہ وہ زینت ہے
آپ کا نام ہے اور آہ ہے اور رقت ہے
رات کا شغل جو پوچھو تو شمار اختر
دیکھیے دن کا جو احوال تو ہر دم ششدر

۲۶۹

درد کی چیز جو کمبخت کوئی گاتا ہے
ہو کے بیتاب طبیعت میں جو کچھ آتا ہے
عار سے تب ولولہ شوق گذر جاتا ہے
گھر میں اک دم کا ٹھہرنا نہیں پھر بھاتا ہے
پا پیادہ در دولت پہ چلی آتی ہیں
روکو تو سر کو وہ دیوار سے ٹکراتی ہیں

۲۷۰

بول اوٹھا دھوکے سے جو کوئی کہ آتی ہیں حضور
فرشِ رہ آپ ہی ہو جاتی ہیں با فرط سرور
حکم تیاری کا دیتی ہیں وہیں غیرت حور
دیر ہوتی ہے تو کہتی ہیں کہ ہیں کتنی دور
پاس ہو جاتی ہے جس وقت تو گھبراتی ہیں
ہو کے مضطر کبھی روتی کبھی ٹکراتی ہیں

۲۷۱

خوش ہوئی گر کبھی وہ ماہ وشوں کی سرتاج
تو یہ فرماتی ہیں مدت میں ہوئی ہے معراج
پوچھے بیٹھا کوئی اب آپکا کیسا ہے مزاج
خواب میں رات مرے پاس وہ آئے تھے آج
پیار کر کے کبھی چھاتی سے لگا لیتے تھے
اور کبھی شوق سے پہلو میں بٹھا لیتے تھے

۲۷۲

اور کبھی سامنے سرکار کی رکھ کر تصویر
کبھی چھاتی سے لگا اور کبھی ہو دلگیر
آپ ہی آپ کیا کرتی ہیں یہ دن تقریر
پوچھتی ہیں کہ ہوئی کون سی مجھ سے تقصیر
پیار چھپ چھپ کے کبھی اوسکو کیا کرتی ہیں

۲۷۸

تا شب جان پہ بنتی ہی غضب ہی ڈھایا
سر کو دیوار ست دے مارا کبھی ٹکرایا
صبر مطلق نہ رہا سب نے بہت سمجھایا
کھا کے کچھ سو رہی اور صبح کو ٹھنڈا پایا

دفعتہً شور اوٹھا ہا ہے قیامت آئی
دولتِ حسن لٹی مر گئی ہے ہرجائی

۲۷۹

شہر کی اہل نشاط آئیں کیے شیون و شین
نوحہ کرتی تھی کوئی کوئی بکا کرتی بین
گرد سب ہالہ صفت ماہوش اونکی تھیں
راستے بند تھے مخلوق خدا تھی بے چین

نوجوانی پہ کوئی کرتا تھا آہ و زاری
کوئی بیہوش کہیں غش کہیں تھا طاری

۲۸۰

تھی کو اس قہر سے زنہار نہ تھی آگاہی
شب کو سویا تو مگر رات مصیبت سے کٹی
نہ سنی رسم مگر راہ سے ہے دل سے لگی
خود بخود دل میں مرے صبح عجب وحشت تھی

اوٹھ کے افسردہ سحر ہی سے گھبرا کر
جی کے بہلانے کو بیٹھا میں سرِ راہ آکر

۲۸۱

دور سے دیکھا نظر آتی ہے اک طرفہ برات
جانا نوشاہ کی تھی آج عروسی کی رات
دھوم ہے شور ہے انبوہ ہے اور مخلوقات
بیچ میں ڈولہ عروسانہ ہے لیکن ہیہات

آخری اونکی سواری ہے نہ تھا یہ معلوم
نامراد آہ جوان مرگ سدھاری مسموم

۲۸۲

آیا ناگاہ مرے کان میں ماتم کا غل
شور ہے شمع سرِ شام ہوئی حسن کی گل
دیکھتا ہوں کوئی نالاں ہے بہ رنگِ بلبل
چاک دامن ہیں گلی کے تمام بہت صورتِ گل

پا برہنہ ہیں سب اور بال کھلے خاک بسر
دھوکا جس شے کا تھا آیا وہ تابوت نظر

۲۸۳

جوڑ قوال بھی کچھ ہیں سوز گاتے ہیں غریب
پیٹتا ہے کوئی کہتا ہے کوئی ہائے حبیب
کوئی کہتا ہے ملی خاک میں الفت نصیب
الغرض آیا جنازہ مرے گھر کے قریب

میں نے پوچھا یہ گئے کون جہان سے ناکام

دم ہوا ہو گیا سنتے ہی محبوب کا نام

۲۸۴
رکھ کے تابوت کہا چاہ کی یہ ماری تھی ۔ نامراد آہ یہ فرقت زدہ بیچاری تھی
اس نے جوانمرگ کو کچھ عشق کی بیماری تھی ۔ زندگی بار جدائی سے اسے بھاری تھی

جان پر کھیل گئی چاہ سے مارا ہے آہ
کیا موئی طیش میں کچھ رات کو انا للہ

۲۸۵
کہہ گئی تھی مری میت سے نہ وہ شرمائیں ۔ خیر تقدیر کا لکھا تھا نہ کچھ پچھتائیں
نہ پڑھیں فاتحہ نے پھول مری اٹھوائیں ۔ ہاں مگر آخری دیدار تو دکھلا جائیں

قبر میں جیتے نہیں آئیگا زنہار تجھے
پھر تو محشر ہی میں دکھلائیں گے دیدار تجھے

۲۸۶
کی وصیت تھی نہ رو دیں وہ حزیں میرے بعد ۔ عشق صادق ہے تو آئیگا یہیں میرے بعد
ہوں نہ بے چین آنے سے کچھ چیں بہ جبیں میرے بعد ۔ جذبۂ عشق کا آئے گا یقیں میرے بعد

کہنا میت پہ بہت دل نہ کڑھائیں واری
حق میں میت کے لیے اچھی نہیں آہ و زاری

۲۸۷
سنتے ہی جی میں اٹھا ولولۂ دیرینہ ۔ صبر کب منضبط کیا کوٹ لیا سر سینہ
جی میں رہتا نہیں زنہار مو سے پر کینہ ۔ جوش الفت سے دل زار تھا صاف آئینہ

چاک کر ڈالی قبا ماتمی پہنی پوشاک
سر کو دیوار سے ٹکرایا ملی منہ پہ خاک

۲۸۸
آیا بیتابی سے تابوت تک افتاں خیزاں ۔ ٹکڑے دل ہو گئے جگر غم سے کلیجہ بریاں
سیر جینے سے دم اکھڑا ہوا اور لب پہ فغاں ۔ آسمان ٹوٹا زمیں پھٹ گئی تاریک جہاں

آ کے بالیں پہ دو شالہ سے جو کھولا مکھڑا
چشم بر راہ ابھی دیدۂ حسرت تھے وا

۲۸۹
آنکھڑیاں چوم لیں دل بھر کے لپٹ کر رویا ۔ عذر تقصیر کیے سخت پشیمان ہوا
بین سب نے کیے محشر ہوا کہرام بپا ۔ دم تکبیر تھا یہ شور قیامت برپا

در نمازم خم ابروے تو در یاد آمد
حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

۲۹۰

بال بکھرے وہ ابھی یاد ہین اور زلف دراز — نور چہرہ پہ برستا ہوا اور نرگس باز
ہنستی پیشانی وہ اور دونون ہون ہین اعجاز — نام ہیت تھا مگر زندہ کے جیسے انداز

صورت اتبک مری آنکھون ہین پھرا کرتی تھی
رات دن جان حزین رنج سہا کرتی تھی

۲۹۱

وہ جوان مرگ جو دنیا سے سدھاری ناکام — زندہ درگور ہوا زیست ہوئی مجکو حرام
جان عاشق غم دل ہین ندامت ہی تو سر ہین سام — نہ خور و خواب نہ تسکین نہ قرار و آرام

دھیان ہین رویا تو کچھ آنکھ سی لگ جاتی ہی
صورت آگر کبھی رویا ہین وہ دکھلاتی ہے

شہید رشک محبوبۂ ثانی و انتقال از عالم فانی

۲۹۲

عشق صادق نے کیا کام تمام آخر کار — کھو گئے تاب و توان ہوش و خرد صبر و قرار
خود بدولت نے جو دیکھی یہ مری حالت زار — رشک الفت سی جلا ہے یہ بہت کھایا خار

یعنے در پردہ کیا ضبط جو دل ہین غم و درد
رنگ ہوتا گیا گلرنگ کا اندوہ سی زرد

۲۹۳

لاکھ سمجھا یا کیا اُس کا اوسنے نہ مانا — عرض کی جو گیا دنیا سے پھر اوس سے کیا کار
اب وہ گل ہی نہین جسکے لیے ہم گوندھین ہار — تم سلامت رہو ہو زیست کا اب تم یہ مدار

رشک سے دل نہ کڑھا یا کرو بد ہے انجام
تم اگر کہین جی سے تو بس کام ہو اپنا بھی تمام

۲۹۴

لاکھ پیرایہ ہین کی اونکو نصیحت اکثر — اور نالیف بھی کی پر ہوا خاک اثر
اور بڑھتا گیا آخر قلق و درد جگر — حال زار اونکا ہوا طول مرض سے ابتر

نور سہا[illegible] کا تنہا جسد ہم وہ کہین جی سی گذر

٣٠٦

زندہ درگور ہے جا ہے اگر اوسکو ثبات

گرم بازاری سے کرتے ہین صنم سو تدبیر
ناچنا گانا ہے سب سحر لگاوٹ تسخیر

ہے خود آرائی کی یہ وجہ کہ کیجیے نخچیر
خال اگر دانہ ہے تو زلف ہے دام تزویر

فتنہ معشوق ہین اور آفت جان ہے ہر بات
سخت مشکل ہے کہ دل ایک ہو لاکھون آفات

٣٠٧

بزم یا باغ کی گلگشت مین یا بر سر راہ
آدمی ہے کہین پڑ جائی جو کمبخت نگاہ

ہوئی جاتا ہے کہین سامنا قصہ کوتاہ
آگیا دل تو ہوا خاتمہ انا للّٰہ

اور اگر جبر سے فرمایا طبیعت کو ضبط
تو ادہر کرتے ہین سو راہ سے پیدا وہ ربط

٣٠٨

زور ہے مکر ہے اظہار محبت حاشا
قوم کسبی سے ہے نادان کہین امید وفا

رحم دل مین نہین زنہار نہ آنکھون مین حیا
دل مین دل ڈالکو دل لیتی ہین والدا پھنسا

لیکے تصویر بنا لیتی ہین تعویذ صنم
پیار سے رکھتی ہین محرم مین نشانی خاتم

٣٠٩

خاصدان لائے گلوری کا کسی دن مہری
بھیجین مر صدقہ خبر کچھ جو ملالت کی سنی

کبھی شکوہ ہے خبر کیون نہین کل سے لیجی
گاہ آنے کی تمنا ہے بلانے کی کبھی

گنتی کے شمار سے مگا کر رفقا کو ہمراز
سانکر سارے ہوا سی کو بنا یئن ہمساز

٣١٠

عاشقانہ کوئی افسانہ سناتا ہی ندیم
بول اوٹھا کوئی وہ اس شہر مین ہی ذی تعلیم

کوئی کہتا ہے کہ ہی عشق سے دل میرا دو نیم
کرتے سب متفق اللفظ ہین سنکے تسلیم

عشق مشہور ہے گفتار سے پیدا ہو جائے
یہ وہ طوفان ہے کہ اک قطرہ سے دریا ہو جائے

٣١١

انکی فطرت سے ہے بگڑ گر دل و دین و ایمان
زن مریدی نہین زیبا ہے برائے مردان

شکر صد شکر کہ ہے لاکھ خدا کا احسان
مردمی شرط ہی انسان کو اگر ہی انسان